### باب اول

### فن تجوید و قراءت کی اہمیت اورضرورت

### فصل اول

### فن تجویدو قراءت کی اہمیت

# تمہید:

قرآن کریم ’’ھدی اللناس اور ھدی اللمتقین‘‘ کی امتیازی شان کے ساتھ نازل ہونے والی تمام آسمانی کتب و صحائف میں سے افضل ترین کتاب ہے جو حضور نبی کریم، خاتم النبیین، رحمۃ اللعالمین ﷺ پر نازل ہوئی۔تمام آسمانی کتب میں یہ وہ واحد اور منفرد کتاب ہے ،جس میں تحریف اور تبدیلی کی کوئی گنجائش نہیں ۔یہ وہ منفرد کتا ب ہے جس کو یاد کرنے اور زبانی پرھنے والے تما م دنیا میں موجود ہیں ۔ اللہ رب العالمین نے پوری امت کو ایک جسم کی مانند بنایا اور قرآن پاک کواسکی روح بنائی۔چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے

وَ كَذٰلِكَ اَوْحَیْنَا اِلَیْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَاؕ(الشوری٥٢:٤٢)

ترجمہ:”یونہی ہم نے تمہیں وحی بھیجی ایک جانفزا چیز اپنے حکم سے“

دوسرے مقام پراللہ عزوجل نے اس قران کو نور قرار دیاچنانچہ ارشاد فرمایا:

یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَكُمْ بُرْهَانٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَیْكُمْ نُوْرًا مُّبِیْنًا(النساء۱۷٤:۴ )

ترجمہ :”اے لوگو بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے واضح دلیل آئی اور ہم نے تمہاری طرف روشن نور اُتارا “

یہ وہی کلام ہےجسکواللہ تعالٰی نےلوگوں کےلئےشفاءبنایا، چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے

”وَ نُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِیْنَ وَ لَا یَزِیْدُ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا خَسَارًا(الاسراء٨٢:١٧)“

ترجمہ:”اورہم قراٰن اتارتےہیں وہ چیزجوایمان والوں کےلئےشفاء اور رحمت ہے اور اس سے ظالمو ں کو نقصان ہی پڑتا ہے“

اور یہ وہ عظیم کتاب ہے جس کے محض الفاظ کی تلاوت بلا فہم بھی باعثِ اجرو ثواب، قربِ خداوندی اور عین عبادت ہےاوراس قراٰن کی ہیبت کو یوں بیان کیا گیا کہ اگر اس کو پہاڑ پر نازل کیا جاتا تو پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جاتا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے

”لَوْ اَنْزَلْنَا ہٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَہٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَۃِ اللّٰہ (الحشر٢١:٥٩) “

ترجمہ:” اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور تو اسے دیکھتا جھکا ہوا پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے “

حضرت سیدنا فاروق اعظم عمر بن خطاب ﷜فرماتے ہیں کہ رسول اللہ﷐نے فرمایاِ:

”إِنَّ اللهَ يَرْفَعُ بِهَذَا الْكِتَابِ أَقْوَامًا، وَيَضَعُ بِهِ آخَرِينَ“[[1]](#footnote-1)

ترجمہ: ” بے شک اللہ تعالیٰ اِس قرآن مجید کے ذریعے کچھ قوموں کو سر بلند کرتا ہے اوکچھ کو گرا دیتا ہے “

حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعود﷜ روایت فرماتےہیں کہ رسول اکرم نور مجسم شفیع معظم ﷺنے ارشاد فرمایا:

” إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ مأدُبَۃَاللّٰہِ فَتَعَلَّمُوْامِنْ مَادُبَتِہ مَا اسْتَطَعْتمْ، إِنَّ هَذَا الْقُرْآنَ هُوَ حَبْلُ اللهِ، وَالنُّورُ الْمُبِينُ، وَالشِّفَاءُ النَّافِعُ، عِصْمَةٌ مَّنْ تَمَسَّكَ بِهِ،وَنَجَاةٌ مَّنْ تَبِعَهُ۔“[[2]](#footnote-2)

ترجمہ : ”بے شک یہ قرآن اللہ تعالی کے دعوت کا دسترخوان ہے تو تم اللہ کے دسترخوان سے سیکھو جتنی تمہاری استطاعت ہے،بے شک یہ قرآن اللہ کی رسی ہے اور نور مبین ہے اور شفا ءنافع ہے، جس نے اِس کو مضبوطی سے پکڑااُس کیلئے حفاظت ہے اور جو اِس کی پیروی کرے گا اُس کیلئے نجات ہے“

یہی وجہ تھی کہ رسول اللہ ﷺاپنے گورنروں کو حکم ارشاد فرماتےکہ لوگوں کو قرآن مجید سکھائیں ، چنانچہ حضرت ابو موسیٰ ﷜سے روایت ہے؛

عن أَبی موسی ﷜أَنّ رَسُوْلَؐؐ اللّٰہِ ﷺبَعَثَ مُعَاذًا وَ أَبَا مُوْسٰی إِلَی الْیَمَنِ وَأَمَرَ ھُمَا أَنْ يُّعَلِّمَا النَّاسَ الْقُرْآن[[3]](#footnote-3)

ترجمہ : کہ حضرت ابو موسیٰ ﷜سے روایت ہے ؛کہ رسول اللہ ﷺنے حضرت معاذ اور حضرت ابوموسیٰ ﷜کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو ان کو حکم دیا کہ ” یہ کہ لوگوں کو قرآن کی تعلیم دینا “

المختصر! یہ کتاب تمام علوم و معارف کی جامع ،مکمل لائحہ عمل وضابطہ ِ حیات اور دارین میں کامیابی وکامرانی کی ضمانت ہے۔جنہوں نے قران کریم سمجھا اور اپنی زندگیوں کو اسکی تعلیمات کے سانچے میں ڈالا تو کامیابی وکامرانی نے زندگی کے ہر میدان میں ان حضرات کے قدم چومے اور دنیا نے اپنی آنکھوں سے دیکھا کہ قوموں اور ملکوں کی تقدیر، وہ حضرات اپنی نوکِ شمشیر سے لکھا کرتے تھے ۔کفر کی بڑی سے بڑی طاقت ان سے کتراتی اور پناہ ڈھونڈ نے پر مجبور ہوگئی تھی ۔پہاڑوں کی بلندیاں اور دریاوں کی طغیانیاں ان کے راستوں میں حائل نہ ہوسکیں اور نہ انکے حوصلوں کو ذرا بھی پست کر سکیں ،انکی جہانداری وجہانبانی اور ترقی و کامرانی کا راز اللہ کے کلام معجز نظام سے وابستہ رہنے اور اسکی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے میں مضمر تھا ۔آج مسلمان ہر ملک میں بیکس وبے بس ہوئے پڑے ہیں اور اللہ اور رسول کے دشمنوں ،اسلام کے بد خواہوں سے پناہ لینے پر مجبور ہو گئے ہیں تو اسکی سب سے بڑی وجہ قران کریم سے لاتعلق ہونا ہے ۔اب کلام الہی کے الفاظ تو بعض زبانوں پر آجاتے ہیں لیکن گفتار وکردار اور اقوال وکردار کا کوئی زاویہ اسلامی و قرانی نہیں رہا ۔انفرادی و اجتماعی زندگیاں سراسر غیر اسلامی ہوکر رہ گئی ہیں ۔صورت اور سیرت ،جذبات ونظریات پر صبغۃ اللہ کی چھاپ نظر نہیں آتی ۔شاعر مشرق ،ڈاکٹر علامہ محمد اقبال ﷫نے اس زندہ حقیقت کا ان لفظوں میں اظہار کیاہے:

**وہ زمانے میں معزز تھے مسلماں ہوکر اور تم خوار ہوئے تارکِ قرآں ہوکر[[4]](#footnote-4)**

# علم تجویدوقراءت کی اہمیت

اس میں کوئی شک نہیں کہ تمام امتوں میں بہترین امت محمدیہ علی صاحبہا وعلیہ السلام ہے اور انکی کتاب (قران مجید)تمام کتب میں عظیم الشان اور افضل ترین کتاب ہے ، جب قران پاک اتنی عظیم الشان ہے توہمیں چاہئے کےہم اس کے فیوض و برکات سے مستفیض ہوں، لھذاقران مجید برھان رشید کے فیوض و برکات سے صحیح طور پر مستفیض ہونے کے لئے بنیادی طور پر دو چیزوں کو اپنی عملی زندگی میں لانا لازمی ہو گا ، پہلی چیز ادبِ رسول ﷺہے اور دوسری چیز وابستگیٔ قرآن ہے ، وابستگیٔ قرآن سے مُراد کثرتِ تلاوت ہے ، اُس کے معانی و مفاہیم میں غور و فکر کرنا اور پھر اُس پر عمل پیرا ہونا ہے -۔وابستگیٔ قرآن کیلئے یہ لازمی ہے کہ اُسے درست تلفظ کے ساتھ پڑھا جائے-یعنی جس لغت میں قرآن مجید نازل کیا گیا ہے اِس کا تلفظ بھی اُسی لب و لہجے میں ادا کیا جائے، اللہ تعالیٰ کو بھی یہی پسند ہے۔ جیساکہ حضرت زید بن ثابت ﷜سے روایت ہے،کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

” إنّ الله تَعَالٰى يحِبُّ أنْ يُقْرَأَ القُرْآن كما أُنْزِلَ“ [[5]](#footnote-5)

ترجمہ:”بے شک اللہ تعالیٰ (اِس بات کو ) پسند فرماتا ہے کہ قرآن کو اُسی طرح پڑھا جائے جس طرح اُسے نازل کیا گیا ہے“

قرآن مجید نہایت فصیح عربی میں نازل ہوا ہے ،اس بات کا اعلان خود اللہ عزوجل نے قران میں فرمایا؛

اِنَّاۤ اَنْزَلْنٰهُ قُرْءٰنًا عَرَبِیًّا لَّعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ(یوسف١٢:٢)

ترجمہ :”بےشک ہم نے اسے عربی قرآن اتارا کہ تم سمجھو“

دوسرےمقام پر ارشاد فرمایا؛

بِلِسَانٍ عَرَبِیٍّ مُّبِیْنٍؕ(الشعراء١٩٥:٢٦)

ترجمہ: (اور بےشک یہ قرآن رب العالمین کا اُتارا ہوا ہے)روشن عربی زبان میں

جب قران کا نزول عربی میں ہواتو اسکا تلفظ بھی وہی ہوناچاہےجو نبی اکرم نور م جسم ﷐اور ان خالص عربوں کا تھا ،اور سرکار دوعالم ﷐نےقران پاک کو عربی میں پڑھنے کا حکم دیا،چنانچہ حضرت حذیفہ بن یمانؓ رسول اللہ ﷺسے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺنے ارشاد فرمایا؛

اِقْرَءُوا الْقُرْآنَ بِلُحُونِ الْعَرَبِ وَأَصْوَاتِهَا[[6]](#footnote-6)

ترجمہ :”قرآن مجید کو عرب کے لہجوں اورآوازوں سے پڑھو“

توعرب کے لب و لہجے میں پڑھنے کیلئے عربی زبان کے قواعد و ضوابط پر عمل کرنا ضروری ہے۔عربی قواعد و ضوابط کے ساتھ پڑھنے کو اہل فن علمِ تجوید و قراءت کہتے ہیں

تو اسی علم ہی کے ذریعے قران عظیم الشان کونبی رحمت شفیع امت ﷐اور عربوں کے لہجے میں پڑھنا ممکن ہے۔ امام المجودین علامہ شمس الدین ابوالخیرمحمد بن محمد ابن الجزری الشافعی (المتوفی: 833ھ)تجو ید کی اہمیت کو اپنی کتاب

﴿التمھید فی علم التجوید﴾میں اسطرح بیان فرماتے ہیں کہ علوم میں سب سے افضل ترین علم اللہ عزوجل کا کلام ہے،اور کلام مقدس کے جملہ علوم میں سے جس علم کو تقدیم حاصل ہے وہ علم تجوید وقراءت ہےچنانچہ آپ﷬ فرماتے ہیں؛

فَانَّ اَوْلی الْعُلُومِؐؐذِکْرًا وَفِکْرًا،وَأشْرَفُھَامَنْزِلَۃًوَقَدْرًا،وأَعْظَمُھَاذُخْرًا وَفَخْرًا،کَلَامُ مَنْ خَلَقَ مِنَ الْمَاءِبَشَرًافَجَعَلَہٗ نَسَبًاوَّصِھْرًا،فَھُوَالْعِلْمُ الَّذِیْ لَا یُخْشٰی مَعَہٗ جَھَالَۃٌ وَلَا یُغْشٰی بِہٖ ضَلَالَۃٌ ،وَإِنَّ أَوَّلَ مَا قُدِّمَ مِنْ عُلُوْمِہٖ مَعْرِفَۃُ التَّجْوِیْدِ وَإِقَامَۃُأَلْفَاظِہٖ[[7]](#footnote-7)

ترجمہ: اس بات میں کوئی شک نہیں کہ علوم میں ذکر اور فکر کے اعتبار سے اعلی ،قدر ومنزلت کے اعتبار سے اشرف اور آخرت میں سب سے زیادہ نفع دینے والا اور بلند ترین علم ،اس ذات باری تعالی کا کلام ہے جس نے انسان کو پانی سے پیدا کیاپھر اسکے لئے نسبی اور سسرالی رشتے بنائے۔پس یہ وہ عظیم علم ہے جس کے حصول کے بعد جھالت کا خوف نہیں آسکتا،جس کی موجودگی میں گمراہی کے پردے کا پڑجانا ممکن نہیں۔اور بالیقین علوم قرانی میں سےجس علم کو تقدیم حاصل ہے ،وہ تجویدِقران کی معرفت اور الفاظ قران کی اقامت ہیں۔

## علم تجوید تلاوت کا زیورہے:

خوش گلوئی اللہ رب العزت کا ایک بڑا قیمتی انعام ہے اور فطرتا یہ ہمارے درمیان بڑی مرغوب شیئ ہے یہی وجہ ہے کہ خوش گلوئی سے جب کوئی شیئ پڑھی جائے تو کان اسکی طرف بے ساختہ متوجہ ہوجاتے ہیں اسکے بر خلاف مکروہ آواز سے کانوں کو کراہیت معلوم ہوتی ہے اور ویسے بھی فطرت انسانی کچھ گانے اور گنگنانے کا عادی ہوتا ہے ،جب یہ طبعی تقاضہ ہے تو ایسا کچھ ضرور ہونا چاہئےجس سے وہ اپنا طبعی جذبہ کی تسکین کا سامان کرسکے ،دوسری طرف گانے بجانے کو شریعت نے ممنوع قرار دیا ،تو ایسا کچھ ضرور ہونا چاہیےجس سے انسان ممنوعات سے بچتے ہوئے فطری تقاضا پوری کرسکے ،لہذا قران کریم کی طرف اسکو متوجہ کیا گیا کہ اس میں وہ اپنی خداداد صلاحیتوں کو استعمال کرکے اسے اچھا سے اچھاپڑھےتاکہ خود بھی اور سننے والے کو بھی محظوظ ہو ،اسی لئے شریعت مطہرہ نے فطرت کا لحاظ کرتے ہوئےقران مجید میں خوش آوازی کو مطلوب و مرغوب قرار دیا ،چناچہ سیدنا عبداللہ بن عباس سے روایت ہے :

عن ابن عباس قال :قال رسول اللہﷺ :لکل شیء حلیۃ وحلیۃ القران حسن الصوت۔[[8]](#footnote-8)

یعنی ہر چیز کا ایک زیور ہے( جس سے اسکی حسن میں دوبالگی پیدا ہوجاتی ہے اسکی اہمیت میں اضافہ ہوجاتا ہے)اور قران کا زیور خوش گلوئی ہے اور متعدد روایات میں نبی کریم ﷺ نے صیغہ امر کے ساتھ اسکی ترغیب دلائی ،چنانچہ سیدنا برء بن عازب﷜ روایت ہے کہ اللہ کے رسول﷐ کا ارشاد ہے

عن البراء بْنِ عازب﷜ قاَل قَال رسول اللہ ﷺزَیِّنُوالْقُرْاٰنَ بِاَصْوَاتِکُمْ[[9]](#footnote-9)

ترجمہ : سیدنا براء بن عازب ﷜کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا”کہ اپنی آواز سے قرآن کو مزین کرو ۔ “

دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا؛

عن البراء بْنِ عازب﷜ ،قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰہِ ﷺیَقُوْلُ” حَسِّنُو الْقُرْآنَ بِاَصْوَاتِکُمْ فَاِنَّ الصَّوْتَ الْحَسَنَ یَزِیْدُالْقُرْاٰنَ حُسْنًا“

ترجمہ :”اچھی آواز سے قرآن کوپڑھو کیونکہ اچھی آواز قرآن کریم کے حسن کو بڑھا دیتی ہے۔“[[10]](#footnote-10)

یہ علم تجوید ہی ہے جس کے قواعد کی رعایت سے تلاوت کا حسن اور خوبصورتی بڑھ جاتی ہے۔ قرآن مجید کو جتنا خوش الحانی اور درد بھری آواز کے ساتھ پڑھا جائے کیونکہ اللہ عزوجل کو یہی پسند ہےجیسا کہ حضرت فضالہ بن عبید ﷜سے روایت ہے کہ محبوب کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عن فضالۃ بن عبید﷜ قال قال رسول اللہ ﷺ لِلّٰہِ اَشَدُّ اذُنًاالَی الرَّجُلِ الْحَسَنِ الصَّوْتِ بِا الْقُرْاٰنِ مِنْ صَاحِبِ الْقَیْنَۃِ الَی قَیْنَتِہٖ[[11]](#footnote-11)

ترجمہ :”جتنے شوق کے ساتھ کوئی شخص اپنی کنیز کا گانا سنتا ہے ،بیشک اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ پسندیدگی کے ساتھ (اپنے) بندے کا قرآن سنتا ہے جو اُسے خوش آوازی سے ساتھ پڑھے“

اسی طرح سیدنا سعید بن ابو سعید ﷜سے سے روایت ہے

عَنْ سَعِيدِ بْنِ أَبِي سَعِيدٍ﷜، قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ:لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِالْقُرْآنِ[[12]](#footnote-12)

ترجمہ:حضرت سعید بن ابو سعید﷜سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :”کہ جو قران مجید کو خوش آوازی کے ساتھ نہ پرھے ،وہ ہم میں سے نہیں ہے۔“

اسی طرح امام المجودین علامہ شمس الدین ابوالخیرمحمد بن محمد ابن الجزری الشافعی (المتوفی: 833ھ)اپنی تصنیف ﴿النشر فی قراءت العشر ﴾اور﴿التمھیدفی علم التجوید﴾ میں فرما تے ہیں؛

فالتجویدھو حلیۃ التلاوۃ،وزینۃ القراءۃ[[13]](#footnote-13)

ترجمہ:”علم تجوید تلاوت کازیور ہے اور قراءت کی زینت ہے“

اسی طرح امام جلال الدین السیوطی (المتوفى:911ھ) ﴿الاتقان فی علوم القرآن﴾میں، امام المجودین علامہ شمس الدین ابوالخیرمحمد بن محمد ابن الجزری الشافعی (المتوفی: 833ھ)اپنی کتاب ﴿النشر فی قراءت العشر ﴾میں فرماتے ہیں:

لَا شَكَّ أَنَّ الْأُمَّةَ كَمَا هُمْ مُتَعَبِّدُونَ بِفَهْمِ مَعَانِي الْقُرْآنِ وَإِقَامَةِ حُدُودِهِ هُمْ مُتَعَبِّدُونَ بِتَصْحِيحِ أَلْفَاظِهِ وَإِقَامَةِ حُرُوفِهِ عَلَى الصِّفَةِ الْمُتَلَقَّاةِ مِنْ أَئِمَّةِ الْقُرَّاءِ الْمُتَّصِلَةِ بِالْحَضْرَةِ النَّبَوِيَّةِ

ترجمہ:”بلا شبہ اُمت مسلمہ جس طرح معانی قرآن کے فہم اور حدودقرآنی کے نفاذ میں پابند ہے اِسی طرح وہ قرآن کے

ا لفاظ کی تصحیح اور انہیں اُسی طریقہ وصفت پرادا کرنے کی بھی پابند ہے ، جس طرح قراءت کے ائمہ کو ادا کرتے ہوئے دیکھا،

جن کا سلسلہ سندحضور نبی کریم ﷺتک متصل ہے“[[14]](#footnote-14)

مذکورہ بالا احادیث اور اقوال علماء سےروز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ اللہ اور اسکے رسول کا حکم یہی ہے قران عظیم الشان کو تجوید کے ساتھ احسن انداز میں پڑھا جائے،

اور یہ اسی وقت ممکن ہے کہ جب اس علم تجویدکے اصول و ضوابط معلوم ہو۔لھذا علم تجوید ہی اللہ اور اسکے رسولﷺکے حکم پر عمل کرنے اور انکی رضامندی کے حصول کا ذریعہ ہے علم تجویدو قراءت کا مأخذ:

جب کسی شئ کی اہمیت کا اندازہ لگانا ہوتو اسکی اصل کی طرف رجوع کیا جاتا ہے کہ یہ کہاں سے مأخوذ ہے ،کیونکہ اصلِ شئ کی عظمت شئ

کے عظیم ہونے پر دلالت کرتی ہے [[15]](#footnote-15)۔تو اسی طرح علم تجوید بھی ان علوم میں سے ہے ،جن کا مأخذاصول اربعہ(قران،حدیث پاک ،

اجماع امت اور قیاس ) ہیں۔ یعنی یہ وہ علم ہے جو قران ، حدیث ، اجماع امت اور قیاس سے ثابت ہیں۔جو کہ درج ذیل ہیں:

## قران سے علم تجوید کا ثبوت:

قران میں اللہ عزوجل کا ارشاد ہے

وَرَتَّلْنَاہُ تَرْتِیْلًا (الفرقان٣٢:٢٥ )

ترجمہ:ہم نے اسے ترتیل کے ساتھ نازل کیا ہے

چنانچہ دوسری جگہ ارشاد ہے

وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِیْلًا(المزمل٤:٧٣)

ترجمہ:اور قرآن کی تلاوت اطمینان سے صاف صاف کیا کرو

تاج القراء شیخ محمود بن حمزة بن نصر، ابو القاسم برهان الدين الكرمانی (المتوفى: 505ھ) ﴿غرائب التفسير وعجائب التأويل ﴾میں ترتیل کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں؛

وهو أداء الحروف وحفظ الوقوف‎[[16]](#footnote-16)

ترجمہ:” اور وہ ( ترتیل سے مراد) حروف کی (دُرست ) ادائیگی اور وقوف کی حفاظت کرنا “

امام جلال الدین السیوطی (المتوفى:911ھ) ﴿الاتقان فی علوم القرآن﴾اس آیت کے بارے سیدنا علی المرتضی کرم اللہ وجہہ کا قول نقل فرماتے ہیں ؛

وعن علیٍّ فی قولِہٖ تعالی﴿ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِیْلًا﴾قال :الترتیل:تجوید الحروف ومعرفۃ الوقوف[[17]](#footnote-17)

حضرت مولیٰ علی شیرخدا کرم اللہ وجہ الکریم سے خداوند تعالی کےاس قول﴿ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِیْلًا﴾اس قول کے بارے میں روایت ہے کہ آپ ﷜نے فرمایا : ”ترتیل حروف کے عمدہ طور پر ادا کرنے اور وقف کے پہچاننے کا نام ہے “

شاعر کہتا ہے؛

إمامُ هذي الأمة الحبر علِيٍّ قد فسر الترتيل في ورتّل

بأنـــه التجـــويــد للحــروف ضم إلــى معرفة الوقوف

ترجمہ:اس امت کے بلند پایہ عالم مولی علی المرتضی کرم اللہ وجہہ نےسورۃ المزمل کی آیت﴿ وَرَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِیْلًا﴾ میں واردلفظ "الترتیل” کی ان الفاظ کے ساتھ تفسیر کی ہے ،”کہ ادائیگی حروف کی تجوید کے ساتھ اور وقوف کی معرفت کو ترتیل کہا جاتا ہے“

مُفسر قرآن جامع المعقول والمنقول شیخ احمد المعروف ملاں جیون الحنفی (المتوفی:1130ھ)، ﴿ تفسیراتِ احمدیہ﴾میں ترتیل کی تفسیر میں لکھتے ہیں

و ھو ما نقل عن علی رضی اللہ تعالی عنہ رعایۃ الوقوف واداء المخارج [[18]](#footnote-18)

ترجمہ:”اور ترتیل کا معنی جو سیدنا حضرت علی ﷜سے نقل کیا گیا ہے وہ یہ ہے کہ ترتیل سے مراد (حروف کو) مخارج سے ادا کرنا اور وقوف کی رعایت کرنا ہے“

امام فخرالدین محمد بن عمر رازی (المتوفى: 606ھ) ﴿ تفسیر کبیر ﴾ میں ترتیل کی تفسیر میں لکھتے ہیں

قَالَ الزّجَّاجُ:وَ رَتِّلِ الْقُرْآنَ تَرْتِيلًا، بَيِّنْهُ تَبْيِينًا وَالتَّبْيِينُ لَا يَتِمّ بِأَنْ يَعْجَلَ فِي الْقُرْآنِ، إِنَّمَا يَتِمّ بِأَنْ يَتَبَيَّنَ جَمِيعُ الْحُرُوف، وَ يُوَفِّيَ حَقَّهَا مِنَ الْإِشْبَاعِ

ترجمہ:” (امام)زجاج نے فرمایاکہ ترتیل کا معنی تبیین ، یعنی بیان کرنا، اور قرآن مجید کو جلدی جلدی پڑھنے سے تبیین نہیں ہوتی

، (بلکہ) یہ صرف اُس وقت ہوتی ہے جب تمام حروف کو اُن کے مخارج سے واضح طور پر ادا کیا جائے

، اور اُن حروف کے ظاہر کرنے کا حق پورا کیا جائے“[[19]](#footnote-19)

امام الکبیر محدث شہیرامام ابی جعفر محمد بن جریر الطبری ﴿تفسیر طبری﴾ میں فرماتے ہیں

قولہ ورتل القران ترتیلا یقول جل و عز وبین القران اذا قراتہ تبیینا وترسل فیہ ترسلا[[20]](#footnote-20)

ترجمہ :”اللہ رب العالمین کا فرما ن ﴿ ورتل القران ترتیلا﴾ کی تفسیر یہ ہےکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے جب تم قران پڑھو تو اسے خو ب واضح کرکے پڑھواورآہستہ آہستہ خوب درستی کے سات پڑھو “

علامہ ابو البركات عبد الله بن احمد بن محمود النسفی (المتوفى: 710ھ) اپنی تفسیر ﴿ تفسیر مدارك التنزيل ﴾ میں ترتیل کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

إِقْرَأْعَلٰی تُؤدۃٍ بِتَبْیِیْنِ الْحُرُوْفِ وَ حِفْظِ الْوُقُوْفِ وَأَشْبَاعِ الْحَرَکَاتِ تَرْتِیْلًاھُوَ تَاکِیْدٌ فِیْ إِیْجَابِ الْاَمْرِبِہٖ أَنَّہٗ لَا بُدَّ مِنْہُ لِلْقَارِئِ[[21]](#footnote-21)

یعنی حروف کو واضح ادا کرکے پڑھیں اور وقوف کاخیال رکھیں اورقوانین کے مطابق حرکات کو پُر کرکے پڑھیں {تَرْتِيْلًا} خوب ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا، یہ امر کے وجوب کی تاکید ہے اور دوسرا یہ کہ قرآن مجید پڑھنے والے کیلئے تصحیح حروف کے ساتھ پڑھنا ضروری ہے

صاحب سواک رسول ا للہ ،حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود ﷠کا فرمان ہے کہ؛

عَنِ الشَّعْبِيِّ، قَالَ: قَالَ عَبْدُ اللَّهِ: لَا تَهُذُّوا الْقُرْآنَ، كَهَذِّ الشِّعْرِ، وَلَا تَنْثُرُوهُ نَثْرَ الدَّقَلِ، وَقِفُوا عِنْدَ عَجَائِبِهِ، وَحَرِّكُوا بِهِ الْقُلُوبَ وي [[22]](#footnote-22)

ترجمہ:” امام شعبی ﷫سے روایت ہے وہ فرماتےہیں کہ حضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود ﷠نے فرمایا:کہ شعروں کی طرح قرآن کو بے ادبی سے نہ پڑھواور ریت کی طرح قرآن کو نہ پھیلاؤ، اس کی عجائبات پر غور کرو اور دلوں میں اثر لیتے جاؤ ۔“

مذکورہ بالا آیات کریمہ میں ترتیل کے ساتھ پڑھنے کا حکم دیا گیا اور ذکر کردہ تمام تفاسیر اور لغات سے یہ واضح ہوگیاکہ ترتیل کا معنی تجوید ہے ۔لھذا یہ ثابت ہوگیا کہ علم تجود وہ علم ہے جو قران پاک سے ثابت ہے

## حدیث پاک سے علم تجوید کا ثبوت:

نبی رحمت شفیع امتﷺ نے لوگوں میں بہترین اور افضل اس شخص کو قرار دیاجو قران سیکھے اور سکھائے،اور قران پاک کے سیکھنے کا مطلب یہ ہے کہ قرا ن پاک کے معانی و مطالب کو سمجھا جائےاور قران پاک کے معانی اور مطالب کو سمجھناکلام مجید کے صحیح تجوید کے ساتھ پڑھنے پر موقوف ہے چنانچہ جامع القران ،خلیفہ ثالث ، حضرت سیدنا عثمان غنی ﷜سے مروی ہے کہ سرکار دوعالم ﷺ نے ارشاد فرمایا؛

خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّم َالْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ

ترجمہ:”تم میں سے بہترین شخص وہ جو قران پاک سیکھےاور دوسروں کو سکھائے“[[23]](#footnote-23)

اسی طرح نبی اکرم نور مجسم شفیع معظم ﷺ نے جب سیدنا عبداللہ بن مسعود﷜کو قران مجید کی قراءت کرتے ہوئے سنا تو ارشاد فرمایا

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ، أَنَّ أَبَا بَكْرٍ وَعُمَرَ بَشَّرَاهُ أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ قَالَ: مَنْ أَحَبَّ أَنْ يَقْرَأَ الْقُرْآنَ غَضًّا كَمَا أُنْزِلَ، فَلْيَقْرَأْهُ عَلَى قِرَاءَةِ ابْنِ أُمِّ عَبْدٍمَنْ سَرَّہٗ أَنْ یَقْرَ أَالْقُرْاٰنَ غَضًّاکَمَا أُنْزِلَ فَلْیِقْرَ أْہُ عَلَی قِرَاءَتِ أُمِّ عبْد[[24]](#footnote-24)

ترجمہ: صاحب النعلیں،سیدناعبداللہ بن مسعود﷜ سے روایت ہے،کہ شیخین کریمین ،سیدنا ابو بکر صدیق وسیدنا عمر فاروق ﷠نے اُنہیں خوشخبری دی ،بے شک! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”کہ جو شخص اس بات کو محبوب رکھتا ہے کہ قران مجید کو تروتازہ اور عمدہ ہونے کی حالت میں اسی طرح تلاوت کرے، جس طرح نازل ہوا تھا تو اسکو ابن ام عبد (سیدنا عبد اللہ بن مسعود ﷜) کی قراءت کے موافق تلاوت کرنی چاہئے“

نبی کریم رؤوف الرحیم ﷺنے سیدنا عبد اللہ بن مسعود ﷜کے قراءت طرح پڑھنے کا حکم اسلئے دیا کہ آپ ﷜کے کو قران کریم کی تجوید و تحقیق وترتیل سے وافر وعظیم حصہ عطا کیا گیا تھا ، آپ ﷜آواز کی خوبصورتی،ترتیل کی عمدگی میں مشھور تھے۔

اسی طرح جو قران پاک کو تجوید کے ساتھ پڑھے گا اور اسکی احسن انداز میں قراءت کرے گا اور اسکے معانی مطالب میں غور کریگا اس شخص کو آخرت میں مقربین فرشتوں کا مرتبہ حاصل ہو گاجیسا کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ ﷞فرماتی ہیں؛

عن عائشۃ قالت ،قال رسول اللہ ﷺ ”اَلْمَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ،

وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيهِ وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ“[[25]](#footnote-25)

ترجمہ: کہ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ ﷞فرماتی ہیں کہ نبی پاک صاحب لولاک ﷺفرماتے ہیں،” قرآن کریم کاماہر اور مشاق برگزیدہ فرشتوں کے ساتھ ہوگا۔اور جو قرآن کواٹک اٹک کراور مشقت کے ساتھ پڑھتا ہے اس کودوہرااجر ملے گا۔

علامہ غلام رسول سعیدی ﷫﴿ نعمۃالباری ﴾میں اس حدیث کے تحت علامہ بدرالدین محمود بن احمدعینی حنفی المتوفی (٨٥٥ھ) کا قول نقل کرتے ہیں:”کہ اگر تم سوال کروکہ اگر کوئی شخص حافظ ہو اور وہ قران مجید کی تلاوت کرے تو وہ معزز فرشتوں کے ساتھ ہوگا ،اسکا کیا معنی ہے؟میں کہتا ہوں اسکے دومعانی ہیں:ایک معنی یہ ہے کہ اسکے لئے ایسی منازل ہوں گی جن میں وہ معزز فرشتوں کا رفیق ہوگا کیونکہ وہ انکی صفات کے ساتھ متصف ہے اور اسکا دوسرا معنی یہ ہے کہ وہ معزز فرشتوں کا عمل کریگااور انکے مسلک پر چلے گا۔“[[26]](#footnote-26)

مذکورہ بالا احادیث میں قران مجید کو پرھنے کے جتنے فضائل ذکر کیے گئےوہ سب قران پاک کو تجوید سے پڑھنے کے ساتھ مشروط ہے گویا کہ ان فضائل کے حصول کا دارومدارعلم تجوید کے سیکھنے پر ہے۔

## اجماع امت سے علم تجویدکا ثبوت:

جس طرح علم تجوید کا ثبوت قران پاک اور حدیث رسول ﷺسے ثابت ہے اسی طرح پوری امت کا اس بات پر اجماع ہے کہ علم تجوید کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر بقدر ضرورت واجب ہے

علامہ شیخ محمد مکی نصر الجِریسی ﴿نہایۃ القول المفید﴾ میں فرماتے ہیں؛

فَقَدْإِجْتَمَعَت ِالْاُمَّۃُ الْمَرْحُوْمَۃُ من الخطأِعلیٰ وُجُوْبِ التَّجْوِیْدِ منْ زَمَنِ النَّبِیِّ ﷺإلیٰ زَمَانِنَاوَلَمْ یُخْتَلَفْ فِیْہِ عَنْ أَحَدٍ مِّنْہُمْ ،وَھٰذَامِنْ أَقْوَی الْحِجَجِ[[27]](#footnote-27)

ترجمہ:”بے شک نبی ﷺ کے زمانے سے ہمارے زمانے تک ،ساری امت نے تجوید کے واجب ہونے پر اتفاق کیا ہے اور اس میں کسی نے بھی اختلاف نہیں کیا ۔اور یہ (اختلاف نہ کرنا )بجائے خود اسکے ضروری ہونے پر ایک نہایت قوی دلیل ہے “

## قیاس سے علم تجوید کا ثبوت:

قیاس بھی علم تجوید و قراءت کے ثبوت کا تقاضہ کرتا ہے جس پر چند شواھد درجہ ذیل ہیں: (1)جس طرح ایک شخص اپنے متعلق یہ خیال کرتا ہےکہ اسکا کھانا پینا اچھا ہو لباس اچھا ہو رہائش اچھی ہو، جب ہر شخص اپنے بارے میں اچھی چیز کو پسند کرتا ہے تو قران بطریق اولی اس با ت کا تقا ضہ کرتا ہے کہ اس کو اچھے طریقے سے پڑھا جائے اور قران مجید کو اچھا پڑھناتجوید کے ساتھ ہی حاصل ہوسکتی ہے۔

(2)قران مجید عربی میں ہے اور یہ(٢٩)حروف سے مرکب ہیں اور اگر ان حروف کو اپنے اپنے مخارج اور صفات سے نہیں ادا کیا گیا ،تو یہ حروف عربی نہیں رہیں گےبلکہ عجمی بن جائیں گے

(3)قواعد تجوید کے مطابق پڑھنے سے تلاوت اور ادا میں زینت وخوبصورتی اور رونق پیدا ہوتی ہے۔پس کسی عاقل و بالغ کے لئے مناسب نہیں کہ اس علم کو چھوڑ دے،جس سے کلام الہی کی خوبیوں میں اضافہ ہوتا ہے۔

لھذا یہ ثابت ہوگیا کہ علم تجوید وہ علم ہے جو قران پاک ،حد یث رسولﷺ ، اجماع امت اور قیاس سے ثابت ہے اور یہ اس

علم کے اھم ہونےپر برھان مبین [[28]](#footnote-28)ہے،اور جس چیز کا حکم قران ،حدیث اجماع امت اور قیا س سے ثابت ہو اسکے تارک کے خطاوار

ہونے میں کیا شک ہوسکتا ہے ،یہ تو ایک بدیھی امرہے۔

### فصل دوم

### فن تجویدو قراءت کی ضرورت

سابقہ فصل سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ قران و حدیث ،اجماع امت اور قیاس کی رو سے علم تجوید کا حاصل کرنا اور اسکے موافق پڑھنا واجب وضروری ہے۔اسلئے کہ یہ بات معلوم ہےکہ قرآن مجید کو عربی زباں میں نازل کیا گیا ہے،اور عربی زبان کا معاملہ دوسری زبانوں سے مختلف ہے،کیو نکہ دوسری زبانوں میں غلط تلفظ اور ادائیگی سے معنی اتنا نہیں بگڑتاجتنا عربی زبان میں معنی میں تبدیلی آتی ہیں۔مثال کے طور پر اردو زبان میں بہت سے ایسے الفاظ ہیں جنکا تلفظ انکے رسم الخط سے مختلف ہے جیسے "مطلب"کو "ط "سے لکھا جاتا ہےاور "متلب "پڑھا جاتا ہے ،"فضل "کو "فزل "،"مثال "کو "مسال "،"ظاھر" کو" زاھر" بولا جاتا ہے اور اسے غلطی شمار نہیں کیا جاتا،اور نہ ہی عیب سمجھا جاتا ہے ،لیکن قران پاک میں اگر "ضاد"کو" دال "پڑھے یا "قاف" کو "کاف" پڑھے تو معنی برعکس ہوجائیگااسکی چند مثالیں درجہ ذیل ہیں

(1)اللہ عزوجل کا فرمان ہے﴿ قل ھو اللہ احد ﴾یہاں "قل" قاف کے ساتھ ہے جسکے معنی ہے ”اے محبوب آپ فرمادیجئے “اور پوری آیت کا معنی ہے”اے محبوب آپ فرمادیجئے وہ اللہ ایک ہے “اگر ہم "قل "کو کاف کے ساتھ پڑھےیعنی" کل "پڑھے

، تو اسکا معنی بلکل الٹ ہوجائے گامعنی ہوگا آپ کھا لیجئےمعاذاللہ

(2)سورہ میں اللہ عزوجل نے فرمایا﴿وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْمٌ ﴾یہاں" علیم" عین کے ساتھ ہے جسکا معنی ہے ”جاننے والا “پوری آیت کا معنی ہے” اور اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے ۔“اگر ہم "علیم" کے بجائے "الیم" ھمزہ کے ساتھ پڑھے تو اسکا معنی ہے ”دردناک “اور پوری آیت کا معنی بالکل بگڑ جائیگا

(3)اسی طرح سورہ کہف میں فرمایا ﴿وَکَلْبُھُمْ بَاسِطٌ ذِرَاعَیْہِ بِالْوَ صِیْد﴾ یہاں "کلبھم "کاف کے ساتھ ہے جس کے معنی ہے ”انکے کتے “پورے کا معنی یوں ہوگا ”انکے کتے نے اپنی کلائیا ں غار کی چوکھٹ پر پھیلائے ہوئے ہیں۔“اگر ہم "کلب "کی جگہ "قلب "قاف کے ساتھ پڑھے تو معنی بنے گا ”انکا دل یعنی انکے دل نے اپنی کلائیا ں غار کی چوکھٹ پر پھیلائے ہوئے ہیں“

(4) اسی طرح ﴿وَنُدْخِلُھُمْ ظِلًّا ظَلِیْلًا ﴾کی جگہ﴿وَنُدْخِلُھُمْ ذِلًّا ذََلِیْلًا ﴾ یعنی "ظاء" کی جگہ "ذال "پڑھنے سے معنی مراد الہی کے صریحا خلاف ہوگا "ظاء"پڑھنے کی صورت میں معنی ہوگا” کہ ہم ان کو گھنے ،سایہ دار درختوں میں داخل کریں گے“اور"ذال"پڑھنے کی صورت میں معنی ہوگا ”کہ ہم انکو خوب ذلیل کریں گے“

(5) اسی طرح ایک لفظ ہے ﴿خَلَقْنَا ﴾قاف ساکن ہے جسکا معنی ہے” ہم نے (مخلوق)کو پیدا کیا ۔“لیکن اگر ہم قاف کے اوپر زبر پڑھے اسطرح پڑھے" خَلَقَنَا "تو اسکا معنی ہوگا ”اس نے ہمیں پیدا کیا ۔“

(6)اسی طرح سورہ فاتحہ میں فرمایا ﴿اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ﴾تاء کے زبر کے ساتھ جسکا معنی ہے” (اے رب مجھے ان لوگوں کےراستے پر چلا ) جن پر تو نے انعام کیا “لیکن اگر تاء پر پیش پڑھے "اَنْعَمْتُ "تو معنی بنے گا ”میں نے ان پر انعام کیا“

(7)اسی طرح سورہ قریش میں ہے﴿اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَ الصَّیْفِ ﴾میں"صیف"کا معنی ہے (سردی )اگر "صاد " کی جگہ "سین " پڑھی جائے تو معنی ہوگا(تلوار )،اصل میں آیت کا معنی تھا ”ہم نے انکو رغبت دلائی سردی اور گرمی میں“ لیکن "صیف " کی جگہ "سیف" پڑھنے سے معنی ہوگا ”ہم نے انکو رغبت دلائی سردی اور تلوار میں“ (معاذاللہ)

درجہ ذیل مثالوں سے یہ واضح ہوگیا کہ ایک لفظ کو اگر اسکے مخرج سے ادا نہ کیا گیاتو وہ حرف پورا ہی بدل جائیگا ،اسی طرح زبر کی جگہ زیر یا کوئی اور حرکت پڑھی گئی تو وہ معنی مرادالہی کے خلاف ہوکر بجائے نزول رحمت وحصول ِثواب کے باعث ناراضگی کا سبب ہوگا ۔اور نماز میں کوئی ایسی غلطی ہو جس سے معنی میں فساد آئے تو نماز فاسد ہو جاتی ہے ۔بعض اوقات معنی میں اتنا بگاڑ پیدا ہوتا ہے جو کفر کو مستلزم ہو ۔ اس قسم کی سنگین غلطیاں ہم اکثر کرتے رہتے ہیں جسکی وجہ صرف یہی ہے کہ فن تجوید کی طرف توجہ نہیں ہے۔

یہاں ہم چند کلمات کو نقل کررہے ہیں جن سے یہ خوب واضح ہوجائیگا کہ ایک حرف کو اسکے مخرج و صفات سے ادا نہ کرنے کی وجہ سے معانی میں کس قدر تبدیلی آجاتی ہے۔

|  |  |  |  |  |
| --- | --- | --- | --- | --- |
| صحیح الفاظ ومعانی | | | تبدیل شدہ الفاظ ومعانی | |
| ۱ | قَصْرٌ | محل | کسر | توڑنا |
| ۲ | حِجَارَة | پتھر کی کنکریاں | هِجَارَة | چھوڑنا |
| ۳ | تَعْلَمُونَ | تم جانتے ہو | تأْ لمُونَ | تم کو تکلیف پہنچی |
| ۴ | مشرقين | صبح کے قریب کا وقت | مُشْرِكِينَ | شرک کرنے والا |
| ۵ | نسبا | برادری( کنبہ ) | نصبا | تکلیف |
| ۶ | ظلا ظليلًا | سایہ در سایہ | ذِلًّا ذَلِيْلًا | ذلت درذلت |
| ۷ | أَمين | دیانت دار | عَمَیْن | اندھے |
| ۸ | طِين | مٹی | تِيْنْ | انجیر کا درخت |
| ۹ | عسير | مشکل | أَسِیْر | قیدی |
| ۱۰ | فَارِحِيْنَ | خوش مسرور | فَارِهِينَ | تکلیف اٹھانے والے |
| ۱۱ | قالوا | انہوں نے کہا | كَالُوا | ناپتے ہیں |
| ۱۲ | كيدا | مکروفریب | قَیْدًا | پابندی |
| ۱۳ | سَيْفْ | تلوار | صَیْف | گرمی |
| ۱۴ | عَجَل | جلدی کرنا | أَجَلُ | وقتِ مقررہ یعنی موت |
| ۱۵ | أَ لَا | خبردار | عَلٰی | اوپر |
| ۱٦ | ساحرة | جادوگر | ساهرة | میدان |
| ۱۷ | عَقْرَب | بچھو | أَقْرَبْ | قریبی |
| ۱۸ | مَسْطُورٌ | سطریں | مستور | پوشیده |
| ۱۹ | اَتَوْا | وہ آئے | عَتَوْا | انہوں نے سرکشی کی |
| ۲۰ | اٰكِل | کھانے والا | عاقل | عقلمند |
| ۲۱ | رقيب | منتظرہونا | رَكِيْب | سوار ہوتا |
| ۲۲ | محذورا | ڈراہواہونا | مَحْظُوْرا | رکاوٹ |
| ۲۳ | إثم | گناه | اسم | نام |
| ۲۴ | عَسٰی | امید کرنا | عَصٰی | نافرمانی |
| ۲۵ | قُلْ | کہو | كل | کھاؤ |

مندرجہ بالا جدول (نقشہ ) سے یہ روز روشن کی طرح واضح ہوگیاکہ ایک لفظ کو علم تجوید کے قواعد کے مطابق ادا نہ کرنے کی وجہ معنی کیا سے کیا ہوجاتا ہے اور مقصود مکمل طور پر فوت ہوجاتا ہے،نبی اکرم نورمجسم ﷺ نے ایسا کرنے والے پر سخت وعید فرمائی ہیں ،جس حوالے سے چند روایات ملاحظہ ہو۔حضرت سیدناانس بن مالک﷜ سے روایت ہے؛

قال انس بن مالک ﷜ رب تال للقرآن والقرآن یلعنہ[[29]](#footnote-29)

ترجمہ:حضرت انس بن مالک﷜ فرماتے ہیں ”بہت سے قران پڑھنے والے ایسےہیں کہ قرآن خود ان پر لعنت کرتا جاتا ہے“

اس حدیث کے مصداق تین قسم کے لوگ ہیں

(ا) بےعمل قاری

(2) اپنی رائے سے قران کی تفسیر کرنے والا

(3)قران مجید کو خلاف تجوید پڑھنے والا

حضرت سیدناعبدا للہ بن مسعود﷜ سے ایک مرفوع روایت ہے

قَالَ مُوسی بْنُ یَزِیْدُ الْکُنْدِیُّ قَالَ کَانَ إِبْنُ مَسْعُوْد یُقْرِئُ الْقُرْاٰنَ رَجُلًا ،فَقَرَ أَالرَّجُلُ﴿ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءوالمَسَاکِیْن﴾ مُرْسَلَۃً ،فَقَالَ إِبْنُ مَسْعُوْدٍ مَا ھٰکَذَا أَقْرَ أَنِیْھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺفَقَالَ :کَیْفَ أَقْرَ أَکَھَا یَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمَان ؟فَقَالَ أَقْرَ أَنِیْھَا ﴿ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاۤءوالمَسَاکِیْن﴾فَمَدُّوْھَا [[30]](#footnote-30)

ترجمہ:حضرت موسی بن یزید سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں:”کہ سیدنا ابن مسعود ﷛ کسی شخص کو قرآن شریف پڑھارہے تھے اس نے﴿ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءوالمَسَاکِیْن﴾،کو مد کے بغیر پڑھا تو آپ نے اس کو ٹوکا اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس طرح نہیں پڑھایا ہے، تو اس نے دریافت کیا کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کس طرح پڑھایا ہےتو حضرت سیدناعبدا للہ بن مسعود﷜ نے یہ آیت پڑھی اور﴿ لِلْفُقَرَآء﴾پر مد کیا“

غور کرنے کا مقام ہے کہ حرف یا حرکت کے چھوٹنے یا بدلنے پر نہیں صرف مد کے چھوٹنے پرآپ ﷜اپنےشاگرد کو ٹوکا، اور سرور کونین ﷺ کی قرأت کے مطابق پڑھ کر سنایا ؛ تاکہ وہ حرف کو کھینچ کر پڑھنے میں بھی خلاف سنت کا مرتکب نہ ہو۔اسلئے قرآن کریم کو اسی طرح پڑھاجائے جس طرح وہ نازل ہوا ہے یعنی حروف کو ان کا حق اسی طرح دیا جائے کہ مخارج وصفات اور دیگر قواعد کے اعتبار سے ان کی ادائیگی درست ہو اور بے موقعہ وبے طریقہ وقف نہ کیا جائے۔

امام المجودین علامہ شمس الدین ابوالخیرمحمد بن محمد ابن الجزری الشافعی (المتوفی: 833ھ)اپنی مشھور رسالہ﴿مقدمۃالجزریۃ ﴾کے مقدمے میں فرماتے ہیں:

وَبَعْدُ أَنَّ ھٰذِہٖ مُقَدِّمُہٗ فِیْمِا عَلیٰ قَارِئِہٖ أَنْ یَّعلَمَہْ

إذْ وَاجِبٌ عَلَيْهِم مُحَتَّمُ قَبْلَ الشُّرُوعِ أَوَّلاً أَنْ يَعْلَمُو

ترجمہ: ” حمد و صلوۃ کے بعد یہ مقدمہ ایسے امور کے بیان میں ہے جنکا جاننا قران پاک پڑھنے والوں کے لئے ضروری ہے ،اس لئے ضروری ہے کہ قرآن پاک کو سیکھنے سے قبل علم ِتجوید کو سیکھا جائے “[[31]](#footnote-31)

اسکے بعد امام ابن جزری﷬ نے تجوید کے قواعد بیان کیے ۔تو دیکھئے امام المجودین امام ابن جزری علیہ الرحمہ نے قران پاک پڑھنے کے لئے علم تجوید کے قواعد کے سیکھنے کو ضروری قرار دیا ۔ آگے آپ ﷬نے قران پاک کو تجوید کے ساتھ نہ پڑھنے والوں کے لئے وعید بیان فرما ئی ، آپ ﷬فرماتے ہیں؛

وَ الأَخْذُ بِالتَّجْوِيْدِ حَتْمٌ لازِمُ مَنْ لَمْ يُجَوِّدِ الْقُرَآنَ آثِم-

لأَنَّهُ بِهِ الإِلَهُ أَنْزَلاَ وَ هَكَذَا مِنْهُ إِلَيْنَا وَصَلا[[32]](#footnote-32)

ترجمہ :”اور (علم) تجوید کا حاصل کرنا واجب و لازم ہے کہ جو قرآن کو تجوید سے نہیں پڑھتا وہ گنہگار ہے،

کیونکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کو تجوید کے ساتھ نازل فرمایا ،اور اُسی طرح اللہ کی طرف سےےیہ ہماری طرف پہنچا۔“

خلاصہ کلام یہ ہیں علم تجوید کا حصول ہر حال میں ضروری ہیں اور جو شخص قدرت کے باوجود الفاظ کی ادائیگی پر قادر نہ ہو اسے قران مجید کے صحیح پڑھ سکنے کے لئے اسوقت تک کوشش کرتے رہنا واجب ہے جب تک الفاظ کے صحیح ادا کر سکنے سے نا امید نہ ہو جائے۔چنانچہ امام القراء حضرت العلّام مولانا قاری ضیا ء الدین احمد علیہ الرحمہ اپنی کتاب ﴿ضیا ء القراءۃ ﴾میں قران پاک کے قاری کو تنبیہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؛

”اللہ تعالی نے جب ترتیل کا حکم ظاہر فرمایا اور علماء و قراء ترتیل کا حکم بتلانے والے اور ترتیل کے ساتھ کلام اللہ پڑھانے والے ہر زمانے میں موجود ہیں، تو نہ دنیا میں یہ عذر ہوسکتا کہ ہم کو ترتیل کا ضروری ہونا معلوم نہیں اور معلوم ہو بھی تو کوئی سکھا نے والا نہیں اور نہ قیامت میں اللہ تعالی کے سامنے کوئی عذر چلے گا ۔“ [[33]](#footnote-33)

آگے آپ علیہ الرحمہ ترہیبًا[[34]](#footnote-34) فرماتے ہیں

” جیسا کہ دنیا میں کو ئی شخص ملکی تعزیرات کے خلاف کرکے اپنے حاکم کے سامنے یہ عذر نہیں کرسکتا کہ ہم کو معلوم نہ تھا کہ تعزیرات کے خلاف کرنے میں کوئی جرم اور سزا ہے !اگر کو ئی یہ عذر کرے تو قبول نہیں بلکہ بیوقوف بن کر سز ا ضرور پائے گا۔ “ [[35]](#footnote-35)

# علم تجوید کی تعریف:

علم تجوید کا لغوی اور اصطلاحی معنی درجہ ذیل ہے

## تجویدکا لغوی معنی :

تجوید کا لغوی معنی ستھرا یا کھرا ہونا

امام المجودین علامہ شمس الدین ابوالخیرمحمد بن محمد ابن الجزری الشافعی (المتوفی: 833ھ) ﴿النشر فی قراءت العشر ﴾ میں تجوید کا لغوی معنی بیان کرتے ہیں ؛

مَصْدَرٌ مِنْ جَوَّدَتَجْوِیْدًا وَالْاِسْمُ مِنْہُ الْجَوْدَۃٌ ضِدُّ الرَّدَاءَۃ یُقَال ُجَوَّدَ فَلَانٌ فِیْ کَذَاإِ ذَا فَعَلَ ذَالِکَ جَیِّدًا[[36]](#footnote-36)

ترجمہ:” یہ ­(تجوید) جَوَّدیُجَوِّدُ تَجْوِیْدًا کا مصدر ہے اور اسکا اسم مصدر "جَوْدَہْ"(بمعنی عمدگی ونفاست و خوبصورتی ) ہے جو "رَدَاءَۃ "(خرابی و بد نمائی )کی ضد ہے ۔کہا جاتا ہے فلان آدمی نے فلان چیز میں عمدگی اختیار کی جب اسکو نفیس اور اچھا بنایا “

## علم تجوید کا اصطلاحی معنی:

علم تجوید کا اصطلاحی معنی یہ ہیں

ھُوَ عِلْمٌ یُبْحَثُ فِیْہِ عَنْ مَخَا رِجِ الْحُرُوْفِ وَ صِفَاتِھَا

ترجمہ:”علم تجوید اس علم کا نام ہے جس میں حروف کے مخارج اور صفات سے بحث کی جاتی ہے۔“

امام المجودین علامہ شمس الدین ابوالخیرمحمد بن محمد ابن الجزری (المتوفی: 833ھ) ﴿النشر فی قراءت العشر ﴾فرماتے ہے؛

فھو عند ھم عبارۃ عن الاتیان با القراءۃ مجودۃ الفاظ بریئۃ من الرداءۃ فی النطق ومعنا ہ انتتھاء الغایۃ فی التصحیح و بلو غ النھایۃفی التحسین[[37]](#footnote-37)

ترجمہ:”اصطلاح قراء میں تجوید کے معنی ہیں کہ قران مجید کی تلاوت اسطرح کرنا کہ الفاظ و کلمات عمدہ اور حسین طور پر ادا ہوں اور تلفظ و نطق میں تعدی و زیادتی ،رداءۃ و خرابی اور خلل و غلطی سے پاک و صاف ہوں ،یعنی صحیح عمدہ اور سنوار کر پڑھنے میں آخری حدود و انتھاء تک پہنچ جانا“

امام جلال الدین السیوطی (المتوفى:911ھ) ﴿الاتقان فی علوم القرآن﴾میں علم تجوید کی تعریف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں

وَهُوَ إِعْطَاءُ الْحُرُوفِ حُقُوقهَا وَ تَرْتِيبهَا وَرَدُّ الْحَرْفِ إِلَى مَخْرَجِهِ وَأَصْلِهِ َوَتَلْطِيفُ النُّطْقِ بِهِ عَلَى كَمَالِ هَيْئَتِهِ

مِنْ غَيْرِ إِسْرَافٍ وَلَا تَعَسُّفٍ وَلَا إِفْرَاطٍ وَلَا تَكَلُّفٍ [[38]](#footnote-38)

ترجمہ:”اور وہ حروف کو اُن کے حقوق دینا اور اُن کو مرتب کرنا اور ہر حرف کو اُس کے مخرج اور اس کی اصل کی طرف لوٹانا ہے اور اِس لطف وخوبی کے ساتھ اِس کو زبان سے ادا کرنا کامل ہیئت پر(کہ اس میں)اسراف،تنگی، زیادتی اور تکلف نہ ہو“

## علم تجوید کا موضوع:

علم تجوید کا موضوع حروف تہجی یعنی الف سے یاء تک انتیس حروف ہیں کہ انہی سے قران مجید مرکب ہے۔

## علم تجوید کی غرض و غایت:

کسی علم و فن کے حا صل کرنے سے جو چیز مقصود ہوتی ہے ،اس کو اس علم کی غرض و غایت کہا جاتا ہے ۔اور علم تجوید کی غرض وغایت کو یوں بیان کیا گیا

صَوْنُ اللِّسَانِ عَنِ الْخَطَإِفِیْ کِتَابِ اللّٰہِ تَعَالٰی

ترجمہ:”اللہ عزوجل کے کلام (کی تلاوت) میں زبان کو غلطی سے بچانا “

دوسرے الفاظ میں علم تجوید کی تحصیل کا مقصد یہ ہے کہ قران مجید کے حروف و کلمات کی اس ادا اور تلفظ پر قدرت حاصل ہوجائے

جو نبی رحمت شفیع امت ﷺ سے سیکھا اور حاصل کیا گیا ۔

## علم تجوید کا واضع:

سب سے پہلے اس علم کی بنیاد جس شخصیت نے رکھی اس میں مختلف اقوال ہیں؛

(1)امام ابو الاسود الدلی ﷬ (2)امام الخلیل بن احمد الفراھیدی﷬ (3)امام ابو القاسم عبید بن سالم ﷬

# علم تجویدوقراءت کے حصول کا حکم:

فن تجوید شرعی طور پر ہر مسلمان مرد و عورت پر حاصل کرنا فرض عین ہے ،کم از کم اتنی آیات کو تجوید کے ساتھ پڑھنے پر قادر ہو جس سے اسکی نماز صحیح طور پر ادا ہو جا ئے ۔اور کتابی صورت میں یہ علم حاصل کرنا فرض کفایہ ہے یعنی محلے کے ایک فرد کا سیکھنا با قی لوگوں کو بری الذمہ کر دیگا ۔جو لوگ قران پاک کو ترتیل کے ساتھ پڑھتے ہیں اللہ تعالی قران میں انکی صفت اس انداز میں بیان فرماتےہیں

اَلَّذِیْنَ اٰتَیْنٰهُمُ الْكِتٰبَ یَتْلُوْنَهٗ حَقَّ تِلَاوَتِهٖؕ-اُولٰٓىٕكَ یُؤْمِنُوْنَ بِهٖؕ-(البقرۃ؎١٢١:٢)

ترجمہ:”جنہیں ہم نے کتاب دی ہے وہ جیسی چاہیے اس کی تلاوت کرتے ہیں وہی اس پر ایمان رکھتے ہیں “

٭حجۃ السلام اما م ابو حامد محمد بن محمد الغزالی المتوفی (505ھ) اس آیت کی تفصیل میں﴿ إحیاء العلوم الدین ﴾حقوق تلاوت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَتِلَاوَۃُ الْقُرْاٰنِ حَقَّ تِلَاوَتِہٖ ھُوَ أَنْ یَشْتَرِکُ فِیْہِ اللِّسَانُ وَالْعَقْلُ وَالْقَلْبُ، فَحَظُّ اللِّسَانِ تَصْحِیْحُ الْحُرُوْفِ بِالتَّرْتِیْلِ ،وَحَظُّ الْعَقْلِ تفسیرُ المعانی ،وحَظُّ الْقلْبِ الاتِّعاظ والتّاثر بالانزِجَارو الْاِئْتِمَار ،فَاللِّسَانُ یُرَتِّلُ وَالْعَقْلُ یُتَرْجِمُ وَالْقَلْبُ یَتَّعِظُ۔

ترجمہ:”تلاوت قران کےحقوق میں زبان عقل اوردل تینوںشریک ہیں،زبان کا حصہ یہ ہے کہ حروف کو ترتیل کےساتھ صحیح طور پر ادا کریں،عقل کا حصہ یہ ہے کہ معانی کی تفسیر کریں،اور دل کا حصہ نصیحت حاصل کرنا اور زجرسے تاثیر حاصل کرنا اور عمل پیراہوناہے

تو زبا ن ترتیل کے ساتھ پڑھتا ہے عقل ترجمہ کرتا ہے اور دل نصیحت حاصل کرتا “[[39]](#footnote-39)

ہے “

٭مُفسر قرآن جامع المعقول والمنقول شیخ احمد المعروف ملاں جیون الحنفی (المتوفی:1130ھ)، ﴿ تفسیراتِ احمدیہ﴾میں ترتیل (علم تجوید )کا حکم بیان فرماتے ہیں؛

وَقَالَ الزَّاھِدُھُوَ فَرْضٌ فِی الصَّلٰوۃِتُفْسِدُ بِدُوْنِہٖ لِاَنَّہٗ مَاْمُوْرٌبِہٖ وَلَمْ یُلْحِقْہُ نَاسِخٌ وَکُتُبُ الْفِقْہِ مَشْحُوْنَۃٌ بِذٰلِکَ[[40]](#footnote-40)

ترجمہ:” اور امام زاہد لکھتے ہیں ترتیل (رعایت وقوف اور اداء مخارج )نماز میں فرض ہیں ان کی رعایت کے بغیر نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ یہ مامور بہ ہیں اور کسی آیت سے اس کا نسخ بھی ثابت نہیں کتب فقہ ان مسائل سے بھری ہوئی ہیں“

٭امام جلال الدین السیوطی (المتوفى:911ھ) ﴿الاتقان فی علوم القرآن﴾ میں فرماتے ہیں؛

قَدْ عَدَّ الْعُلَمَاءُ الْقِرَاءَةَ بِغَيْرِ تَجْوِيْدٍلَحْنًا[[41]](#footnote-41)

ترجمہ:” بے شک علما نے بغیر تجوید کے (قرآن) پڑھنے کو لحن [[42]](#footnote-42)قرار دیا ہے“

٭ اعلحضرت امام اہلسنت مجدد دین ملت الشاہ امام احمد رضا خان فاضل بریلوی علیہ الرحمہ ایک سوال کے جواب میں لکھتے ہیں

”اتنی تجوید (سیکھنا) کہ (ایک) حرف دوسرے سے صحیح ممتاز ہو، فرض عین ہے بغیر اِس کے نماز قطعا باطل ہے“[[43]](#footnote-43)

٭اِسی فتاوی رضویہ میں آپ﷬ دوسری جگہ لکھتے ہیں؛

”علمائے کرام قراءت بے تجوید کو لحن (غلط خوانی) بتاتے ہیں اور احسن الفتاوی ،فتاوی بزازیہ میں فرمایا:﴿ ان اللحن حرام بلا خلاف﴾یعنی لحن سب کے نزدیک حرام ہے ۔ ولہذا ائمہ دین تصریح فرماتے ہیں کہ آدمی سے کوئی حرف غلط ادا ہوتا ہے تو اُس کی تصحیح وتعلم میں اُس پر کوشش واجب، اگر کوشش نہ کرے گا، معذور نہ رکھیں گے اور نماز نہ ہوگی، بلکہ جمہور علماء نے اِس سعی کی کوئی حد مقرر نہ کی اور حکم دیا کہ تا عمر شبانہ روز ہمیشہ جہد کئے جائے،کبھی اِس کے ترک میں معذور نہ ہوگا ،یہی قول امام ابراہیم ابن یوسف و امام حسین بن مطیع کا ہے“[[44]](#footnote-44)

٭ امام المجودین علامہ شمس الدین ابوالخیرمحمد بن محمد ابن الجزری (المتوفی: 833ھ) ﴿النشر فی قراءت العشر ﴾قران پڑھنے والوں کی تین قسمیں بیا ن کرتے ہیں

والناس فی ذالک محسن مأجور ومسئ اثم أو معذور۔[[45]](#footnote-45)

ترجمہ:”اور اس بارے میں بعض لوگ (انتہائی عمد ہ طریقےسے )اس پر عمل پیراہوکر مأجورہیں اور بعض(باوجود قدرت کے تجوید کو ترک کرکےبے عملی میں مبتلا)قصوروار و گنہگارہےاور بعض وہ ہے جو معذور وعاجزہے“

٭الدکتورۃ روضۃ جما ل الحصری ا پنی تصنیف ﴿المنھد المفید فی اصول القراءت والتجوید﴾ میں اسکو یوں بیان کیا

المحسن المأجور :ھوالذی درس التجوید و أتقنہ و قرأ القران فجودہ من غیر لحن۔المسئ المأجور : ھو الذی فی لسانہ عوج لا یتمکن من نطق الحروف جیدا،إما خلقۃ،وإما عجمۃ ویسعی باذلا جھدہ لازالۃ

ذلک من لسانہ۔المسئ المأزور:ھوالذی قدر علی تصحیح کلا م اللہ العربی الفصیح ،و عد ل بہ الی اللفظ الأعجمی

ترجمہ: (١)محسن ماجور (قاری قران کی تین اقسام میں سے پہلا وہ شخص جو اجر وثواب سے

مالا مال کیا گیا ہو ):یہ وہ شخص ہے جو علم تجوید کو حاصل کریں اور قران پاک کی قراءت، تجوید کے ساتھ بغیر غلطی کے کرے ۔(٢)**المسئ الماجور**:وہ شخص جسکی زبان میں پیدائشی یا عجمی ہونے کی وجہ سے ایسی لکنت ہو کہ وہ الفاظ درست طریقے سے ادا کرنے پر قادر نہ ہو اوروہ اس لکنت کو اپنی زبان سے دور کرنے کے لئے مسلسل جدو جہد اور کوشش کررہا ہو ۔(٣)**المسئ الما ذور** :جو شخص خدائے برتر کے کلا م کو صحیح وعربی اور فصیح تلفظ کے موافق درست اور عمدہ طریقےپر قدرت رکھتا ہو لیکن اسکے باوجود (تساھل و تکاسل کا ثبوت دیتے ہوئے )ایسے تلفظ کی طرف عدول ومیلان کرتا ہے جو عجمیانہ (غیر عربی طریقہ )ہو۔ [[46]](#footnote-46)

خلاصہ کلا م یہ ہے کہ علم تجوید علوم قرانی میں سے ایک بنیادی علم ہے جو خصوصی اھمیت کا حامل ہے اور جب تجوید کے ساتھ قران پڑھا

جائیگا تبھی اسکی تلاوت کا حق ادا ہوگا اور ایسی ہی تلاوت پر حسنات اور انعامات کا وعدہ ہےلیکن اگر تلاوت تجوید کی رعایت کے ساتھ نہیں کی گئی تو اس سے تلاوت کا حق ادانہیں ہو سکتا ۔

علامہ شیخ محمد مکی نصر الجِریسی ﴿نہایۃ القول المفید﴾ میں فرماتے ہیں:کہ شیخ ابو العز القلانسی ﷫نے علم تجوید کے حکم کو اشعار کی صورت میں یوں بیان کیا :

یَا سَائِلًاتَجْوِیْدَذَالْقُرْاٰن فَخُذْ ھُدِیْتَ عَنْ أَوْلی اِلْاتْقَان

تَجْوِیْدُہٗ فَرْضٌ کَمَاالصَّلٰوۃ جَاءَتْ بِہِ الأَخْبَارُوَالْاٰیَات

وَجَاحِدُ التَّجْوِیْدِ فَھُوَ کَافِرٌ فَدَعْ ھَوَاہُ إِنَّہٗ لَخَاسِرٌ

وَغَیْرُجَاحِدِ الْوُجُوْبِ حکمہ مُعَذَّبٌ وَبَعْدذَاکَ أَنَّہٗ

یُؤْتٰی بِہٖ لِرَوْضَۃِ الْجَنَّات کَغَیْرِہِمَنْ سَائِرِالْعَصَات

إِذِا الصَّلٰوۃُ مِنْھُمْ لَاتُقْبَلُ ولَعْنَۃُ الْمَوْلٰی عَلَیْھِمْ تُنْزَلُ

لِأَنَّھُمْ کِتَابَ رَبِّی حَرَّفُوْا وَعَنْ طَرِیْقِ الْحَقِّ ذَاغُوْافَانْتَفُوْا

ترجمہ(۱)اے قران کی تجوید کو طلب کرنے والا ،اللہ تجھے ہدایت دے تو پختہ لوگوں سے اسے حاصل کر۔

(۲)قران کی تجوید نماز کی طرح فرض ہے ،قران و حدیث میں اسکا ذکر آیا ہیں ۔

(۳)تجوید کا انکار کرنے والا کافر ہے،تو اسکی خواہشات کے پیچھے نہ چل ،کیونکہ وہ خسارے میں ہیں ۔

(۴،۵)اورجو شخص تجوید کے وجوب کا انکار نہ کریں (لیکن سستی کریں عمل میں)اسکو دیگر گنہگاروں کی طرح پہلے عذاب دیا جائیگا ،پھر اسے جنت کے باغات میں داخل کیا جائیگا ۔

(۶)انکی نماز قبول نہیں ہوتی ہے اور اللہ کی ان پر لعنت ہوتی ہے۔

(۷)کیونکہ انہوں نے میرے رب کی کتاب کو تبدیل کیا اور حق کے طریقے سے پھر گئےتو وہ محروم ہوگئے

### 

### باب دوم

### رسول اللہﷺکی کیفیتِ تلاوت

### فصل اول

### نبی کریم ﷺ کے تلاوت کی خصوصیات

اللہ عزوجل نے اپنے مخلوق کی تعلیم کے لئے انبیا ء کرام ﷨کو مبعوث فرمایا اور ہر نبی کو اتنے معجزات عطا کیے جس سے اس نبی کے دعوہ نبوۃ کی تصدیق ہو اور ہر نبی کو ایسا معجزہ عطا کیا گیا جو اسکے ساتھ خاص تھا اور وہ معجزہ کسی اور نبی کو عطا نہیں کیا گیا ،جس کے ساتھ اس نبی نے اپنی قوم کو للکارا تھا جیسے فرعون کے زمانے میں جادو کا چرچا تھا تو حضرت موسی ﷣لاٹھی کامعجزہ لے کر آئےاور انکی لاٹھی نے جادوں گروں کے جادو سے بنائے ہوئے تما م سانپوں کو نگل گیا ۔اور یہ معجزہ کسی اور نبی سے ظاھر نہ ہوا ۔اسی طرح حضرت عیسی ﷣ کے زمانے میں طب اور حکمت کا بڑا چرچا تھا تو عیسی ﷣ نے مردوں کو زندہ کیا اور مادر زاد اندھوں کو بینا کیا۔اور انکا یہ معجزہ انکے زمانے کے تما م اطباء پر غالب آگیا ۔اور ہمارے آقا و مولا حضور پرنور شافع یوم النشور،حبیب رب غفور ﷺجس زمانے میں تشریف لائے اس زمانے میں فصا حت وبلاغت کا بہت ظہور تھا تو حضور اکرم ،نور مجسم ، شفیع معظم ،باعث تخلیق بنی آدم ﷺ نے قران مجید ،برھان رشید ،ایسی کتاب جو عجیب اسلوب ،بدیع تالیف ،اخبار ماضیہ واحوال آئندہ وقصص انبیاء وحکایاتِ امم سابقہ و حقائق و دلائل و براھین عقلیہ ،احکام و شرائع و مواعظ و نصائح و مصالح ،ترغیب ِذکر الہی و سیاست مدینہ و مسائل ِتدبیر منزل ،احوا ل معاد واھوال حشر و ذم دار فانی ،مدح عالم باقی کو متضمن و مشتمل بایں طور فصاحت و بلاغت ونزاکت کثرت ِمعانی ،بارگاہ الہی سے حاصل کرکے تما م فصحائے عرب کو یہ چیلنچ فرما یا اور اذن عام دیا کہ اس کلام کے وحی آسمانی ہونے میں شک ہے تو سب جن اور انسان متفق ہوکر اس کی ایک سورت کی مثل لے آؤتو تمام فصحائے عرب ،ذرائع اور وسائل بہ کثرت ہونے کے باوجو د اسکی مثل لانے پر قادر نہ ہوسکے اور عجز کے اعتراف کے سوا انکے پاس کوئی اور چارہ نہیں رہا ۔اعلحضرت امام اہلسنت ،مجدد دین وملت ،الشاہ اما م احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمان اعجاز قران کا ان لفظوں میں اظہار فرماتے ہیں :

**تیرے آگے یوں ہی دبے لچے فصحاء عرب کے بڑے بڑے کو ئی جانے منہ میں زبا ن نہیں ،نہیں بلکہ جسم میں جان نہیں[[47]](#footnote-47)**

تو یہ کلام مجید نبی کریم رؤوف الرحیم ﷺ کا ایسا معجزہ ہے کہ اسکو پڑھنے والا اور سننے والا بار بار پڑھنے اور سننے سے نہیں تھکتا ۔جو حضرات قران مجید کی تلاوت نزول کے موافق ،نہایت عمدہ اور صحیح ادائیگی کے ساتھ کرتے ہیں تو کان انکی تلاوت سے لذت پکڑتے ہیں اور دل انکی قراءت کے وقت خشوع وخضوع کی کیفیت حاصل کرتے ہیں یہاں تک کہ انکی تلاوت کے اثر سے دانش و خرد()سلب ہونے کے اور عقل ودانائی ختم ہوجانے کے قریب پہنچ جاتی ہے ۔اور جس عظیم ہستی پر یہ کلام نازل ہوا انکا اس (کلام ) کو زحسین ترین انداز میں تلاوت کرنے والا ہونا اور ان پر اسکے حقائق کا منکشف ہونا بدیہی بات ہے ۔

لھذا نبی آخر الزما ن ﷺہی تما م لوگوں میں سب سے زیادہ خوبصورت قران پاک کی تلاوت کرنے والے ،سب سے زیادہ شیریں آواز والے ہیں جیساکہ حضرت براء بن عازب سے روایت ہے :

قَالَ عدي بن ثابت: سمع البراء بن َعازبٍ قَالَ: سَمِعْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ: ﴿وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ﴾. فِي الْعِشَاءِ، وَمَا سَمِعْتُ أَحَدًا أَحْسَنَ صَوْتًا مِنْهُ، أو قراءةً

ترجمہ:”حضرت عدی بن ثابت فرماتے ہیں کہ انھوں نے سیدنا براء بن عازب سے سنا ،وہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم رؤوف الرحیم کو عشاء کی نماز میں سور ہ﴿وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ﴾ کی تلاوت فرماتے ہوئے سنا ، (اور فرمایا )کہ میں نے آپ ﷺ سے سے زیادہ حسین آواز یا حسین قراءت اور کسی سے نہیں سنی “[[48]](#footnote-48)

چونکہ سرور کائنات فخر موجودات شہنشاہ کونین ﷺ ،زندگی کے تما م امور میں ہمار ا مقتدا اور پیشوا ہیں ۔اسی لئے ہمارے لئے یہی مناسب ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کی ہر فعل میں اتباع کریں خصوصا قران مجید کی تلاوت میں اور جتنا ممکن ہو قران پاک کو خوبصورت آواز میں پڑھنے کی کوشش کریں،چنانچہ نبی کریم علیہ السلام کی تلاوت کی کیفیت درجہ ذیل ہیں ۔

# قراءت قران پر مداومت کرنا :

نبی اکرم نور مجسم شفیع معظم ﷺ قران پاک کی روزانہ قران کریم کی تلاوت کا اہتمام فرماتے اور ان آیات قرانیہ کو صحابہ کرام ﷢کو سکھاتےاور اس پر آپ﷣ مداومت فرماتے،جیسا کہ اللہ تبارک وتعالی نے سورہ نمل میں ارشاد فرمایا: ﴿وَ اَنْ اَتْلُوَا الْقُرْاٰنَّۚ﴾(النمل٩٢:٢٧)[ (اورمجھے حکم دیا گیا ہے ) کہ میں قران کی تلاوت کروں ۔]مفسر قران علامہ فیض احمد اویسی ﷬﴿ فیوض الرحمان﴾ میں اس آیت کے تحت لکھتے ہیں: کہ (اللہ تعالی کے اس قول میں نبی علیہ السلام کا یہ فرمانا” کہ میں قران کی تلاوت کروں“ ) کا معنی ہے :”کہ میں قران کی تلاوت پر مواظبت کروں تاکہ اسکی تلاوت سے رفتہ رفتہ حقائق منکشف ہو ۔“[[49]](#footnote-49)

اور نبی ﷺ کے اس عادت کریمہ پر احادیث کریمہ بھی شاہد ہے ،چنانچہ سیدنا اوس بن حذیفہ ﷜سے روایت ہیں:

عن أَوْسِ بْنِ حُذَيْفَةَ، قَالَ: قَدِمْنَا عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِي وَفْدِ ثَقِيفٍ، فَنَزَّلُوا الْأَحْلَافَ عَلَى الْمُغِيرَةِ بْنِ شُعْبَةَ، وَأَنْزَلَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بَنِي مَالِكٍ فِي قُبَّةٍ لَهُ، فَكَانَ يَأْتِينَا كُلَّ لَيْلَةٍ بَعْدَ الْعِشَاءِ فَيُحَدِّثُنَا قَائِمًا عَلَى رِجْلَيْهِ حَتَّى يُرَاوِحَ بَيْنَ رِجْلَيْهِ، وَأَكْثَرُ مَا يُحَدِّثُنَا مَا لَقِيَ مِنْ قَوْمِهِ مِنْ قُرَيْشٍ، وَيَقُولُ: ﴿وَلَا سَوَاءَ؛ كُنَّا مُسْتَضْعَفِينَ مُسْتَذَلِّينَ، فَلَمَّا خَرَجْنَا إِلَى الْمَدِينَةِ كَانَتْ سِجَالُ الْحَرْبِ بَيْنَنَا وَبَيْنَهُمْ، نُدَالُ عَلَيْهِمْ وَيُدَالُونَ عَلَيْنَا﴾، فَلَمَّا كَانَ ذَاتَ لَيْلَةٍ أَبْطَأَ عَنْ الْوَقْتِ الَّذِي كَانَ يَأْتِينَا فِيهِ، فَقُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ، لَقَدْ أَبْطَأْتَ عَلَيْنَا اللَّيْلَةَ، قَالَ: ﴿إِنَّهُ طَرَأَ عَلَيَّ حِزْبِي مِنْ الْقُرْآنِ، فَكَرِهْتُ أَنْ أَخْرُجَ حَتَّى أُتِمَّهُ ﴾  
ترجمہ:حضرت سیدنا اوس بن حذیفہ﷜ سے روایت ہے کہ ہم ثقیف کی وفد میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئےتو آپ ﷣نے انکو سیدنا مغیرہ بن شعبہ﷜ کے ہاں ٹھہرایا ،اور خود بنو مالک کے قبے میں مقیم رہےلیکن ہر شب عشاء کے بعد ہمارے پاس تشریف لاتے بہت دیر تک کھڑے کھڑے گفتگو فرماتےکبھی ایک پاؤں پر زور دیتے اور کبھی دوسرے پاؤں پر اور اپنی قوم(قریش)کا شکوہ کرتے اور کہ یہ کوئی برابری نہیں ”کہ ہم ناتواں اور کمزور تھے جب ہم مدینہ آگئے اور ہمارے اور انکے درمیا ن لڑائی ہونے لگی،کبھی ہم کامیا ب ہوتے اور کبھی وہ۔“ایک روز نبی اکرم ﷺ ہمارے پاس کچھ دیر سے تشریف لائے ،میں نے عرض کیا ،یارسول اللہ!آج تو آپکو کچھ دیر ہوگئی ہے ،تو آپ﷣ نے فرمایا: ”میر ا کچھ قران کا وظیفہ باقی رہ گیا تھا میں نے اسے پورا کرنے سے پہلے آنا مناسب نہ سمجھا۔“[[50]](#footnote-50)

# رسولِ اکرم ﷺ کے تلاوت کی حسن:

خوش گلوئی اور خوش آوازی ایک مرغوب اور مستحسن چیز ہے جب خؒوش گلوئی سے کو ئی چیز پڑھی جاتی ہے تو کان اسکی طرف بے ساختہ متوجہ ہو جاتے ہیں اور ہر چیز کا ایک زیور ہوتا ہے اور قران پاک کا زیور خوش آوازی ہے اور نبی کریم ﷺ نے از خود اسکی ترغیب دی اور آپ ﷺکائنات میں سب سے زیادہ خوش آواز تھے جیسا کہ سیدنا انس ﷜سے مروی ہے

ابو عیسی سیدنا انس ﷛ سے روایت کرتے ہیں :

ما بعث اللّٰہ نبیا قطّ الّا احسن الوجہ و حسن الصوت وکان نبیکم احسنھم وجھا واحسنھم صوتا[[51]](#footnote-51)

ترجمہ:اللہ عزوجل کسی نبی کو مبعوث نہیں فرماتا مگر تمام لوگو ں میں حسین چہرہ والا اور حسین آواز والا اور تمہارے ﷺ تمام لوگوں میں حسین صورت والے اور خوبصورت آواز والے ہیں ۔ جیسا کہ حضرت براء بن عازب ﷜والی حدیث گزری انہوں نے فرمایا ”کہ میں نے آپ ﷺ سے سے زیادہ حسین آواز یا حسین قراءت اور کسی سے نہیں سنی “

٭اسی طرح مولائے کائنا ت حضرت سیدنا علی المرتضی ﷜سے روایت ہیں :

وعن على﷜: كانَ النَّبِيُّ ﷺ حُسْنَ الصَّوْتِ مَادًّا لَيْسَ لَهٗ تَرْجِيْعٌ[[52]](#footnote-52)

ترجمہ: ”سیدنا علی المرتضی﷜سے روایت ہیں آپ فرماتے ہیں :کہ نبی کریمﷺحسین آواز والے تھے ،آپ کلمات کو بغیر ترجیع کے کھینچ کر پرھتے تھے“

امام بخاری سیدنا ابو ھریرہ ﷜ سے روایت کرتے ہیں :

عَنْ [أَبِي هُرَيْرَةَ](inr://man-3320) : أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَالَ:مَا أَذِنَ اللهُ لِشَيْءٍ مَا أَذِنَ لِنَبِيٍّ حَسَنِ الصَّوْتِ يَتَغَنَّى بِالْقُرْآنِ يَجْهَرُ بِهِ.[[53]](#footnote-53)

ترجمہ:سیدنا ابو ھریرۃ ﷛ سے روایت ہے کہ:رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ”اللہ تعالی کسی چیز کو اتنے عور سے نہیں سنتا جتنے غور سے نبی ﷤ کے حسن ترنم کے ساتھ قران مجید پڑھنے کو سنتا ہے ۔“

مذکورہ بالا احادیث کریمۃ سے معلوم ہو کہ سرور کائنا ت ﷺ تمام لوگوں سب زیادہ خوش آواز تھے ،اور نبی کریم ﷺ کی آواز انتہائی سحور کن تھی ،آپ نہایت وجدانی کیفیت میں تلاوت فرماتے تھے کہ سننے والا متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے،اور نبی کریم ﷺکے قران پڑھنے سے صحابہ کرام کو اس قدر کیف وسرور حاصل ہوتا تھا کہ انکو وقت کا پتا ہی نہیں چلتاتھا ،اور انکی یہ خواہش ہوتی تھی کہ کاش!یوں ہی آپ﷤ سے قران سنتے سنتے ان کی عمر تمام ہوجائے۔

# مد کرنے اور ترتیل کے ساتھ پڑھنے کی کیفیت:

٭حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ حروف کو کھینچ کر ترتیل کے ساتھ پڑھتے تھے جیسا کہ حضرت انس بن مالک ﷜فرماتےہیں

عن قتادة َقَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِك﷜ عنْ قِراءةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: كَانَ يمُدُّ مَدًّا[[54]](#footnote-54)

ترجمہ:حضرت قتادۃ سے روایت ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک ﷜ سے نبی کریم ﷺ کی قراءت کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا” کہ جس لفظ پر مد ہو آپ ﷺ اس کو کھینچ کر پڑھتے تھے “

٭ دوسری روایت میں فرماتے ہیں :

عَنْ قتادة قال:سأَلَ أَنَسَ: كَيْفَ كانتْ قِراءَةُ النَّبِيِّ ﷺ؟ فقال: كانت مدًّا، ثم قَرَأَ: ﴿بسم الله الرحمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾، يَمُدُّ بِبِسْمِ اللهِ، ويمُدُّ بِالرَّحْمٰنِ، ويَمُدُّ بِالرَّحِيْم[[55]](#footnote-55)

ترجمہ: حضرت قتادۃ سے روایت ہیں وہ فرماتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک ﷜ سے پوچھا گیا نبی ﷺ کس طرح قران پڑھتے تھے تو انہوں نے بیا ن کیا کہ آپ﷣ کھینچ کر پڑھتے تھے ،پس انہوں نے پڑھا : ﴿بسم الله الرحمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾،بسم اللہ کو کھینچ کر پڑھتے تھے (یعنی بسم اللہ میں لفظ اللہ کے الف کو کھینچ کر پڑھتے )اور الرحمن کو کھینچ کر پڑھتے (یعنی ا لرحمن کے الف کو کھینچ کر پڑھتے )اور الرحیم کو کھینچ کر پڑھتے (یعنی الرحیم کی یاء کو کھینچ کر پڑھتے )

علامہ غلام رسول سعیدی ﷫﴿ نعمۃالباری ﴾ میں اس حدیث کے تحت علامہ ابو حفص عمر بن علی بن احمد الشافعی المعروف بابن الملقن المتوفی (٨٠٤ھ) کا قول نقل کرتے ہیں وہ فرماتے ہیں :”کہ نبی ﷺ ان حروف کو کیوں کھینچ کر پڑھتے تھے اس کے سبب کا اللہ تعالی ہی کو علم ہے اللہ تعالی نے آپ﷣ کو ترتیل کے ساتھ پڑھنے کا حکم دیا ہے اور یہ کے آپ ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں اور یہ کہ جلدی پڑھنے کے لئے زبان کو حرکت نہ دیں ،آپ ﷣ نے اپنے رب کے حکم پر عمل کیا اور ٹھہر ٹھہر کر پڑھا تاکہ آپ کی امت کے لئے سنت ہوجا ئے کہ وہ کس طرح قران مجید کو پڑھیں اور وہ کس طرح قران مجید میں تدبرکریں اور سمجھ کر پڑھیں۔“[[56]](#footnote-56)

٭اسی طرح حضرت سیدنا وائل بن حجر ﷜سے روایت ہیں :

عَنْ وَائِلِ بْنِ حُجْرٍ﷜:سَمِعْت النَّبِيَّ ﷺ قَرَأَ: ﴿غَيْرِ المَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ فَقَالَ: آمِين وَمَدَّ بِهَا صَوْتَهُ[[57]](#footnote-57)

ترجمہ:حضرت سیدنا وائل بن حجر ﷜ سے روایت ہیں ”کہ وہ فرماتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ سنا آپ﷣ نے ﴿غَيْرِ المَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ﴾ پڑھا اور آواز کو کھینچ کر آمین کہا “

پس یہاں اٰمین پر نبی ﷺ نے مد عارض کیا اس میں طول ،توسط اور قصر تینوں جائز ہیں ،

اسی طرح علم تجوید میں جتنے بھی مد کی اقسام ذکر کی جاتی ہیں وہ تما م نبی اکرم ﷺ کی قراءت کریمہ سےثابت ہیں۔

٭اسی طرح حضرت علقمہ ،سیدنا عبداللہ بن مسعود ﷜کے سامنے اپنی قراءت کی کیفیت بیان کرتے ہیں ،چنانچہ آپ روایت کرتے ہیں :

عَنْ عَلْقَمَةَ، قَالَ: قَرَأْتُ عَلَى عَبْدِ اللَّهِ، فَقَالَ: رَتِّلْ، فِدَاكَ أَبِي وَأُمِّي، فَإِنَّهُ زَيْنُ الْقُرْآنِ[[58]](#footnote-58)

ترجمہ:حضرت علقمہ سے روایت ہیں وہ فرماتے ہیں انہوں نےحضرت سیدنا عبداللہ بن مسعود ﷜ک(پس گویا کہ انہوں نے جلدی جلدی پڑھا )تو سیدنا عبداللہ بن مسعود﷜ نے ان سے فرمایا :”تم پر میرے ماں باپ فدا ہوں!قران مجید کو ترتیل کے ساتھ پڑھو یعنی ٹھہر ٹھہر کر“ اور حضرت علقمہ بہت خوش آوازی کے ساتھ قران مجید پڑھتے تھے ۔

# قراءت کے بلند اور آہستہ آواز میں ہونے کی کیفیت:

نبی کریم ﷺ کی عادت کریمۃ یہ تھی کہ آپ ﷺ کبھی بلند آواز سے تلاوت فرماتے اور کبھی آہستہ آواز میں تلاوت فرماتے ۔اس حوالے سے چند احادیث کریمہ درج ذیل ہیں ۔

٭حضرت سیدنا ابوھریرہ ﷜ سے مروی ہیں

عَنْ [أَبِي هُرَيْرَةَ](inr://man-3320)﷜أَنَّهُ قَالَ :كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ يَرْفَعُ طَوْرًا، وَيَخْفِضُ طَوْرًا[[59]](#footnote-59)

ترجمہ: حضرت سیدنا ابو ھریرۃ ﷜سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ” نبی کریم ﷺ کی قراءت ایسی ہوتی کہ کبھی بلند آواز سے پڑھتے اور کبھی آہستہ (آواز میں تلاوت فرماتے )۔“

٭اسی طرح ام المؤمنین سید ہ عائشہ ﷜نبی اکرم ﷺ کی قراءت کی کیفیت کو یوں بیان فرماتے ہیں :

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَيْسٍ﷜، قَالَ: سَأَلْتُ عَائِشَةَ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ؟ أَكَانَ يُسِرُّ

بِالْقِرَاءَةِ أَمْ يَجْهَرُ؟ فَقَالَتْ: كلُّ ذَلِكَ قَدْ كَانَ يَفْعَلُ، رُبَّمَا أَسَرَّ بِالْقِرَاءَةِ، وَرُبَّمَا جَهَرَ

ترجمہ:حضرت عبداللہ بن قیس ﷜ سے روایت ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ ﷜سے نبی﷣ کی رات کی قراءت کے متعلق پوچھا تو انہوں نے فرمایا ” کہ بسا اوقات آپ ﷤ پست آواز میں پرھتے تھے اور بعض اوقات بلند آواز سے ۔“[[60]](#footnote-60)

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ پروردگار عالم جلّ وعلا کو سنا نا ہو اور ریا سے بچناہو تو آہستہ پڑھنا افضل ہے، اور اگر مقصود دور ،دور تک کی چیزوں کو گواہ بناناہو اور ہر قسم کے شیطانوں کو بھگانا ہو تو بلند آواز سے ذکر کرنا افضل ہے،دونوں انداز کا انحصار نیت پر ہے ۔

# ترجیع کا بیان:

حضور پرنور شافع یوم النشور ﷺ کبھی کبھی ترجیع کے ساتھ تلاوت فرماتے تھے۔اب علماء کرام نے ترجیع کے کئی معا نی بیان کیے ۔

(1)تردیدیعنی آواز کو حلق میں پھیرنا جیسے خوش الحان لوگ پڑھتےہیں ،آذان میں جس ترجیع کا ذکر کیا جاتا ہے اس سے مراد یہی والا معنی ہے (2)آواز کو کھینچ کر پڑھنا ۔(3)تدبر و خشوع کے ساتھ خوبصورت تلاوت کرنا ۔[[61]](#footnote-61)

بعض احادیث کریمۃ میں نبی ﷣ کی قراءت میں ترجیع وارد ہے ان میں سے چند درجہ ذیل ہیں ۔

٭حضرت سیدنا عبداللہ بن مغفل ﷜سے روایت ہیں :

عن أبی إياس قال: سمعتُ عبدَ الله بْنَ مغفل ﷜قَالَ:رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يقرأ وهو على ناقته، أو جَمَلِهٖ، وهي تَسِيْرُ به، وهو يَقْرَأُ سُورَةَ الْفَتْحِ، أَوْ مِنْ سُورَةِ الْفَتْحِ، قراءةً ليِّنَةً، يَقْرَأُ وهو يُرَجِّع۔[[62]](#footnote-62)

ترجمہ:حضرت ابو ایاس سے مروی ہیں وہ فرماتےہیں کہ میں سیدنا عبداللہ بن مغفل ﷜ کو فرماتے ہوئے سنا ”کہ میں نے دیکھا نبی ﷺ اپنی اونٹنی پر یا اپنے اونٹ پر سوار تھے اور وہ اس وقت آپ ﷣ کو لے کر چل رہی تھی اور آپ ﷣ اس وقت سورۃ الفتح پڑھ رہے تھے یا سورۃ الفتح کی بعض آیتوں کو پڑھ رہے تھے آپ ﷺ نرم آواز سے ترجیع کے ساتھ پڑھ رہے تھے “

علامہ غلام رسول رضوی ﴿تفھیم بخاری ﴾میں اس حدیث کی شرح میں علامہ بدرالدین محمود بن احمدعینی حنفی المتوفی (٨٥٥ھ) کا قول نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷫ فرماتے ہیں کہ ” سرور کائنا ت ﷺ کے ترجیع کرنے میں دو احتمال ہیں م۔ایک کہ آپ ﷺ اونٹنی پر سوار تھے اور وہ تیز رفتار تھی اس لئے آپ ﷣ کی آواز میں ترجیع معلوم ہوتی تھی۔ دوسرا احتمال یہ ہیں کہ آپ ﷣ نے مد کے مقام میں مدّ کی کیفیت میں پڑھا تو اس سے ترجیع ظاھر ہوئی تھی ۔بعض نے کہا :ترجیع کے معنی خوش الحانی سے پڑھنا ہے ۔گانے کی طرز میں قران مجید پڑھنا شریعت میں ممنوع ہے ،کیونکہ یہ خشوع کے منافی ہے جو تلاوت میں مقصود ہے ۔“[[63]](#footnote-63)

٭مذکورہ بالا حدیث کو امام بخاری ﷫﴿صحیح بخاری ﴾کی کتا ب التوحید میں کچھ تفصیل سے بیان فرماتے ہیں:

عَنْ عبد الله بن المُغَفِّل الْمُزَنِيِّ قَالَ:رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَوْمَ الْفَتْحِ عَلَى نَاقَةٍ لَهُ، يَقْرَأُ سُورَةَ الْفَتْحِ، أَوْ مِنْ سُورَةِ الْفَتْحِ، قَالَ: فرجَّع فِيهَا، قَالَ: ثُمَّ قَرَأَ مُعَاوِيَةُ يَحْكِي قِرَاءَةَ ابْنِ مُغَفَّل، وَقَالَ: لَوْلَا أَنْ يَجْتَمِعَ النَّاسُ عَلَيْكُمْ لرجَّعت كَمَا رجَّع ابْنُ مُغَفَّل، يَحْكِي النَّبِيَّ ﷺ. فقلت لمعاوية: كيف كان ترجيعه؟ قال: آآ آ، ثلاث مرات[[64]](#footnote-64).

سیدنا عبداللہ بن مغفل ﷜سےروایت ہے کہ میں نے دیکھا نبی ﷺ اپنی اونٹنی پر سوار تھے اورآپ ﷣ سورۃ الفتح کی تلاوت فرما رہے تھے یا سورۃ الفتح کی بعض آیتوں کو پڑھ رہے تھے ۔اور اس میں آپ علیہ السلام ترجیع کررہے تھے پھر حضرت معایہ نےحضرت عبداللہ بن مغفل ﷜ کی طرح قراءت کی اور فرمایا:اگر مجھے یہ خطرہ نہ ہوتا کہ لوگ تمھارے گرد جمع ہوجائیں گے تو میں اسی ترجیع کے ساتھ

قراءت کرتا جس طرح حضرت عبداللہ بن مغفل﷜ نے ترجیع کے ساتھ قراءت کی تھی ۔راوی نے حضرت معاویہ سے پوچھا کہ حضرت عبداللہ بن مغفل ﷜نے کس طرح قراءت کی ،انہوں نے کہا :وہ اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِیْنًا(الفتح۱:۴۸)

الف کو تین الف کے برابر کھینچ کر پڑھ رہے تھے

٭ امام عَلمُ الدين علي بن محمد السخاوي المتوفی(۶۴۳ھ) ﴿جمال القراء وکمال الأ قراء﴾ میں اسی حدیث کے تحت بیان فرماتے ہیں

وأما قول عبد الله بن المغفل: ﴿سمعت النبي ﷺ يقرأ سورة الفتح يرجِّع ۔﴾ای فلم يرد ترجيع الغناءكيف ؟وقد نهى عن ذلك ﷺ فقال﴿ اقرؤوا القرآن بألحان العرب وإياكم وألحان أهل الفسق وأهل الكتابين، فإنه سيجيء قوم من بعدي يرجِّعون بالقرآن ترجيع الغناءوالرهبانية، والنوح

لا يجاوز حناجرهم، مفتونة قلوبهم، وقلوب من يعجبهم شأنهم﴾[[65]](#footnote-65)

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن مغفل سے روایت ہےوہ فرماتے ہیں کہ ”میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سورۃ الفتح کی تلاوت کرتے

ہوئے سنا“ آپ ﷺگانے کی طرز میں الفاظ کو حلق میں نہیں دہراتے تھے یعنی ۔اور ایسا کیسے ہوسکتا ہے ؟حالانکہ سرکار دوعالم ﷺ نے اس سے منع فرمایا ہے ۔آپ ﷺ نے فرمایا :”قران کو عربوں کے لہجےکے ساتھ پڑھو اورعربوں کی آواز کے ساتھ اور اھل فسق کے لہجوں سے اپنے آپکو بچاؤ (یعنی گانے بجانے والے بدکردار وں کے لہجوں سے اور سروں سے ) اھل کتابَین(یہودونصاری) کے لہجوں سےاپنے آپکوبچاؤ،بے شک!بات یہ ہےکہ میرے بعد کچھ لوگ آئیں گےکہ وہ قران کی آواز کو گانے کی آواز کی طرحلق میں دھرائیں گےاور راھبوں اور نوحہ بین کرنے والوں کی طرح،حالانکہ قران مجید ان کےحلق سے نیچے (دل کی جانب)نہیں اترے گا۔ انکے دل فتنے میں پڑے ہوئے ہوں گےاور ان کے دل بھی،جن کو انکی حالت پسند آئے گی اور اچھی لگی گی۔“

٭اسی طرح سیدۃ ام ہانی ﷝ بیان فرماتی ہیں:

عَنْ [أُمِّ هَا](inr://man-5060)نی﷝ قَالَتْ: كُنْتُ أَسْمَعُ صَوْتَ رَسُولِ اللهِ ﷺ فِي جَوْفِ اللَّيْلِ، وَأَنَا نَائِمَةٌ عَلَى عَرِيشِي وَهُوَ يُصَلِّي يُرَجِّعُ بِالْقُرْآن[[66]](#footnote-66)

ترجمہ :سیدہ ام ھانی ﷝ سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں:” کہ میں رات کے درمیانی پہر میں نبی کریم ﷺ کی آواز سن رہی تھی اس حال میں کہ میں اس وقت اپنے بستر پر سو رہی تھی اور آپ ﷝ اس وقت قران پڑھ رہے تھے اور آپ ﷺ ترجیع کے ساتھ قران مجیدکی تلاوت فرمارہے تھے۔“

# ہر حرف کا جدا جدا اور واضح ہونا:

حضور اقدس قاسم النعم ما لک الارض ﷺ قران پاک کے حروف کی ادائیگی پُروقار انداز سے ادافرماتے تھے جس سے ہر حرف جدا جدا اور واضح سنائی دیتا ،جیسا کہ مندرجہ ذیل احادیث کریمہ سے جس کا ثبو ت ملتا ہے ۔

٭ام المؤ منین سیدہ ام سلمہ ﷝قراءت نبی ﷺ کی کیفیت کو ان الفاظ میں بیا ن فرماتی ہیں :

عَنِ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ﷝، قَالَتْ: كَانَ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ ﷺ:﴿ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ فَذَكَرَتْ حَرْفًا حَرْفًا[[67]](#footnote-67)

ترجمہ:حضرت ابن ملیکہ سےروایت ہے ،وہ ام المؤ منین سیدہ ام سلمہ ﷝ سے روایت کرتے ہیں ، آپ ﷝ فرماتی ہیں کہ نبی ﷺ کی قراءت﴿ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴾اسطرح تھی ،پس آپ ﷝نےاسکو(قراءتِ نبی ) حرف بہ حرف ذکر کیا ۔

٭اسی طرح امام ابو القاسم سلیمان بن احمد الطبرانی التوفی (٣٦٠ھ)﴿معجم الکبیر ﴾میں روایت کرتے ہیں :

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّهَا نَعَتَت قِرَاءَةَ رَسُولِ اللهِ ﷺ، فَإِذَا هِيَ نَعَتَتْقِرَاءَةً مُفَسَّرَةً حَرْفًا حَرْفًا[[68]](#footnote-68)

ترجمہ : ام المؤ منین سیدہ ام سلمہ ﷝سے روایت ہیں ”کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے قران پڑھنے کی کیفیت کو بیان کرتی تھیں کہ آپ ایک ایک حرف کو تفصیل کے ساتھ پڑھتے تھے “

٭اسی طرح اما م ابو عیسی محمد بن عیسی الترمذی المتوفی(٢٧٩ھ) میں یہ حدیث لے کر آئے :

عَنْ ابْنِ أَبِي مُلَيْكَةَ، عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ، قَالَتْ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُقَطِّعُ قِرَاءَتَهُ يَقْرَأُ: ﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ ثُمَّ يَقِفُ، ﴿الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾، ثُمَّ يَقِفُ، وَكَانَ يَقْرَؤُهَا: ﴿مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾[[69]](#footnote-69)

ترجمہ: حضرت ابن ابی ملیکۃ سے روایت کرتے ہیں وہ ام المؤ منین سیدہ ام سلمہ ﷝سے روایت کرتے ،آپ فرما تی ہیں کہ رسول اللہ کی قراءت ٹکرے ٹکرے (ٹھہر ٹھہر کر)کرہوتی تھی،﴿الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾ وقف فرمایا اور پھر﴿الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ﴾پر ٹھہر تے،اور ﴿مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ﴾پڑھتےتھے۔

٭امام ترمذی﷫ اسی حدیث کو﴿جامع ترمذی ﴾کےابواب فضائل القران میں مختصرًا کچھ یوں بیان فرماتے ہیں :

عَنْ أُمِّ سَلَمَةَ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُقَطِّعُ قِرَاءَتَهُ[[70]](#footnote-70)

ترجمہ: ام المؤ منین سیدہ ام سلمہ ﷝سے روایت ہے فرماتی ہیں کہ ٹکڑےٹکڑے کرکے قران مجید پڑھتے تھے(مثلاً:ایک لفظ کو پڑھ کر وقف کرتے ،پھر دوسرا لفظ پڑھتے ۔)

مذکورہ بالا احادیث سے معلوم ہو ا کہ نبی کریم ﷺ ٹھہر ٹھہر کر ترتیل کے ساتھ قران پڑھتے تھے ۔لیکن اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے ترتیل کے ساتھ پڑھنا افضل ہے یا حدر کے ساتھ ،تو امام المجودین علامہ شمس الدین ابوالخیرمحمد بن محمد ابن الجزری (المتوفی: 833ھ) ﴿النشر فی قراءت العشر ﴾ میں فرماتے ہیں کہ اس میں علماء کا اختلاف ہیں آپ فرماتے ہیں :

وقد اختلف فی الأفضل ھل الترتیل و قلۃ القراءۃ أو السرعۃ مع کثرۃ القرءاۃ ؟فذھب بعضھم إلی أن کثرۃ القراءۃ أفضل واحتجو بحدیث إل بن مسعود قال رسول اللہ ﷺ:﴿ من قرأ حرفامن کتاب اللہ فلہ حسنۃ ،والحسنۃ بعشر أمثالھا ﴾الحدیث ۔رواہ التر مذی[[71]](#footnote-71) ۔وذکروا کثیرا من السلف فی کثرۃ القراءۃ۔والصحیح بل الصواب ما علیہ معظم السلف والخلف وھو أن الترتیل والتدبر مع قلۃ القراءۃ أفضل من السرعۃ مع کثرتھا،لان المقصود من القران فھمہ التفقہ فیہ والعمل بہ وتلاوتہ وحفظہ وسیلۃ الی معانیہ[[72]](#footnote-72)

ترجمہ:علماءکرام کا اختلاف ہے کہ تھوڑی قراءت ترتیل کے ساتھ پڑھنا افضل ہے یاجلدی جلدی زیادہ قران پڑھنا افضل ہے ،بعض لوگوں کا مذھب یہ ہے کہ زیادہ سے زیادہ قران پڑھنا افضل ہے ان حضرات نے سیدنا عبداللہ بن مسعود ﷜ روایت کردہ اس حدیث سے استدلا ل کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا :”جو قران کے ایک حرف کی تلاوت کریگا اسکے لئے ایک نیکی ہے اور ایک نیکی دس نیکی کے برابر ہے “اسکو امام ترمذی﷫ نے روایت کیا ۔اور ان حضرات نے اسلاف سے کثرۃ قرات کے حوالے سے کثیر اقوال ذکر کیے ہیں ۔ لیکن صحیح اور درست مذھب جو بڑے بڑے اکابرین کا مذھب ہے کہ کم سے کم قران پاک ترتیل تدبر کے ساتھ پڑھنا جلدی جلدی زیادہ قران پڑھنے سے افضل ہے ،اسلئے کہ قران پا ک کا مقصد اسکو سمجھنا اس میں غور وفکر کرنا اس پر عمل کرنا اور اسکی تلاوت کرنا اور اسکو یاد کرنا،اور معانی تک پہنچنا ہے۔

اما م جزری ﷫ اسی فصل کے آگے فرماتے ہیں جسکا خلاصہ کچھ یوں ہے

”کہ بعض ائمہ نے فرمایاترتیل کے ساتھ تلاو ت کرنے کا ثواب مرتبہ کے اعتبار سے اولی ہے ۔اور حدر کے ساتھ قراءۃ کر نے کا ثواب عدد کے اعتبار سے زیادہ ہے۔تو پہلے (ترتیل )کی مثال اسطرح ہے کہ ایک شخص قیمتی چیز کا صدقہ کے یا ایسے غلام کو آذاد کرے جسکی

قیمت زیادہ ہو ۔اور دوسرے(حدر)کی مثال اسطرح ہے کہ ایک شخص زیادہ دراھم صدقہ کریں یا زیادہ تعداد میں غلام آذاد کرے جنکی قیمتی کم ہو ۔“[[73]](#footnote-73)

# قران پاک ختم کرنےکی مدت:

نبی اکرم نور مجسم ﷺ کی عادت کریمۃ تھی کہ آپ ﷤ تین دن سے کم دنوں میں قران پاک کو ختم نہیں کرتے تھے اور اسکےعلاوہ آپ ﷤سے دیگرروایات بھی مروی ہے جو کہ درجہ ذیل ہے

٭ ام المؤ منین سیدہ عائشہ ہ ﷝ سے روایت ہیں:

قال :عَمْرَةُ، أَنَّهَا سَمِعَتْ عَائِشَةَ، تَقُولُ: كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ لَا يَخْتِمُ الْقُرْآنَ فِي أَقَلَّ مِنْ ثَلَاثٍ

ترجمہ :”حضرت عمرۃ نے فرمایا : کہ انہوں نے ام المؤ منین سیدہ عائشہ ہ ﷝ سے سنا،آپ فرماتی ہیں کہ نبی علیہ السلا م تین دن سے کم میں قران مجید ختم نہیں کرتے تھے“[[74]](#footnote-74)

٭اسی طرح سیدنا عبد اللہ بن عمر ﷜ روایت ہے :

، عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍ﷛ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِﷺ:﴿اقْرَأْ القرآن في شهر﴾. قلت: إني أجد قوة، حتى قال: ﴿فاقرأه في سبع، ولا تزد على ذلک﴾ [[75]](#footnote-75)

ترجمہ :حضرت عبداللہ بن عمر ﷜سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا : ”کہ قران مجید کو ایک مہینہ میں ختم کرو۔“ میں نے عرض کی :میں اس سے زیادہ قوت پاتا ہوں حتی کہ آپ نے فرمایا : ”سات دنوں میں قران مجید ختم کرواور اس سے زیادہ میں ختم نہ کروں ۔“

٭اسی حدیث کو اما م ابو محمد عبداللہ بن عبد الرحمان الدارمی السمرقندی المتوفی(٢٥٥ھ) نے اپنی مسند میں تفصیلا روایت کیا :

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ: قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ فِي كَمْ أَخْتِمُ الْقُرْآنَ؟ قَالَ: ﴿اخْتِمْهُ فِي شَهْرٍ﴾قُلْتُ: يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي أُطِيقُ، قَالَ:﴿اخْتِمْهُ فِي خَمْسَةٍ وَعِشْرِينَ﴾. قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ، قَالَ: ﴿اخْتِمْهُ فِي عِشْرِينَ﴾ قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ، قَالَ: ﴿اخْتِمْهُ فِي خَمْسَ عَشْرَةَ﴾ قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ، قَالَ: ﴿اخْتِمْهُ فِي عَشْرٍ﴾قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ، قَالَ: ﴿اخْتِمْهُ فِي خَمْسٍ﴾. قُلْتُ: إِنِّي أُطِيقُ، قَالَ: ﴿لَا﴾[[76]](#footnote-76)

ترجمہ :کہ حضرت عبداللہ بن عمر نے پوچھا :یا رسول اللہ !کہ میں کتنے دنوں میں قران مجید کو ختم کروں تو آپ نے فرمایا :” تم ایک مہینہ میں قران مجید ختم کرو۔“ میں میں نے عرض کی میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں تو آپ نے فرمایا :”تم پچیس(٢٥) دن میں قران مجید ختم کرو۔“ میں نے عرض کی میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں تو آپﷺ نے فرمایا:”بیس (٢٠) دنوں میں قران مجید ختم کرو۔ “میں نے عرض کی میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں تو آپﷺ نے فرمایا:”پھر پندرہ (١٥) دنوں میں ختم کرو۔“ میں نے عرض کی میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں تو آپﷺ نے فرمایا:”پانچ (٥) دن میں ختم کرو ۔ “میں نے عرض کی میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں تو آپﷺ نے فرمایا :” نہیں (اس سے کم دنوں میں ختم نہ کروں ) “

٭اسی طرح امام ابو داوسلیمان بن اشعث السجستانی﷫﴿ سنن ابی داود ﴾میں سیدنا عبداللہ بن عمر ﷜سے روایت کرتے ہیں :

عَنْ [عَبْدِ اللهِ بْنِ عَمْرٍو،](inr://man-3823) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ قَالَ لَهُ: اقْرَأِ الْقُرْآنَ فِي شَهْرٍ، قَالَ: إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً، قَالَ: اقْرَأْ فِي

عِشْرِينَ، قَالَ: إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً، قَالَ: اقْرَأْ فِي خَمْسَ عَشْرَةَ، قَالَ: إِنِّي أَجِدُ قُوَّةً، قَالَ: اقْرَأْ فِي عَشْرٍ، قَالَ: اقْرَأْ

فِي سَبْعٍ، وَلَا تَزِيدَنَّ عَلَى ذَلِكَ[[77]](#footnote-77)

ترجمہ : حضرت عبداللہ بن عمر﷜ سے روایت ہےکہ انہوں پوچھا یا رسول اللہ !کہ میں کتنے دنوں میں قران مجید کو ختم کروں تو آپ نے فرمایا :تم ایک مہینہ میں قران مجید ختم کرو۔ میں میں نے عرض کی میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں تو آپﷺ نے فرمایا:”بیس (٢٠) دنوں میں قران مجید ختم کرو۔ “ میں نے عرض کی میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں تو آپﷺ نے فرمایا:”پھر پندرہ (١٥) دنوں میں ختم کرو۔“ میں نے عرض کی میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں تو آپﷺ نے فرمایا:”دس (١٠) دن میں ختم کرو ۔“( میں نے عرض کی میں اس سے زیادہ طاقت رکھتا ہوں) تو آپﷺ نے فرمایا : ”سات (٧) دن میں ختم کرو اور اس سے زیادہ نہ کرو۔“

٭اسی امام ابو عبیدقاسم بن سلام (۲۲۴ھ)فضائل قران میں فرماتے ہیں

كَانَ أُبَيُّ بْنُ كَعْبٍ يَخْتِمُ الْقُرْآنَ فِي كُلِّ ثَمَانٍ،وَفیْ رِوایَۃٍقَالَ: كَانَ الْأَسْوَدُ يَخْتِمُ الْقُرْآنَ فِي سِتٍّ، وَكَانَ عَلْقَمَةُ يَخْتِمُهُ فِي خَمْسٍ[[78]](#footnote-78)

ترجمہ :”حضرت ابی بن کعب﷛ قران مجید کو آٹھ دن میں ختم کرتے تھے اوردوسری روایت میں فرمایا کہ : اما م اسود چھ دنوں میں قران مجید ختم کرتے تھے اور حضرت علقمہ پانچ دنوں میں قران مجید ختم کرتے تھے

٭اسی طرح حضرت زید بن ثابت ﷜سے سات دن قران مجید ختم کرنے کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے کہا :﴿ فَقَالَ:

حَسَنٌ، وَلَأَنْ أَقْرَأَهُ فِي عِشْرِينَ أَوْ فِي النِّصْفِ أَحَبُّ إِلَيَّ مِنْ أَنْ أَقْرَأَهُ فِي سَبْع[[79]](#footnote-79)ٍ﴾(یعنییہ اچھا ہے اور اگر میں بیس دن میں قران مجید ختم کروں یا دس دن میں تو میرے نزدیک اس زیادہ پسندیدہ ہے کہ میں قران مجید کو سات دنوں میں ختم کروں )

تو مندرجہ بالا احادیث اور اقوا ل سلف سے قران مجید کے ختم کرنے کے حوالے سے مختلف اقوال ہیں ۔یہ مختلف آراء افضلیت کے حوالے سے ہیں کہ کتنے دنوں میں قران پاک کو ختم کرنا افضل ہے البتہ بہ کثرت سلف و صالحین سے جو منقول ہے کہ وہ تین دن سے کم میں قران مجید ختم نہیں کرتے تھے ۔ امام جلال الدین السیوطی (المتوفى:911ھ) ﴿الاتقان فی علوم القرآن﴾اس حوالے سے امام نووی﷫ کا قول نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷫ فرماتے ہیں :

المختار أنّ ذلک یختلف بإختلاف الأشخاص ،فمن کان یظھر لہ بدقیق الفکر لطائف ومعارف ،فلیقتصر علی قدر یحصل لہ معہ کمال فھم ما یقر أ،وکذلک من کان مشغولا بنشر العم أو فصل الحکومات أو غیر ذلک من مھمّا ت الذین والمصالح العامۃ ،فلیقتصر علی قدر لا یحصل بسببہ أخلال بما ھو مرصد لہ، ولا فوات کمالہ ،وان لم یکن من ھٰؤلاء المذکورین فلیستکثر ما امکنہ ۔[[80]](#footnote-80)

ترجمہ:مختار یہ ہےکہ یہ مدت مختلف اشخاص کے ساتھ مختلف ہوتی ہے پس جو اہل فہم سے ہو اور ان کی فکر دقیق ہو، تو ان کے لئے مستحب یہ ہے اتنی کم مدت میں قران کریم ختم کرلیں جس سے فکر ،تدبر اور استخراج معانی میں نہ خلل ہو اور جو لوگ تعلیم اور تدریس اور دیگر دین کے اھم کاموں میں اور عام کاموں کی مصلحتوں میں مصروف رہتے ہیں ان کے لئے کم مدت میں قران مجید کو ختم کرنا جائز ہے اور جو لوگ اسطرح نہ ہو تو ان کے لئے زیادہ مدت میں قران مجید ختم کرنا اولی ہے ۔

امام جلال الدین السیوطی (المتوفى:911ھ) ﴿الاتقان فی علوم القرآن﴾ہمارے اما م، اما م الائمہ ،کاشف الغمہ ،سراج الامہ ، سید الفقہاء ، سند الاتقیاء امام اعظم ابو حنیفہ ﷫ کا فرما ن نقل کرتے ہیں :

روی الحسن بن زیاد ،عن ابی حنیفۃ انہ قال :من قر أ القران فی کل سنۃ مرتین،فقد أدّی حقہ ؛لأن النبی

ﷺعرض علی جبریل فی السنۃ التی قبض فیھا مرتین[[81]](#footnote-81)

ترجمہ:امام حسن بن زیاد سے روایت کی گئی ہے وہ امام ابو حنیفہ9 سے روایت کرتےہے کہ انہوں نے فرمایا کہ جس نے قران پاک کو ہر سال میں دو مرتبہ ختم کیا اس نے قران پاک کا حق ادا کردیا اسلئے کہ جس سال نبی ﷤ دنیا سے ظاہری پردہ فرما گئے تو نبی قﷺ حضرت جبریل کے ساتھ دو مرتبہ قران پاک کا دور کیا ۔

# آیات کو بار بار دہرانا :

نبی کریم ﷺجب تلاوت فرماتے تو قران پاک کے معانی کے سمندر میں منہمک ہو جاتے تھے۔خاص کر جب آیت انذار یا آیت نصیحۃ کی تلاوت فرماتے تواس میں غور خوض کرتے کرتے نبی کریم ﷺ پر اتنا زیادہ خشوع طاری ہوتا کہ اس آیت کی بار بار تکرار فرماتے حتی کہ اسی آیت کی تلاوت میں صبح ہوجاتی جیسا کہ درجہ ذیل حدیث پاک میں نبی علیہ السلام کے اسی عمل کا ذکرہے

٭اما م ابو عبدالرحمان احمد بن شعیب النسائی المتوفی(٣٠٣) ﴿ سنن نسائی﴾ میں ام المؤ منین سیدہ عائشہ ہ ﷝ سے روایت کرتے ہیں

عن [أَبَا ذَرٍّ](inr://man-1181) يَقُولُ: َقامَ النَّبِيُّ ﷺ حَتَّى إِذَا أَصْبَحَ بِآيَةٍ، وَالْآيَةُ: ﴿إِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَإِنَّهُمْ عِبَادُكَ وَإِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَإِنَّكَ أَنْتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾[[82]](#footnote-82)

ترجمہ :حضرت سیدنا ابوذر غفاری ﷛سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ سرور کائنا ت ﷺ نماز میں کھڑے ہوئے ایک ہی آیت کی تلاوت میں صبح فرمادی اور وہ آیت یہ ہے (اگر تو انہیں عذاب دے تووہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو انہیں بخش دیں تو بےشک تو غالب حکمت والا ہے )

# حالت ِسواری میں تلاوت کرنا :

نبی اکرم نور مجسم شفیع معظم ﷺ کو قران پاک سے اتنی محبت تھی کہ کبھی اس کی تلاوت فرماتے ،کبھی اس قران کی تلاوت دوسروں سے سماعت فرماتے ،کبھی صحابہ کرام ﷡ کو قران پاک کے معانی اور مفاہیم کو سمجھا تے ،حتی کے سفر میں بھی آپ ﷤قران پاک کی تلاوت کو جاری رکھتے جیساکہ ترجیع کے باب میں حضرت سیدنا عبداللہ بن مغفل ﷛ کی روایت کردہ حدیث گزرچکی کہ آپ ﷤ سواری پر سورۃ فتح کی تلاوت فرمارہے تھے

٭اسی حدیث کو امام مسلم بن حجاج القشیری النیشاپوری(٢٦١ھ)سیدنا عبداللہ بن مغفل ﷛ سےاپنی سند کےساتھ روایت فرماتے ہیں :

عَنْ [مُعَاوِيَةَ بْنِ قُرَّةَ](inr://man-6245) قَالَ: سَمِعْتُ [عَبْدَ اللهِ بْنَ مُغَفَّلٍ](inr://man-3935) قَالَ: رَأَيْتُ رَسُولَ اللهِ ﷺ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ عَلَى نَاقَتِهِ يَقْرَأُ سُورَةَ الْفَتْحِ[[83]](#footnote-83)

ترجمہ :حضرت معاویہ بن قرۃ سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں کہ :میں نے سیدنا عبداللہ بن مغفل سے سنا وہ فرماتے ہیں ”کہ میں نے فتح مکہ کے دن رسول اللہ ﷺ کو انکی اونٹنی پر سورۃ فتح کی تلاوت کرتے ہوئے سنا “

# استماع عن الغیر:

سرکار دوعالم ﷺ دوسروں سے قران مجید سننا پسند فرمایا کرتے تھے اسکی وجہ یہ ہے کہ سننے والا قران مجید پڑھنے کی بہ نسبت زیادہ تدبر کرسکتا ہے کیونکہ عام طور پر پڑھنے والے کی توجہ الفاظ کی طرف ہوتی ہے کہ کہیں اس سے غلطی نہ ہوجا ئے لیکن سننے والا قران مجید کے معانی میں تدبر تأمل کرتا ہے اور بعض اوقات اس پر خشوع طاری ہوتا ہے اس حوالے سے درجہ ذیل احا دیث کریمہ وارد ہیں

٭امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری﷫ سیدنا عبداللہ بن مسعود ﷜ سے روایت کرتے ہیں :

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ﷜ قَالَ: قَالَ لِي النَّبِيُّ ﷺ:﴿اقرأ علي القرآن﴾. قلت: آقرأ عليك وعليك أنزل؟ قال: ﴿إني أحب أن أسمعه من غيري﴾.[[84]](#footnote-84)

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن مسعود ﷜سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں کہ مجھ سے نبی ﷤ نے فرمایا:”میرے سامنے قران مجید پڑھو ،“میں نے کہا :میں آپ کے سامنے قران مجید پڑھو حالانکہ آپ پر تو خود قران مجید نازل ہوا ہے ،آپ ﷺ نے فرمایا : ”میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ کسی دوسرے سے قران مجید سنوں ۔“

امام حافظ احمد بن علی بن حجر عسقلانی المتوفی(٨٥٢ھ) ﷫اس حدیث کی شرح میں فرماتےہیں

قَالَ إبن بَطَّالٍ يَحْتَمِلُ أَنْ يَكُونَ أَحَبَّ أَنْ يَسْمَعَهُ مِنْ غَيْرِهِ لِيَكُونَ عَرْضُ الْقُرْآنِ سُنَّةً وَيَحْتَمِلَ أَنْ يَكُونَ لِكَيْ يَتَدَبَّرَهُ وَيَتَفَهَّمَهُ وَذَلِكَ أَنَّ الْمُسْتَمِعَ أَقْوَى عَلَى التَّدَبُّرِ وَنَفْسُهُ أَخْلَى وَأَنْشَطُ لِذَلِكَ مِنَ الْقَارِئِ لِاشْتِغَالِهِ بِالْقِرَاءَةِ وَأَحْكَامِهَا[[85]](#footnote-85)

ترجمۃ:کہ علامہ ابن بطال مالکی المتوفی (۴۴٩ھ)نے فرمایا ہے” کہ ہو سکتا ہے آپ ﷤نے اسلئے دوسروں سے قران مجید سننا پسند فرمایا ہو تاکہ دوسروں سے قران مجید کا سننا سنت ہوجا ئے اور یہ بھی ہوسکتا ہے تاکہ قران مجید کے معانی میں غور کریں اور تدبر کریں کیو نکہ سننے والا تدبر کرنے کی زیادہ طاقت رکھتا ہے اور اسکو زیادہ شیرینی اور زیادہ خوشی حاصل ہوتی ہے کیونکہ پڑھنے والا تو قراءت میں مشغول ہوتا ہے “

٭اسی طرح اما م مسلم ﷫اپنی سند کے ساتھ حضرت ابو بردہ ﷜سے روایت کرتے ہیں :

عَنْ [أَبِي مُوسَى﷜](inr://man-3856) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ لِأَبِي مُوسَى: لَوْ رَأَيْتَنِي وَأَنَا أَسْتَمِعُ لِقِرَاءَتِكَ الْبَارِحَةَ! لَقَدْ أُوتِيتَ مِزْمَارًا مِنْ مَزَامِيرِ آلِ دَاوُدَ [[86]](#footnote-86)

ترجمہ:سیدنا ابو موسی اشعری﷜ سے روایت ہے :وہ فرماتے ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :” کہ تم مجھے اسوقت دیکھتے جب میں گزشتہ رات تمہاری قراءت سن رہا تھا بے شک تمہیں آل داؤود﷤ کی خوش آوازی سے حصہ ملا ہے “

٭اسی حدیث کو امام احمد بن علی المتوفی(۳۰۷ھ) اپنی مسند﴿مسند ابی یعلی﴾ میں کچھ تفصیل سے بیان کرتے ہیں

عن أبى موسى، أن النبي ﷺ، وعائشة مرا بأبى موسى وهو يقرأ في بيته، فقاما يستمعان لقراءته، ثم إنهما مضيا، فلما أصبح، لقى أبا موسى رسول الله ﷺ، فقال: «يَا أَبَا موسَى، مَرَرْتُ بِكَ الْبَارِحَةَ وَمَعِى عَائِشَة، وَأَنْتَ تَقْرَأُ فِي بَيْتِكَ، فَقُمْنَا، فَاسْتَمَعْنَا»، فقال له أبو موسى: أما أنى يا رسول الله، لو علمت لحبرت لك تحبيرًا.

ترجمہ : سیدنا ابو موسی اشعری﷜ سے راویت ہے آپ فرماتے ہیں :کہ نبی ﷺ اور ام المؤ منین سیدہ عائشہ ہ ﷝دونوں حضرت ابو موسی اشعری ﷜کے پاس سے گزرے اور وہ اس وقت اپنے گھر میں قران مجید پڑھ رہے تھے ،پس آپ دونوں ٹھہر کو،انکی قراءت کو سنتے رہے ،پھر وہ دونوں چلے گئے ،پھر جب صبح ہوئی تو حضرت ابو موسی﷜ رسول اللہ ﷺ سے ملے تو آپ ﷤ نے فرمایا :”اے موسی میں تمہارے پاس سے گزرا تھا اور میرے ساتھ (سیدہ )عائشہ ﷝تھی اور آپ اپنے گھر میں قران پڑھ رہے تھے پس ہم دونو ں وہاں ٹھہر کر آپ کی قراءت کی سماعت کی “حضرت ابو موسی نے عرض کی :”اگر مجھے معلوم ہو تا کہ آپ میر ی قراءت سن رہے ہیں تو میں اور زیادہ خوش آو[[87]](#footnote-87)ازی کے ساتھ قران پڑھتا “ [[88]](#footnote-88)

مذکورہ بالا احادیث سے ثابت ہو ا کہ قران مجیدکا اچھی آواز میں تلاوت کرنا اللہ عزوجل کے نزدیک بھی پسندیدہ عمل ہیں جیسا کہ نبی کریم ﷺنے خود اس بات کا اظہار فرمایا کہ صحابہ کرام میں سے اچھی آواز والے حضرات قران مجید پڑھیں اور آپ ان سے سنیں،خاص کر آپ نےحضرت عبداللہ بن مسعود اور حضرت ابو موسی ﷜ سے قران مجید کی سماعت کی ۔نبی ﷺ کے اس عمل سے محافل قراءت کی جواز کا پہلو سامنے نظر آتا ہے ۔گویا کہ قران مجید کی سماعت مسنون اور مستحب عمل ہےجو اللہ رب العزت کے ہاں باعث اجر ہے

# تلاوتِ قران کے وقت رونا:

قران مجید کی تلاوت سن خشیت الہی کی وجہ سے رونا ،اور غمزدہ ہوجانا یہ نبی اکرم ﷺ کی سنت مبارک سے ثابت ہے ۔چند احادیث کریمۃ پیش نظرہے

٭ امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری﷫ سیدنا عبداللہ بن مسعود﷜ کی روایت نقل فرماتے ہیں :

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ ﷜قَالَ:قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: **{ اقرأ علي }.** قال: قلت: اقرأ عليك وعليك أنزل؟ قال: **{ إني أشتهي أن أسمعه من غيري}.** قال: فقرأت النساء حتى إذا بلغت: ﴿فكيف إذا جئنا من كل أمة بشهيد وجئنا بك على هؤلاء شهيدا﴾**.** قال لي: **{ كف، أو أمسك**}. فرأيت عينيه تذرفان.[[89]](#footnote-89)

ترجمہ :سیدنا عبداللہ بن مسعود ﷜ سے روایت ہیں وہ بیان کرتے ہیں :کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا:”میرے سامنے قران مجید پڑھو ،“میں نے کہا :میں آپ کے سامنے قران مجید پڑھو حالانکہ آپ پر تو خود قران مجید نازل ہوا ہے ،آپ ﷺ نے فرمایا : ”میں اس کو پسند کرتا ہوں کہ کسی دوسرے سے قران مجید سنوں ۔“حضرت ابن مسعود نے کہا : پھر میں آپ کے سامنے سورۃ نساء پڑھی حتی کہ جب میں اس آیت پر پہنچا : ﴿فكيف إذا جئنا من كل أمة بشهيد وجئنا بك على هؤلاء شهيدا﴾.(النساء ۴١:۳) [**ترجمہ :تو اسوقت کیسا سما ہو گا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور اے (اے رسول مکرم ﷺ !)ہم آپ کو ان سب پر گواہ بنا کر لائیں گے]** آپ نے مجھ سے فرمایا :”رک جا یا ٹھہر جاؤ“ پس میں نے دیکھا کہ آپ کی دونوں آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے

علامہ غلام رسول سعیدی ﷫﴿ نعمۃالباری ﴾ماس حدیث کے تحت علامہ ابن ملقن المتوفی (٨٠٤ھ)کا قول نقل کرتے ہیں : آپ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں ”کہ اس میں کوئی شک نہیں کہ قران مجید پڑھتے وقت رونا مستحب مستحسن ہے ،خود شارع﷤ اور بڑے بڑے صحا بہ کرام﷡ قران پڑھتے وقت روئے اور شارع﷤ خصوصا اس آیت کو پرھتے وقت اسلئے روئے کہ آپ کے ذہن مبارک میں قیا مت کے دن کی ہولناکیاں اور دن کی شدتیں مستحضر ہو گئیں جس کا تقاضہ تھا کہ آپﷺ اپنی امت کے ایما ن اور ان کی شہادت کی تصدیق کریں اور اللہ تعالی سے انکی شفاعت کرنے کا سوال کریں تاکہ وہ حشر کے دن طول اور اس دن کی ہولناکیوں سے راحت پائیں اور یہ ایسی چیز ہے جس کے سبب بہت زیادہ گریہ اور غم ہوتا ہے۔“[[90]](#footnote-90)

٭اسی طرح سیدنا عبداللہ بن الشخیر ﷛سے روایت ہیں :

عن عبداللہ بن الشخیر ﷛قال انتھیت الی رسول اللہ وھو یصلی ولصدرہ ازیز کازیز المرجل[[91]](#footnote-91)

ترجمہ: ”میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا اس حال میں کہ آپ نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے سینے سے رونے کی ایسے آواز آرہی تھی جیسے جوش کھاتی ہوئی ہنڈیاں سے آواز آتی ہے “

٭اسی طرح امام محمد بن یزید ابن ماجہ القزوینی(٢٧٣ھ) سیدنا سعد بن ابی وقاص ﷛سے روایت کرتے ہیں :

عَنْ عَبْدِ الرَّحْمَنِ بْنِ السَّائِبِ، قَالَ:قَدِمَ عَلَيْنَا سَعْدُ بْنُ أَبِي وَقَّاصٍ، وَقَدْ كُفَّ بَصَرُهُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَقَالَ: مَنْ أَنْتَ؟ فَأَخْبَرْتُهُ، فَقَالَ: مَرْحَبًا بِابْنِ أَخِي، بَلَغَنِي أَنَّكَ حَسَنُ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ، سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ: إِنَّ هَذَاالْقُرْآنَ نَزَلَ بِحُزْنٍ، فَإِذَا قَرَأْتُمُوهُ فَابْكُوا، فَإِنْ لَمْ تَبْكُوا فَتَبَاكَوْا، وَتَغَنَّوْا بِهِ، فَمَنْ لَمْ يَتَغَنَّ بِهِ فَلَيْسَ مِنَّا[[92]](#footnote-92)

ترجمہ:حضرت عبدالرحمان بن سائب سے روایت ہیں :وہ بیان کرتے ہیں : کہ ہمارے پاس حضرت سیدنا سعد بن ابی وقاص ﷛شریف لائے اس وقت وہ نابینا ہوچکے تھے ،میں نے اس کو سلام کیا تو انہوں نے پوچھا :آپ کون ہیں ؟پس میں نے انکو خبر دی تو انہوں نے کہا : مرحبا اے بھتیجے!مجھے یہ خبر پہنچی ہےکہ تم خوش آواز ی سے قران پڑھتے ہو اور میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہو ئے سنا ہے : ”یہ قران سختی اور غم کے ساتھ نازل ہو ا ہے (یعنی ایسے مضامین کے ساتھ نازل ہوا ہے )،پس جب تم قران پڑھو تو روؤواگر رونا نہ آئے تو زبردستی روؤواور خوش آوازی سے پڑھو ،پس جس نے خوش آوازی کے ساتھ قران نہیں پڑھا وہ ہم میں سے نہیں ہے “

مذکورۃ بالا احادیث کریمۃ سے ہمیں یہ درس ملتا ہے کہ قران پاک کو توجہ سے سنے اور اسکے معنی پر غور کرے حتی کہ سوز گداز کیفیات طاری ہو اگرایسی کیفیات طاری نہ ہو تو اسطرح کی کیفیات بنانے کی کو شش کریں ۔

# رسول اللہ ﷺکی تلاوت کی مختلف کیفیات

اللہ تبارک وتعالی نے قران مجید قران مجید کو نبی﷤ کی تعلیمات کے مطابق پڑھنے کا حکم دیا اور تاجدار کائنات ﷺ جس انداز سے تلاوت فرماتے تھے سابقہ اوراق میں احادیث کریمہ کے ذریعے اس پر روشنی ڈالی گئی ہے اب اس موضوع پر مزید احادیث کریمہ زینت قرطاس ہیں

٭اسی طرح امام ابو داوسلیمان بن اشعث السجستانی﷫﴿ سنن ابی داود ﴾ میں شیر خدا حضرت علی ﷛ کی روایت ذکر کرتے ہیں

عَنْ [عَبْدِ اللهِ بْنِ سَلِمَةَ،](inr://man-3695) قَالَ:دَخَلْتُ عَلَى [عَلِيٍّ](inr://man-4500) أَنَا وَرَجُلَانِ، رَجُلٌ مِنَّا، وَرَجُلٌ مِنْ بَنِي أَسَدٍ - أَحْسَبُ، فَبَعَثَهُمَا عَلِيٌّ - وَجْهًا، وَقَالَ: إِنَّكُمَا عِلْجَانِ، فَعَالِجَا عَنْ دِينِكُمَا. ثُمَّ قَامَ فَدَخَلَ الْمَخْرَجَ ثُمَّ خَرَجَ، فَدَعَا بِمَاءٍ فَأَخَذَ مِنْهُ حَفْنَةً فَتَمَسَّحَ بِهَا، ثُمَّ جَعَلَ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ، فَأَنْكَرُوا ذَلِكَ، فَقَالَ: إِنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَخْرُجُ مِنَ الْخَلَاءِ فَيُقْرِئُنَا الْقُرْآنَ وَيَأْكُلُ مَعَنَا اللَّحْمَ، وَلَمْ يَكُنْ يَحْجُبُهُ أَوْ قَالَ: يَحْجِزُهُ عَنِ الْقُرْآنِ شَيْءٌ لَيْسَ الْجَنَابَةَ[[93]](#footnote-93)

ترجمہ:حضرت عبداللہ بن سلمہ سے روایت ہے کہ میں دو آدمیوں کے ساتھ حضرت علی﷛ خدمت میں حاضر ہوا ،میرے خیال میں

ایک ہمارے قبیلے سے ،اور ایک بنی اسد سے تھا ۔ حضرت علی ﷛نے دونوں کو اپنے سامنے بلا کر فرمایا کہ ماشاء اللہ تم دونوں طاقت ور ہو جانفشانی سے اپنے دین کی خدمت کرنا پھر آپ کھڑے ہوئے پھر کھڈی (بیت الخلاء )میں چلے گئے پھر باہر آئے تو پانی منگوایا تو اس میں سے ایک چلو پانی لے کر منہ پر پھیراور قران مجید پڑھنے لگے ۔لوگوں کو یہ بات ناپسند ہوئی تو فرمایا :”بے شک رسول اللہ ﷺ بیت الخلاء سے نکل کر ہمیں قران پڑھاتے اور ہمارے ساتھ گوشت کھاتے اور اس میں کو ئی جھجک محسوس نہ فرماتے یا یہ فرمایا کہ جنابت کے سوا قران مجید سے آپ کو کوئی چیز نہ روکتی “

اس حدیث سے پتا چلاآپ ﷤ کا ہر وقت قران پاک سے تعلق ہوتا کبھی تلاوت فرماتے کبھی قران کی تعلیم دیتے اور اس حدیث پاک سے یہ بھی معلوم ہوا کہ جنبی قران کریم کی تلاوت نہیں کرسکتا اور بے وضو قران کی تلاوت کی جاسکتی ہے لیکن ہاتھ نہیں لگایا جاسکتا

٭اسی طرح اما م بخاری ﷫ اپنی سند کے ساتھ سیدنا عبداللہ بن مسعود ﷫ سے روایت کرتے ہیں :

عَنْ عَمْرِو بْنِ مُرَّةَ قَالَ: سَمِعْتُ أَبَا وَائِلٍ قَالَ:جاء رجل الى بن مَسْعُودٍ﷛ فَقَالَ: قَرَأْتُ الْمُفَصَّلَ اللَّيْلَةَ فِي رَكْعَةٍ، فقال: هذا كهذا الشعر، لقدعرفت النَّظَائِرَ الَّتِي كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يقرن بيهن، فَذَكَرَ عِشْرِينَ سُورَةً مِنْ الْمُفَصَّلِ، سورتيِن في كل ركعة.[[94]](#footnote-94)

ترجمہ:حضرت عمرو بن مرّہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ میں حضرت ابو وائل کو کہتے ہوئے سنا : کہ ایک شخص سیدنا عبداللہ بن مسعود ﷛کے پاس آیا اور اس نے یہ کہا کہ میں نے آج مفصل (سورۃ محمد سے آخر قران تک کوئی سورت ) کو ایک رات میں پڑھا حضرت ابن مسعود ﷛نے فرمایا کہ تم نے اس شعر کی طرح جلدی پڑھا ہوگا میں ان سورتوں کے نظائروں کو جانتا ہوں جسکو نبی ﷺ ملا کر پڑھتے تھے ۔پھر انہوں نے مفصل سے بیس (٢٠)سورتیں پڑھیں ،ہر رکعت میں دو سورتیں (پڑھ کر )

٭امام دار الھجرت امام مالک بن انس ﷫ام المومنین سیدہ حفصہ﷞ سے روایت کرتے ہیں:

عَنْ حَفْصَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ صَلَّى فِي سُبْحَتِهِ قَاعِدًا قَطُّ، حَتَّى كَانَ قَبْلَ وَفَاتِهِ بِعَامٍ، فَكَانَ يُصَلِّي فِي سُبْحَتِهِ قَاعِدًا، وَيَقْرَأُ بِالسُّورَةِ فَيُرَتِّلُهَا، حَتَّى تَكُونَ أَطْوَلَ مِنْ أَطْوَلَ مِنْهَا[[95]](#footnote-95)

ترجمہ: ام المؤ منین سیدہ حفصہ ﷝ سے روایت ہیں ،فرماتی ہیں :”کہ میں رسول اللہ ﷺ کو کبھی نفل نماز بیٹھ کر پڑھتے ہوئے نہیں دیکھا

مگر وصال سے ایک سال پہلے آپ ﷺ نفل بیٹھ کر پڑھنے لگے تھے ۔اور جو سورت پڑھتے اُسے اس قدر ٹھہر ٹھہر کر پڑھتے کہ وہ لمبی

سے لمبی سورت معلوم ہونے لگتی۔“

### فصل دوم

### تاجدار ختم نبوت ﷺ کی نما زمیں قراءت کی کیفیت

نماز دین کا انتہا ئی اہم رکن ہے ۔اسکی فرضیت قران مجید اور متواتیر احادیث سے ثا بت ہے ۔تما م مسلمانوں کا نماز کے فرض عین ہونے پر اجماع ہے ،نما ز ایک ایسی عبادت ہے جسکی فرضیت کا ثبوت سابقہ امم پر بھی ملتا ہے ،یہ وہ اہم فریضہ ہے جسکا رب تعالی نے معراج کی رات براہ راست رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا ۔اللہ تبارک وتعالی نے قران مجید میں بارہا نما ز پرھنے کا حکم ارشاد فرمایا،نبی اکرم نور مجسم ﷺ نے مکمل وضاحت کے ساتھ نماز کی شکل کو امت کے سامنے پیش کیا اور اپنے قول و فعل سے اس کا عام پرچار کیا اور ارشاد فرمایا

﴿صَلُّوْا کَمَا رَأَیْتُمُوْنیِْ أُصَلِّیْ [[96]](#footnote-96)﴾(تم اسی طرح نماز پڑھو جسطرح مجھے نماز پڑھتے ہوئے دیکھتے ہو )۔اب نماز کے کل سات (٧)ارکان ہیں جونماز میں ستون کی حیثیت رکھتے ہیں اور انکے بغیر نماز متصور نہیں ۔ان فرائض میں سے ایک فرض قراءت ہیں ۔لھذا دیگر فرائض کی طرح نماز میں بھی اسی طرح قراءت کرنا چاہئے جو سنت نبوی ﷺ سے ثابت ہے ۔ ام المؤ منین سیدہ ام سلمہ ﷝ سے نبی کریم ﷺ کی نماز اورنماز میں قراءت کی کیفیت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ ﷝ نے اس انداز سے بیان فرمایا :

عَنْ [يَعْلَى بْنِ مَمْلَكٍ](inr://man-7185) أَنَّهُ سَأَلَ [أُمَّ سَلَمَةَ](inr://man-6741) ، عَنْ قِرَاءَةِ رَسُولِ اللهِ ﷺ، وَصَلَاتِهِ، فَقَالَتْ: وَمَا لَكُمْ وَصَلَاتَهُ، كَانَ يُصَلِّي، وَيَنَامُ قَدْرَ مَا صَلَّى، ثُمَّ يُصَلِّي قَدْرَ مَا نَامَ، ثُمَّ يَنَامُ قَدْرَ مَا صَلَّى، حَتَّى يُصْبِحَ وَنَعَتَتْ قِرَاءَتَهُ، فَإِذَا هِيَ تَنْعَتُ قِرَاءَتَهُ حَرْفًا حَرْفًا۔[[97]](#footnote-97)

ترجمہ: حضرت یعلی بن مملک سے روایت ہے کہ انہوں نے ام المؤ منین سیدہ ام سلمہ ﷝ سے رسول اللہ ﷺ کی قراءت اور آپ کی نماز کے متعلق دریافت کیا تو فرمایا:”تمہاری نماز کہاں ،اور حضور ﷤کی نماز کہاں ۔نبی ﷤نماز پڑھتے اور اتنی دیر سوتے جتنی دیر میں نماز پڑھی تھی ۔پھر نماز پڑھتے جتنی دیر سوئے تھے ،پھر سوتے جتنی دیر میں نماز پڑھی تھی یہاں تک کہ صبح ہوجاتی ۔اور آپ ﷺ کی قراءت کا حال بیان فرمایاکہ نبی ﷺ کی قراءت کا ہر حرف جدا ہوتا تھا ۔“

اسی طرح حضرت سیدنا حذیفہ بن یمان ﷛سےروایت ہے :

عَنْ [حُذَيْفَةَ](inr://man-1339) قَالَ:صَلَّيْتُ مَعَ النَّبِيِّ ﷺ لَيْلَةً، فَافْتَتَحَ الْبَقَرَةَ فَقُلْتُ: يَرْكَعُ عِنْدَ الْمِائَةِ، فَمَضَى فَقُلْتُ: يَرْكَعُ عِنْدَالْمِائَتَيْنِ، فَمَضَى فَقُلْتُ: يُصَلِّي بِهَا فِي رَكْعَةٍ، فَمَضَى فَافْتَتَحَ النِّسَاءَ فَقَرَأَهَا، ثُمَّ افْتَتَحَ آلَ عِمْرَانَ فَقَرَأَهَا، يَقْرَأُ مُتَرَسِّلًا، إِذَا مَرَّ بِآيَةٍ فِيهَا تَسْبِيحٌ سَبَّحَ، وَإِذَا مَرَّ بِسُؤَالٍ سَأَلَ، وَإِذَا مَرَّ بِتَعَوُّذٍ تَعَوَّذَ۔ الخ[[98]](#footnote-98)۔۔

ترجمہ:سیدنا حذیفہ﷛ سے روایت ہے فرماتے ہیں :”کہ ایک رات میں نے حضور نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ نماز پڑھی ۔ آپ نے سورۃ بقرۃ شروع فرمائی میں نے یہ خیا ل کہ حضور ﷤سو(١٠٠) آیات پررکوع فرمائیں گے لیکن آپ آگے بڑھ گئے ،بعد میں میں نے سوچا کہ آپ دو سو (٢٠٠)آیات پر رکوع فرمائیں گے ،آپ آگے بڑھ گئے میں نے سوچا آپ پوری ایک سورت ایک رکعت میں تلاو ت فرمائیں گے ،آپ آگے پڑھتے رہے اور آپ نے سورہ نساء شروع کی ،اسکی تلاوت فرمائی ،بعد ازاں سورہ ال عمران شروع کرکے اسے پڑھا ۔ اور پوری قراءت آپ نے آہستہ آہستہ ٹھہر ٹھہر کر فرمائی ۔جب اللہ عزوجل کی پاکی کوئی آیت آتی تو آپ تسبیح فرماتے ۔جب کوئی سوال کی آیت آتی ،تو آپ ﷺ دعا فرماتے ۔اور جب پناہ کی آیت آتی تو آپ اللہ عزوجل سے پناہ مانگتے ۔“

تو اس سے یہ معلوم ہو ا کہ محبو ب﷤ قران پاک سے اتنی محبت فرماتے کہ جب اسکی تلاوت کرنے لگتے تو سورہ بقرۃ جیسی طویل سورتوں کی تلاوت ایک ہی رکعت میں فرماتے ۔

آئندہ اوراق میں محبوب رب دوجہا ں ﷺ کی نما ز پنج وقتہ میں قراءت کی کیفیت اجاگر کرنے کی کوشش کریں گے ۔

# رسول اللہ ﷺ کی پنج وقتہ نما ز میں قراءت کی کیفیت:

نبی پاک ﷺ کی پانچوں نمازوں تلاوت کرنے کی جو کیفیت ہیں جو مسنون قراءت ہے ،وہ درجہ ذیل ہیں :

## نماز فجرکی مسنون قراءت:

فجر کی نماز میں نماز میں نبی ﷤ جس انداز میں تلاوت فرماتے تھے ،اس حوالے سے چنداحادیث کریمۃ وارد ہیں

٭امام مسلم بن حجاج القشیری النیشاپوری(٢٦١ھ) ،سیدنا سیدنا عبداللہ بن سائب ﷛سے روایت کرتے ہیں :

عَنْ [عَبْدِ اللهِ بْنِ السَّائِبِ](inr://man-3670) قَال َصَلَّى لَنَا النَّبِيُّ ﷺ الصُّبْحَ بِمَكَّةَ فَاسْتَفْتَحَ سُورَةَ الْمُؤْمِنِينَ حَتَّى جَاءَ ذِكْرُ مُوسَى وَهَارُونَ - أَوْ ذِكْرُ عِيسَى. مُحَمَّدُ بْنُ عَبَّادٍ يَشُكُّ، أَوِ اخْتَلَفُوا عَلَيْهِ - أَخَذَتِ النَّبِيَّ ﷺ سَعْلَةٌ فَرَكَعَ. وَعَبْدُ اللهِ بْنُ السَّائِبِ حَاضِرٌ ذَلِكَ[[99]](#footnote-99)

ترجمہ:حضرت عبداللہ بن سائب﷛ سے روایت ہیں فرماتے ہیں : کہ رسول للہ ﷺ نے مکہ مکرمہ میں صبح کی نماز پڑھائی اور سورۃ المومنون کی قراءت شروع کی ،جب حضرت موسی اور ہارون ﷦کا ذکر آیا حضرت عیسی ﷤ کا ذکر آیا (راو ی محمد بن عباد کو شک ہےیا محدثین کا اس میں اختلاف ہیں )تو رسول اللہ ﷺ کو کھانسی آگئی تو آپ نے قراءت موقوف کردی اور رکوع میں چلے گئے۔

٭اسی طرح حضرت ابو برزۃ ﷛سے روایت ہے:

عَنْ [أَبِي بَرْزَةَ](inr://man-6567) أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الْغَدَاةِ مِنَ السِّتِّينَ إِلَى الْمِائَةِ .

ترجمہ: حضرت ابو برزۃ﷛ سے روایت ہے”کہ رسول اللہ ﷺ صبح کی نماز میں ساٹھ(٦٠) آیتوں سے لے کر سو(١٠٠) آیتوں تک کی تلاوت فرماتے تھے ۔ “[[100]](#footnote-100)

٭امام بخاری﷫ ام المؤ منین سیدہ عائشہ ﷝ روایت کرتے ہیں :

عَنْ عَائِشَةَ ﷞ قَالَتْ:كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يُخَفِّفُ الرَّكْعَتَيْنِ اللَّتَيْنِ قَبْلَ صَلَاةِ الصُّبْحِ، حَتَّى إِنِّي لأقول: هل قرأ بأم الكتاب.[[101]](#footnote-101)

ترجمہ: ام المؤ منین سیدہ عائشہ ﷝ سے روایت ہے آپ فرماتی ہیں: کہ نبی ﷺ صبح کی نماز سے پہلے تخفیف کے ساتھ دو رکعت پڑھتے تھے(فجر کی دو سنتیں) حتی کہ میں سوچتی تھی کہ آپ ﷤ نے سورہ فاتحہ پڑھی ہے یا نہیں(یعنی نبی ﷺ فجر کی دونوں سنتوں مختصر تلاوت فرماتے تھے)

## نمازِ ظہرو عصر کی مسنون قراءت:

نبی کریمﷺ کی نماز ظہر اور عصر میں قراءت کے متعلق درجہ ذیل احادیث کریمۃ وارد ہے

٭حضرت ابو قتادۃ س﷛ے روایت ہیں :

عَنْ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ:كَانَ النَّبِيُّ ﷺ يَقْرَأُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ مِنْ صَلَاةِ الظُّهْرِ، بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ، يُطَوِّلُ فِي الْأُولَى، وَيُقَصِّرُ فِي الثَّانِيَةِ، وَيُسْمِعُ الْآيَةَ أَحْيَانًا، وَكَانَ يَقْرَأُ فِي الْعَصْرِ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ وَسُورَتَيْنِ، وَكَانَ يُطَوِّلُ فِي الْأُولَى، وَكَانَ يُطَوِّلُ فِي الرَّكْعَةِ الْأُولَى مِنْ صَلَاةِ الصُّبْحِ، وَيُقَصِّرُ فِي الثانية.[[102]](#footnote-102)

ترجمہ:حضرت عبداللہ بن ابو قتادۃ سے روایت ہے وہ اپنے والد سیدناابو قتادہ ﷛سے روایت کرتے ہیں ، وہ فرماتے ہیں:”کہ نبی ﷺ کی نماز ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں سورۃ الفاتحہ اور دو سورتیں پرھتے تھے ، پہلی رکعت میں طویل قراءت کرتے تھے اور دوسری رکعت میں

کم پڑھتے تھے اور کبھی کبھی ہمیں آیت سناتے تھے اور نماز عصر میں (بھی )سورۃ الفاتحہ اور دو سورتیں پڑھتے تھے اور آپ پہلی

رکعت طویل پڑھتے تھے اور نماز فجر کی رکعت بھی طویل پڑھتے تھے اور دوسری رکعت قصیر (مختصر ) پڑھتے تھے۔“

٭امام ابو عبداللہ محمد بن اسماعیل البخاری﷫ حضرت ابو معمر کی سیدنا خبا ب﷛سےظہر اور عصر کے متعلق سوال کو ذکر کرتے ہیں :

عَنْ أَبِي مَعْمَرٍ، قُلْتُ لِخَبَّابٍ:أَكَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قُلْنَا: مِنْ أَيْنَ عَلِمْتَ؟ قال: من باضطراب لحيته[[103]](#footnote-103)

ترجمہ:حضر ت معمر سے روایت ہیں وہ بیان کرتے ہیں ،کہ میں حضرت خباب ﷜ سے پوچھا :کیا رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر میں قران پڑھتے تھے ؟انہوں نے فرمایا :ہا ں ،ہم نے پوچھا َ:آپ کو کیسے معلوم ہوا؟انہوں نے فرمایا :آپ ﷺ کی ڈاڑھی کے ہلنے کی وجہ سے ۔

صحابہ کرام ﷢نبی علیہ السلام کا ڈاڑھی ہلنے کی وجہ سے پہچانتے تھے ،کہ محبو ب ﷤نماز میں قراءت فرمارہے ہیں معلوم ہو ا صحابہ کرام﷢ نبی کریم ﷺ کو نماز میں دیکھتے تھے حتی کہ نبی ﷤کی ڈاڑھی مبارک کو ہلتا ہو ا دیکھتے تھے ۔عام آدمی کے لئےحکم یہ ہے کہ موضع سجدہ پر نگاہ رکھے لیکن صحابہ کرام ﷢ عین نماز کی حالت نبی کریم ﷺ کی جانب دیکھنے لگتے ،سجدے کی جگہ سے نظر ہٹا لیتےاور اسے توجہ الی اللہ کے خلاف شمار نہیں کیا جاتا تھا معلوم ہواتوجہ الی رسول اللہ بھی عین توجہ الی اللہ ہے۔ڈاکٹر محمد اقبال نے کیا خوب کہا:

اذان اصل سے تیرے عشق کا ترانہ بنی نماز اسکے نظارے کا اک بہانہ بنی**[[104]](#footnote-104)**

٭امام مسلم بن حجاج القشیری النیشاپوری(٢٦١ھ) حضرت سیدنا ابو سعید خدری﷛ سے روایت کرتے ہیں :

عَنْ [أَبِي سَعِيدٍ الْخُدْرِيِّ](inr://man-2313) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْرَ ثَلَاثِينَ آيَةً، وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ قَدْرَ خَمْسَ عَشْرَةَ آيَةً - أَوْ قَالَ: نِصْفَ ذَلِكَ -. وَفِي الْعَصْرِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ الْأُولَيَيْنِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَدْرَ قِرَاءَةِ خَمْسَ عَشْرَةَ آيَةً، وَفِي الْأُخْرَيَيْنِ قَدْرَ نِصْفِ ذَلِكَ .[[105]](#footnote-105)

ترجمہ:سیدنا ابو سعید خدری﷛ سے روایت ہیں وہ فرماتے ہیں:” کہ نبی کریم رووف الرحیم ﷺ ظہر کی پہلی دو رکعتوں میں تیس(٣٠) آیتوں کی مقدار قراءت کرتے تھے اور آخری دو رکعتوں میں پندرہ آیتوں کے برابر یا اس (تیس آیات)کی آدھی مقدار اور عصر کی پہلی دو رکعتوں میں پندرہ آیتوں کی مقدار قراءت کرتے اور آخری دو رکعتوں میں اس آدھی کی مقدار (قراءت فرماتے تھے )“

٭حضرت سیدنا ابو قتادۃ ﷛سے روایت ہیں وہ فرماتے ہیں:

عَنْ [عَبْدِ اللهِ بْنِ أَبِي قَتَادَةَ](inr://man-3554) ، عَنْ [أَبِيهِ](inr://man-1219) قَالَ: فَظَنَنَّا أَنَّهُ يُرِيدُ بِذَلِكَ أَنْ يُدْرِكَ النَّاسُ الرَّكْعَةَ الْأُولَى.[[106]](#footnote-106)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن ابو قتادۃ سے روایت ہے وہ اپنے والدسیدنا ابو قتادہ﷛ سے روایت کرتے ہیں ، وہ فرماتے ہیں:(کہ نبی ﷺ پہلی رکعت کو اتنا طویل فرماتے تھے ) پس ہم نے گمان کیا کہ اس سے آپ کا یہ ارادہ ہوتا کہ لوگ پہلی رکعت میں شامل ہوجائیں۔  
٭اسی طرح ا اسی طرح امام ابو داوسلیمان بن اشعث السجستانی﷫سیدنا جابر بن سمُرۃ﷛ سے روایت کرتے ہیں :

عَنْ [جَابِرِ بْنِ سَمُرَةَ:](inr://man-1087) أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ كَانَ يَقْرَأُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ بِالسَّمَاءِ وَالطَّارِقِ،

﴿وَالسَّمَاءِ ذَاتِ الْبُرُوجِ﴾، وَنَحْوِهِمَا مِنَ السُّوَرِ.[[107]](#footnote-107)

ترجمہ:سیدنا جابر بن سمرۃ﷛ سےروایت ہیں وہ فرماتے ہیں :”کہ رسول اللہ ﷺ ظہر اور عصر میں سورۃ الطارق ، سورۃ البروج اور ان جیسی کو ئی سورت پڑھتے تھے ۔“

## نماز مغرب کی مسنون قراءت:

نماز مغرب میں پیارے آقا ﷺ کی قراء ت کے متعلق درجہ ذیل احادیث کریمہ منقو ل ہے

٭امام بخاری ﷫سیدنا جبیر بن مطعم ﷛کی روایت﴿ صحیح بخاری ﴾میں نقل کرتے ہیں :

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ جُبَيْرِ بْنِ مُطْعِمٍ، عَنْ أَبِيهِ قَالَ :سَمِعْتُ الرسول ﷺ قَرَأَ فِي الْمَغْرِبِ بالطور.[[108]](#footnote-108)

ترجمہ: حضرت محمد بن جبیر بن مطعم سے روایت ہے ،وہ اپنے والد سیدنا جبیر بن مطعم ﷛سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا:” کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو مغرب کی نماز میں سورۃ الطور پڑھتے ہوئے سنا ۔“

سیدنا جبیربن مطعم ﷜نبیﷺ کی خدمت میں بدر کے بعد قیدیوں کی رہائی کے سلسلے میں آئے تھے،نماز مغرب میں حضور اقدس ﷺ کی زبان اقدس سے سورۃ طور سنی تو دل لرزاٹھا اور ایمان کی پہلی کرن پھوٹی،پھر صلح حدیبیہ کے کچھ عرصے بعد،اسلام کی نعمت سے مالا مال ہوئے۔

٭اسی طرح سیدنا عبداللہ بن عبا س﷛ سے روایت ہیں :

عن ابن عَبَّاسٍ أَنَّهُ قَالَ: إِنَّ أُمَّ الْفَضْلِ سَمِعَتْهُ، وَهُوَ يَقْرَأُ: ﴿وَالْمُرْسَلاتِ عُرْفًا﴾. فقالت: يابني، وَاللَّهِ لَقَدْ ذَكَّرْتَنِي بِقِرَاءَتِكَ هَذِهِ السُّورَةَ، إِنَّهَا لَآخِرُ مَا سَمِعْتُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يَقْرَأُ بِهَا فِي الْمَغْرِبِ.[[109]](#footnote-109)

ترجمہ: سیدنا عبداللہ بن عباس﷛ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں :حضرت ام الفضل ﷛نے ان سے سنا جب کہ وہ ﴿وَالْمُرْسَلاتِ عُرْفًا﴾پڑھ رہے تھے ۔انہوں نے کہا :”اے میرے بیٹے!اللہ کی قسم!تم نے اپنی اس سورت کی قراءت سے مجھے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہوئی اس آخری سورت کی قراءت کی یاد دلادی ،آپ ﷤اس سورت کو مغرب کی نماز میں پڑھا کرتے تھے“

٭ ام المؤ منین ،محبوبہ محبو ب رب دو جہاں (ﷺ )،سیدہ عائشہ ﷝سے روایت ہیں :

عَنْ [عَائِشَةَ](inr://man-3026) أَنَّ رَسُولَ اللهِ ﷺ قَرَأَ فِي صَلَاةِ الْمَغْرِبِ بِسُورَةِ الْأَعْرَافِ، فَرَّقَهَا فِي رَكْعَتَيْنِ[[110]](#footnote-110)

ترجمہ: ام المؤ منین سیدہ عائشہ ﷝سے روایت ہیں آپ فرماتی ہے:”کہ رسول اللہ ﷺنے مغرب کی نماز میں سورۃ الاعراف پڑھی اور اسکو دو رکعتوں میں تقسیم کیا ۔”

علا مہ غلام رسول سعیدی﷫ نے نعمت الباری میں بخاری شریف کی حدیث نمبر (٧٦٤)کی شرح میں سنن نسائی کی مذکورہ بالا

حدیث پاک کو کو ذکر کرتے ہیں اور اس کے بعد لکھتے ہیں :“کہ اس حدیث پر یہ اشکال ہو تا ہے کہ اگر ترتیل کے ساتھ مغرب

کی نماز میں سورۃ الاعراف پڑھی جائے تو خدشہ ہے کہ مغرب کا وقت نکل جائیگا ؟اسکا جواب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہماری طرح

نماز نہیں پڑھتے تھے بلکہ آپ کا معاملہ یہ تھا کہ آپ زیادہ آیات پڑھتے تھے اور آپ کی نماز پھر بھی خفیف ہوتی تھی ۔“

علام سعیدی﷫ آگے درجہ ذیل حدیث پاک کو نقل کرتے ہیں :

عَنْ أَبِي هريرة﷛ عن النبي ﷺ قال: خفف على داود القرآن، فكان يأمر بدوابه فتسرج، فيقرأ القرآن قبل أن تسرج دوابه، ولا يأكل إلا من عمل يده[[111]](#footnote-111)

ترجمہ: سیدنا ابو ھریرۃ ﷛ سے روایت ہیں کہ وہ بیان کرتےہیں کہ:” نبی ﷤ نے فرمایا:کہ حضرت داود ﷤پر قراءت کو بہت آسا ن کردیا گیا تھا وہ اپنی سواری پر زین بچھانے کا حکم دیتے اور زین بچھانے سے پہلے قراءت ختم کر لیتے تھے۔“

اور جب داود ﷤ پر قراءت اتنی خفیف کردی گئی تو ہمارے نبی ،شہنشاہ کونین ، رحمت کون ومکان ﷺتو اما م الانبیا ء ہیں ،تمام انبیاء کے سردار ہیں انکی نماز خفیف کیوں نہ ہوگی۔

## نماز عشاء کی مسنون قراءت :

سلطان حسینا ں ،سر تاج مہ جبیناں ،شہنشاہ دوعالم ﷺکی عشاء کی نماز میں قراءت کے متعلق محد ثین کرام نے جن احادیث کریمہ کی تخریج کی ہیں ،ان میں سے چند درجہ ذیل ہیں

٭سیدنا براء بن عازب ﷛سے روایت ہیں :

عَنِ [الْبَرَاءِ بْنِ عَازِبٍ](inr://man-895) أَنَّهُ قَالَ: صَلَّيْتُ مَعَ رَسُولِ اللهِ ﷺ الْعِشَاءَ فَقَرَأَ بِـ ﴿وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ ﴾[[112]](#footnote-112)

ترجمہ : سیدنا براء بن عازب﷛ سے روایت ہیں وہ فرماتے ہیں :”کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عشاء کی نماز پڑھی پس آپ 9 نے کی ﴿وَالتِّينِ وَالزَّيْتُونِ ﴾قراءت کی ۔“

٭امام مسلم بن حجاج القشیری النیشاپوری(٢٦١ھ) سید نا جابر بن عبداللہ ﷛سے روایت کرتے ہیں:

عَنْ [جَابِرٍ](inr://man-1091) أَنَّهُ قَالَ: صَلَّى مُعَاذُ بْنُ جَبَلٍ الْأَنْصَارِيُّ لِأَصْحَابِهِ الْعِشَاءَ فَطَوَّلَ عَلَيْهِمْ فَانْصَرَفَ رَجُلٌ مِنَّا فَصَلَّى. فَأُخْبِرَ مُعَاذٌ عَنْهُ فَقَالَ: إِنَّهُ مُنَافِقٌ. فَلَمَّا بَلَغَ ذَلِكَ الرَّجُلَ دَخَلَ عَلَى رَسُولِ اللهِ ﷺ فَأَخْبَرَهُ مَا قَالَ مُعَاذٌ.

فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ: أَتُرِيدُ أَنْ تَكُونَ فَتَّانًا يَا مُعَاذُ؟! إِذَا أَمَمْتَ النَّاسَ فَاقْرَأْ بِ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا﴾،

وَ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾، وَ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾، وَ﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى ﴾[[113]](#footnote-113)

ترجمہ:حضرت جابر﷛ سے روایت ہیں:”کہ سیدنا معاذ بن جبل الانصاری ﷛نے اپنے ساتھیو ں کو عشاء کی جماعت کرائی اور نماز میں قراءت بہت لمبی کردی تو ہم میں سے ایک شخص نے جماعت سے علیحدہ ہوکر نماز پڑھی ،حضرت معاذ کو جب اس بات کا پتا چلا تو انہوں نے کہا:وہ شخص منافق ہے اور جب اس شخص تک یہ بات پہنچی ،تو وہ رسول اللہ ﷺ کی بارگا ہ میں حاضر ہو ااور بتایا کہ (اس بناء پر ) حضرت معاذ نے اس کو منافق کہاہے تو رسول اللہ ﷺ نے حضرت معاذ سے فرمایا :”اے معاذ !کیا تم فتنہ برپا کرنا چاہتے ہو جب تم جماعت کراو تو ﴿وَالشَّمْسِ وَضُحَاهَا﴾، َ ﴿سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى﴾، وَ﴿اقْرَأْ بِاسْمِ رَبِّكَ﴾، اور﴿وَاللَّيْلِ إِذَا يَغْشَى ﴾(جیسی سورتیں )پڑھا کرو۔“

# نماز تہجد میں قراءتِ نبیﷺ:

تہجد کی نماز بہت فضیلت والی ہے ،نبی کریم ﷺ نے اسے فرض نمازوں کے بعد افضل قرار دیا،جیسا کہ سیدنا ابو ھریرہ ﷛سے روایت ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:اَفْضَلُ الصِّيَامِ بَعْدَ رَمَضَانَ شَهْرُ اللهِ الْمُحَرَّمُ، وَأَفْضَلُ الصَّلَاةِ بَعْدَ الْفَرِيضَةِ صَلَاةُ اللَّيْلِ[[114]](#footnote-114)(یعنی رمضان کے روزوں کے بعد افضل روزے اللہ کے مہینے محرم کے ہیں اور فرض نمازوکے بعد سب نمازوں میں افضل تہجد کی نماز ہے۔)اسی طرح نبی ﷺ نے اس نماز کو رب العزت کے قرب کا وسیلہ اور گناہوں کے مٹنے کا ذریعہ قرار دیا ،چنانچہ سیدنا ابو امامہ الباہلی ﷛سے روایت ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :﴿علیکم بالصیام فانّہ دَأَب الصالحین قبلکم، وھو قربۃ لکم الی ربکم ومکفّرۃ للسّیئات ومنہاۃعن الأثم[[115]](#footnote-115) ﴾(یعنی تہجد ضرور پڑھا کرو کیونکہ وہ تم سےپہلے صالحین کی روش ہے اور تمہارے لئے اپنے رب کے قرب کا وسیلہ ،گناہوں کے مٹنے کا ذریعہ اور (مزید) گناہوں سے بچنے کا سبب ہے) ۔سبحان اللہ ! اللہ تعالی کا امت محمدیہ پر کتنا نرالا کرم ہے کہ صرف رات کو اٹھ کر دو رکعت نفل پڑھے اور سارے گناہ معاف ہو ۔یہ حبیب پروردگار کا صدقہ ہے کہ محنت اتنی کم اور مزدوری اتنی زیادہ ،دریں حالت ہمیں چاہئےحبیب پروردگارﷺ کے قدموں سے لگے رہیں اور انکے در سے ہٹنے کا تصور ہی نہ لائیں اور زبان حال سے کہتے رہے:

اس گلی کا گدا ہوں میں جس میں مانگتے تاجدار پھرتےہیں **[[116]](#footnote-116)**

اور اللہ عزوجل نے قران مجید میں ارشاد فرمایا وَ مِنَ الَّیْلِ فَتَهَجَّدْ بِهٖ نَافِلَةً(بنی اسرائیل۷۶:۱۷)(اور رات کے کچھ حصہ میں تہجد کرو یہ خاص تمہارے لیے زیادہ ہے )جمہور [[117]](#footnote-117)کے قول کے مطابق تہجد کی نماز نبی ﷤ پر فرض تھا اور نبی ﷺ باقاعدہ اہتمام فرماتے ک بلکہ نبی ﷺ کو تہجد پڑھنے کا اتنا شوق تھا کہ راتوں کو تہجد میں اتنا طویل قیام فرماتے تھے جس سے قدم مبارک میں ورم آجاتے۔

٭سیدنا مغیرہ بن شعبہ ﷜ سے روایت ہیں :

عن زياد، هو ابن علاقة: أنه المغيرة يَقُولُ: قَامَ النَّبِيُّ ﷺ حتى تورمت قدماه فقيل له: غفر الله لَكَ

مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ، قال: (أفلا أكون عبدا شكورا).[[118]](#footnote-118)

ترجمہ :حضرت زیاد(جوابن علاقہ ہے)کہ ان سے حضرت مغیرہ نے فرمایا کہ نبی ﷺ نے اتنا زیادہ قیام کیا حتی کہ آپ ﷺ کے دونوں قدم مبارک سوج گئے ۔جب ان سےعرض کیا گیا کہ:آپکے سبب آپکی امت کے اگلے اور پچھلے گناہوں کو معاف کیا گیا ہے تو آپ نے فرمایا :”کہ کیا میں اللہ عزوجل کا بہت زیادہ شکر کرنے والا بندہ نہ بنوں“

٭سیدنا عبداللہ بن عباس﷜ سے روایت ہیں :کہ انہوں نے ام المومنین سیدہ میمونہ ﷞ کے ہاں رات گزاری اور وہ ان کی خالہ تھی ،انہوں نے کہا :”پس میں بستر کے عرض میں لیٹ گیا اور رسول اللہ ﷺ اور ان کی اہلیہ بستر کے طول میں لیٹ گئے پھر رسول اللہ ﷺ نے آرام فرمایاحتی کہ جب آدھی رات ہوگئی یا اس سے کچھ پہلے یا کچھ بعد تو رسول اللہ بیدار ہوئے ،آپ بیٹھ گئے آگے فرمایا ثم قرأ العشر الْخَوَاتِمَ مِنْ سُورَةِ آلِ عِمْرَانَ[[119]](#footnote-119) (پھر آپ نے سورۃ آل عمران کی دس آیتیں پڑھیں)“۔

٭اسی طرح ام المؤ منین سیدہ عائشہ ﷝ سے مروی ہیں :

عَنْ عَائِشَةَقَالَتْ:مَا رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَقْرَأُ فِي شَيْءٍ مِنْ صَلَاةِ اللَّيْلِ جَالِسًا، حَتَّى إِذَا كَبِرَ قَرَأَ جَالِسًا، فَإِذَا بَقِيَ عَلَيْهِ مِنَ السُّورَةِ ثَلَاثُونَ أَوْ أَرْبَعُونَ آيَةً قَامَ، فَقَرَأَهُنَّ ثم ركع.[[120]](#footnote-120)

ترجمہ: ام المؤ منین سیدہ عائشہ ﷝ سے روایت ہیں :”کہ میں نبی ﷺ کو رات کی نماز میں بیٹھ کر کچھ پڑھتے ہو ئے نہیں دیکھا حتی کہ جب آپ کی عمر زیادہ ہوگئی تو آپ بیٹھ کر تلاوت کرتے ،جب سورۃ میں سے تیس یا چالیس آیات باقی رہتے تو آپ کھڑے ہو کر ان آیت کی تلاوت فرماتے پھر رکوع فرماتے “

٭اسی طرح سیدنا عبد اللہ بن عباس ﷛ سے روایت ہیں :

عَنِ [ابْنِ عَبَّاسٍ](inr://man-3732) قَالَ: كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ ﷺ عَلَى قَدْرِ مَا يَسْمَعُهُ مَنْ فِي الْحُجْرَةِ، وَهُوَ فِي الْبَيْتِ[[121]](#footnote-121)

ترجمہ:سیدنا ابن عباس ﷛سے روایت ہیں آپ فرماتے ہیں :”کہ نبی ﷺ کی قراءت ایسی ہوتی کہ جو حجرے میں ہوتا وہ سن لیتا جبکہ آپ ﷺ کاشانہ اقدس میں ہوتے ۔“

مثالیں اور حوادث

قران پاک اللہ رب ذولجلال کا ایسا کلام ہے جس میں اللہ عزوجل نے ایسی لذت رکھی ہے کہ کوئی ایک مرتبہ اسکی تلاوت کو سن لیتاہے پھر اسکی کیف و مستی میں ڈوبا رہتا ہے اور بار بار اس کے سننے کا خواہشمند رہتاہے اور جب یہ تلاوت اس ذات سے سنی جائے ،(جن کے قلب اطہر پر مکمل قران مجید کا نزول ہوا ،وہ ہستی جنکے کلام کو رب تعالی نے جوامع الکلم کے ساتھ متصف فرمایا ، جنکے کلام کے سامنے فصحاء عرب اپنے آپکو گونگا سمجھنے لگے )،پھر سننے والے کی دنیا بدل جاتی ہے ،نبی رحمت ہادی امت ،ﷺ کا کلام مجید کی تلاوت فرمانے سے جنات بھی مسلمان ہوگئے ،جب کفار مکہ کے رؤساءنےنبی پاک ،صاحب لولاک ﷺ کی تلاوت جانفزاں کو ایک مرتبہ سن لیا ،دوبارہ تلاوت سننے کی بے قراری پھر ان کو کھینچ کر لاتی ،یہاں تک کہ راتوں کو چھپ چھپ کر اُس جگہ کا رخ کرلیتے جہاں سے اللہ کے محبوب کا دلکش لحن سنائی دے رہا ہوتا،اس طرح کے چند واقعات ذیل میں ملاحظہ ہوں۔

## جنات کا نبی کریم ﷺکی تلاوت کو سننا :

جناب رسالت مآب ،منبع انوار مہتاب ،محبوب رب الاربابﷺکےقران مجید کی تلاوت کو جنات کے سننے اور سورۃ الجن کی شان نزول کا پس منظر کچھ یوں ہے کہ یہ سورت رسول اللہ ﷺ کی بعثت مبارکہ کے ابتدائی عشرہ میں نازل ہوئی،سید المفسرین ،سیدنا عبداللہ بن عباس ﷜بیان فرماتے ہیں :

عن ابن عباس قال:انْطَلَقَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ فِي طَائِفَةٍ مِنْ أَصْحَابِهِ، عَامِدِينَ إِلَى سُوقِ عُكَاظٍ، وَقَدْ حِيلَ بَيْنَ الشَّيَاطِينِ وَبَيْنَ خَبَرِ السماء، وأرسلت عليهم الشهب، فرجعت الشياطين، فَقَالُوا: مَا لَكُمْ؟ فَقَالُوا: حِيلَ بَيْنَنَا وَبَيْنَ خبر السماء، وأرسلت علينا الشهب، قال: مَا حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ إِلَّا ما حَدَثَ، فَاضْرِبُوا مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا، فَانْظُرُوا مَا هذا الأمر الذي حدث. فانطلقوا، فضربوا مشارق الأرض ومغاربها، ينظرون ما هذا الأمر الذي حال بينهم وبين خبر السماء، قال: فانطلق الذين توجهوا نحو تهامة إلى رسول الله ﷺ بنخلة، وهو عامد إِلَى سُوقِ عُكَاظٍ، وَهُوَ يُصَلِّي بِأَصْحَابِهِ صَلَاةَ الفجر، فلما سمعوا القرآن تسمعوا له، فقالوا: هَذَا الَّذِي حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَبَرِ السَّمَاءِ، فهنالكرجعوا إلى قومهم، فقالوا: ﴿يَا قَوْمَنَا إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا. يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أحدا﴾. وأنزل الله ﷿ عَلَى نَبِيِّهِ ﷺ: ﴿قُلْ أوحي إلي أنه استمع نفر من الجن﴾. وإنما إليه قول الجن [[122]](#footnote-122)

ترجمہ:سیدنا عبداللہ بن عباس ﷜فرماتے ہیں ”کہ رسول اللہ ﷺاپنے اصحاب کی جماعت کے ساتھ عکاظ کے بازار میں گئے،اس وقت شیاطین اور آسمان کی خبروں کے درمیان ایک چیز حائل ہوچکی تھی اور ان پر آگ کے گولے پھینکے جاتے تھے،جنات نے آپس میں کہا تمہارے اور آسمان کے درمیان جو چیز حائل ہوئی ہے وہ کوئی نئی چیزہے،پس تم زمین کے مشارق اور مغارب میں جاواور ڈھونڈو

وہ کیا چیز ہے ،پھر وہ زمین کے مشارق اور مغارب میں تلاش کرتے رہے کہ انکے آسمان کے خبروں کے درمیان کیا چیز حائل ہوئی ہے ۔پس جو لوگ تہامہ(مکہ معظّمہ) کی طرف گئے تھے ،وہ ایک کھجور کے درخت کے پاس رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہوئے،اس وقت آپ عکاظ کے بازار میں اپنےاصحاب کو نماز فجر پڑھا رہے تھے ،پس جب انہوں نے قران مجید کی تلاوت سنی تو کہنے لگے:یہی وہ چیز ہے جو تمہارے اور آسمان کی خبروں کے درمیان حائل ہوگئی ہے ،پھر وہ اپنی قوم کی طرف واپس آگئے اور کہا :اے ہماری قوم !ہم نے ایک عجیب قران سنا ہے جو نیکی کی طرف ہدایت دیتا ہے ،ہم اس پر ایمان لے آئےاور ہم اپنے رب کے ساتھ کبھی کسی کو شریک نہ کریں گےاور اللہ عزوجل نے اپنے نبی ﷺ پر یہ آیت نازل فرمائی اور دراصل آپ کی طرف جنا ت کا قول نازل کیا گیا تھا ۔“

اس حدیث پاک سے یہ معلوم ہو ا کہ نبی رحمت ،شفیع امت ﷺ کے دین کی دعوت صرف انسانوں تک محدود نہیں بلکہ جنات تک پہنچ چکی تھی ،انہوں نے اس پاکیزہ اور رسیلی گونج کو اپنے نہاں خانہ دل میں واضح طور پر محسوس کیا اور کلام مجید کے پیغام کو سمجھا ،پس انکے دل کی دنیا بدل گئی اور اللہ عزوجل کی توحید اور نبی اکرم ،نور مجسم شفیع معظم ﷺکی رسالت پر ایما ن لے آئے اور پھر اپنی قوم کے پاس لوٹے،ان سے کہا انا سمعنا قرءانا عجباکہ اے ہماری قوم ہم نے ایک عجیب کلام سنا ہے اس میں ایک عجیب قسم کی مٹھاس ہے ،یہ ایسا سر سبز وشاداب تنا ہے جس سے بے شمار شاخیں پھوٹی ہوئی ہیں اور اسکی ٹہنیاں پکے پھلوں سے لدی ہوئی ہیں ۔

## رؤساءِقریش کا چھپ چھپ کر قران سننا:

درحقیقت بہت سے کافر ایسے تھے ،جنکے دلوں کو قران کے حسن اعجاز نے اپنا گرویدہ بنالیاتھا وہ یہ تسلیم کرتے تھےکہ یہ کسی انسان کا بنایا ہوا کلام نہیں لیکن اسلام لانے سے بغض وعناد مانع تھا ،آیات قرانی سننے کا شوق صرف معمولی قسم کے لوگوں تک محدود نہ تھا وہ لوگ بھی اسکے سننے کے درپے تھے جو دنیا کفر کے رکن ِرکین تھے،چنانچہ امام ابن ہشام المتوفی(۲۱۳ھ)نے اپنی سیرت کی شہرہ آفاق کتاب میں ایک حیران کن واقعہ قلم بند کیا ہے :”حضور نبی اکرم ﷺرات کے وقت تنہائی میں قران کریم کی تلاوت فرمایا کرتےتھےایک رات اس روح پرور تلاوت کو سننے کے شوق میں حضرت ابو سفیان﷜(آپ ابھی تک اسلام نہیں لائے تھے) آئے اور چپکے سے ایک کونہ میں چھپ کر بیٹھ گئے ۔پھر ابو جہل رات کے اندھیرے سے فائدہ اٹھاتے ہوئےحضورﷺ کی جانفزا تلاوت کو سننے کے لئے اس مجلس میں آیا اور گوشہ میں چھپ کر بیٹھ گیا ۔تلاوت قران کریم سننے کی کشش ایک تیسرے کافر اخنس بن شریق کو بھی کشاں کشاں اس محفل میں لے آئی،وہ بھی دبک کر کہیں بیٹھ گیا ،تینوں کٹر کافر اور اسلام کے خون آشام دشمن تھے۔ لیکن قران سننے کے شوق میں یہاں بیٹھے تھے ۔انہیں ایک دوسرے کا کوئی علم نہ تھا ۔رات بھر یہ نورانی تلاوت نور برساتی رہی ۔یہ لوگ کیف و مستی میں ڈوبے بیٹھے رہے،یہاں تک کہ صبح صادق ہوگئی ،سب حاضرین اپنے اپنے گھروں کو روانہ ہوئے راستہ میں ان تینوں کی ملاقات ہوگئی ،لگے ایک دوسرے کو ملامت کرنے اور ایک دوسرے کو منع کیا کہ ایسی محفل میں شرکت کرنے سے باز آئیں ،اگر سادہ لوح لوگوں کو پتا چل گیا کہ ہم بھی رات بھر چھپ چھپ کر قران سنتے ہیں ،تو ان کا عقیدہ متزلزل ہو جائے گا ۔خبردار!پھر ایسی حرکت نہ کرنا جب دوسری رات آئی تو ان تینوں سے صبر نہ ہوسکا ۔تلاوت سننے کی بے قراری ہر ایک کو پھر وہاں کھینچ لائی ہر ایک یہی سمجھ رہا تھا کہ صرف وہی آیا ہے اور کوئی نہیں آیا ،کیف و سرور میں ڈوبی ہوئی رات پَل بھر میں بیت گئی ۔صبح کا اجالا پھیلنے لگا ۔سب اٹھے اور گھروں کو روانہ ہوئے ۔راستے میں پھر اچانک ایک دوسرے کا سامنا ہوگیا پھر ایک دوسرے کو مطعون کرنے لگے اور پھر تاکید کی کہ آئندہ یہ غلطی نہ کرنا ورنہ بے وقوف لوگ گمراہ ہوجائیں گے ،تیسری رات نے جب اپنے پر پھیلائے ،ساری کائنا ت ظلمت ِشب میں ڈوب گئی ، شوق کی چنگاری پھر سلگنے لگی بے قابو اور بے اختیار ہو کرپھر ادھر کا رخ کیا ،جہا ں سے اللہ تعالی کے محبوب کا دلکش لحن سنائی دے رہا تھا ۔ یہ رات بھی بہت جلد صبح آشنا ہوگئی ۔وہ بھی اٹھے اور گھروں کو روانہ ہوئے ۔راستے میں تینوں کی مڈ بھیڑ ہوگئی ۔فرط خجالت سے ایک دوسرےسے آنکھیں ملانے کی جرات نہیں کر سکتے تھے آج پختہ عہد کیا کہ آئندہ نہین آئیں گے ،بو لے: ﴿لَا نَبْرَحُ حَتَّى نَتَعَاهَدَ أَلَا نَعُودَ ﴾(یعنی ہم یہاں سے رخصت نہ ہوں گے جب تک پھر یہاں واپس نہ آنے کا پکا عہد و پیمان نہ کرلیں۔ )جب صبح ہوئی ،اخنس بن شریق نے عصا پکڑا اور اس پر ٹیک لگاتا ہوا حضرت ابو سفیان﷜کے گھر آیا اور کہا :﴿ أَخْبِرْنِي يَا أَبَا حَنْظَلَةَ عَنْ رَأْيِكَ فِيمَا سَمِعْتَ مِنْ مُحَمَّدٍﷺ؟﴾[یعنی اے ابو حنظلہ! (حضرت ابو سفیا ن کی کنیت )مجھے بتاو جو کلام تم نے اللہ کے رسول ﷺ سے سنا ہے ،اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہیں ۔] حضرت ابو سفیان﷜ نے جواب دیا :﴿ يَا أَبَا ثَعْلَبَةَ وَاَللَّهِ لَقَدْ سَمِعْتُ أَشْيَاءَ أَعْرِفُهَا وَأَعْرِفُ مَا يُرَادُ بِهَا، وَسَمِعْتُ أَشْيَاءَ مَا عَرَفْتُ مَعْنَاهَا،وَلَا مَا يُرَادُ بِهَا﴾[یعنی اے ابو شعلہ! (یہ اخنس کی کنیت ہے)بخدا!بعض چیزیں جو میں نے سنی ہیں انکو میں جانتا تھا اور ان کا مفہوم بھی مجھے معلوم ہے ۔لیکن بعض چیزیں ایسی ہیں جن کو نہ میں جانتا تھا اور نہ مجھے ان کا مفہوم معلوم ہے ]۔ اخنس نے کہا :﴿ وَأَنَا الَّذِي حَلَفْتَ بِهِ (كَذَلِكَ)﴾[یعنی اس ذات کی قسم !جس کی تم نے قسم کھائی ہے میر ا بھی یہی حال ہے۔]یہاں سے فارغ ہو کر اخنس ابو جہل کے گھر گیا اور اس سے پوچھا ۔: ﴿یَا أَبَا الْحَكَمِ، مَا رَأْيُكَ فِيمَا سَمِعْتَ مِنْ مُحَمَّدٍ؟﴾[یعنی اے ابو الحکم !جو تم نے نبی ﷺ سے سنا ہے اس کے بارے میں تمہاری کیا رائے ہے ]۔ابوجہل نے کہا : ﴿مَاذَا سَمِعْتُ، تَنَازَعْنَا نَحْنُ وَبَنُو عَبْدِ مَنَافٍ الشَّرَفَ، أَطْعَمُوا فَأَطْعَمْنَا، وَحَمَلُوا فَحَمَلْنَا، وَأَعْطَوْا فَأَعْطَيْنَا، حَتَّى إذَا تَجَاذَيْنَا عَلَى الرَّكْبِ، وَكُنَّا كَفَرَسَيْ رِهَانٍ، قَالُوا: مِنَّا نَبِيٌّ يَأْتِيهِ الْوَحْيُ مِنْ السَّمَاءِ، فَمَتَى نُدْرِكُ مِثْلَ هَذِهِ، وَاَللَّهِ لَا نُؤْمِنُ بِهِ أَبَدًا وَلَا نُصَدِّقُهُ﴾ [ یعنی میں نے کیا خاک سنا ؟حقیقت یہ ہے کہ ہمارا اور بنو عبد مناف کا جھگڑا اس بات تھا کہ قوم کا سردار کون ہے ۔اس شرف اور سعادت کو حاصل کرنے کے لئے انہوں نے انہوں نے بھی اپنے دسترخوان کو وسیع کرلیا اور ہر غریب ،مسکین کو کھانا کھلایا اور ہم نے بھی ان سے بازی لے جانے کے لئے دستر خوان کو وسعت دی اور ہر غریب مسکین کی ضیافت کا اہتمام کیا ۔انہوں نے بھی لوگوں کے بوجھ اٹھائے ، انہوں نے بھی فیاضی سے مانگنےوالوں کی جھولیا ں بھری ۔ہم نے بھی ان سے سبقت لےجانے کی کوشش میں اپنی سخاوت کا بھر پور مظاہرہ کیا ۔ اعلان کردیا کہ ہم میں سے ایک شخص کو نبوت ملی ہے اور اس کے پاس آسمان سے وحی آتی ہے ۔ہم یہ دعوہ کیسے کرسکتے تھے ۔بخدا! ہم تو اس پر ہر گز ایما ن نہیں لائیں گے اور نہ انکی تصدیق کریں گے ۔] یہ سن کر اخنس اٹھا اور اس خشم ناک حالت میں بڑیں ہانکتے ہوئے چھوڑ کر چلا گیا ۔[[123]](#footnote-123)“[[124]](#footnote-124)

لھذا قران کریم کا حسن بیا ن اور زور استدلال ہر سننے والے کو اندر ہی اندر سے متاثر کررہا تھا ۔وہ سچائیا ں جو اس کلام مجید نے بیا ن کی تھی ، انکی وہ تردید نہیں کرسکتے تھے ،وہ دلائل جن سے اس فرقان حمید کے صفحات جگمگارہے تھے ،انکا ان کے پاس کوئی جواب نہ تھا ۔

## عتبہ بن ربیعہ پر کلام مجید کا اثر آفرینی :

عتبہ بن ربیعہ ،روساء قریش میں سے ایک سر بر آوردہ رئیس تھا ،ایک روز صحن حرم میں قریش کی ایک محفل جمی ہوئی تھی ۔یہ بھی اس میں بیٹھا تھا اور حضور نبی اکرم ﷺ دور حرم کے ایک گوشے میں یاد الہی میں مصروف تھے ۔عتبہ بولا ،اے قریشی بھائیو!محمد (روحی فدا علیہ الصلوۃ والسلام ) کے پاس نہ جاؤں اور اسکے سامنے چند تجاویز پیش کروں شائد ان میں سے کوئی تجویز وہ مان لے اور ہماری اس پریشانی کا خاتمہ ہو جائے۔ یہ ان دنوں کا ذکر ہے جب شیر خدا، حضرت حمزہ ﷜نئے نئے مشرف بہ اسلام ہوئے تھے اور آئے روز مسلمانوں کی تعدادمیں اصافہ ہوتا جاتا تھا ،سب نے اس بات کی تائید کی اور کہا اے ابوالولید ! اٹھئے اور ان سے گفتگو کیجئے ۔پھر عتبہ اور نبی کریم ﷺ کا مکالمہ ہوا ،اس واقعے کو کئی روایا ت میں مختلف انداز کے ساتھ بیان کیا گیا ۔لیکن یہاں، خاتم الحفاظ ، امام جلال الدین السیوطی (المتوفى:911ھ) نے ﴿تفسیر در منثور ﴾میں حضرت امام ابن عساکی سیدنا عبداللہ بن عمر ﷜سے،جو روایت تخریج کی ہے ، وہ ذکر کیا جاتا ہے

وَأخرج ابْن عَسَاكِر عَن ابْن عمر أَن قُريْشًا اجْتمعت برَسُول الله ﷺ وَرَسُول الله ﷺ جَالس فِي الْمَسْجِد فَقَالَ لَهُم عتبَة بن ربيعَة: دَعونِي حَتَّى أقوم إِلَى مُحَمَّد ُأكَلِّمهُ فَإِنِّي عَسى أَن أكون ارْفُقْ بِهِ مِنْكُم  
فَقَامَ عتبَة حَتَّى جلس إِلَيْهِ فَقَالَ: يَا ابْن أخي إِنَّك أوسطنا بَيْتا وأفضلنا مَكَانا وَقد أدخلت فِي قَوْمك مَا لم يدْخل رجل على قومه قبلك فَإِن كنت تطلب بِهَذَا الحَدِيث مَالا فَذَلِك لَك على قَوْمك أَن تجمع لَك حَتَّى تكون أكثرنا مَالا وَإِن كنت تُرِيدُ شرفًا فَنحْن مشرفوك حَتَّى لَا يكون أحد من قَوْمك فَوْقك وَلَا نقطع الْأُمُور دُونك وَإِن كَانَ هَذَا عَن لمَم يصيبك لَا تقدر على النُّزُوع عَنهُ ،بذلنا لَك خزائنا فِي طلب الطِّبّ لذَلِك مِنْهُ وَإِن كنت تُرِيدُ ملكا ملَّكناك ۔قَالَ رَسُول الله ﷺ: أفرغت يَا أَبَا الْوَلِيد ؟قَالَ: نعم فَقَرَأَ رَسُول الله ﷺ ﴿حم﴾ السَّجْدَة حَتَّى مر بِالسَّجْدَةِ فَسجدَ وَعتبَةُ ملق يَده خلف ظَهره حَتَّى فرغﷺ من قِرَاءَته وَقَامَ عتبَة لَا يدْرِي مَا يُرَاجِعهُ بِهِ حَتَّى أَتَى نَادِي قومه فَلَمَّا رَأَوْهُ مُقبلا قَالُوا: لقد رَجَعَ إِلَيْكُم بِوَجْه مَا قَامَ بِهِ من عنْدكُمْ فَجَلَسَ إِلَيْهِم فَقَالَ: يَا معشر قُرَيْش قد كَلّمتُه بِالَّذِي أَمرْتُمُونِي بِهِ حَتَّى إِذا فرغتُ كلَّمَني بِكَلَام لَا وَالله مَا سَمِعتُ أذناي بِمثلِهِ قطّ فَمَا دَريتُ مَا أَقُول لَهُ ۔يَا معشر قُرَيْش أَطِيعُونِي الْيَوْم واعصوني فِيمَا بعده أُتْرُكُوا الرجل واعتزلوه فوَاللَّه مَا هُوَ بتارك مَا هُوَ عَلَيْهِ وخلُّوا بَينه وَبَين سَائِر الْعَرَب فَإِن يكن يظْهَر عَلَيْهِم ،يكن شرفُه شرفُكم وعزُّه عزُّكم وَمِلْكُه مِلْكُكم ۔وإِن يظهروا عَلَيْهِ تَكُونُوا قد كفيتموه بغيرك قَالُوا: أصبأت إِلَيْهِ يَا أَبَا الْوَلِيد[[125]](#footnote-125)

امام ابن عساکر نے سیدنا ابن عمر ﷜سے روایت نقل کی ہے کہ قریشی رسول اللہ ﷺکے پاس جمع ہوئے جبکہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے ،انہیں عتبہ بن ربیعہ نے کہا ”کہ میں مسلمانوں کے نبی ﷺ کے پاس جاوں اور ان سے بات چیت کروں ۔ممکن ہے تمہاری بہ نسبت میں ان کے ساتھ نرم رویہ اپناؤں“۔عتبہ اٹھا ،یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں بیٹھا ۔کہا :”اے بھتیجے !تو ہم میں سے ازروئے خاندان بہترین ہیں اور ہم میں سے مقام و مرتبہ سب سے فضیلت رکھتا ہے ۔تو نے اپنی قوم میں سے ایسا افتراق پیدا کردیا ہے کہ اس سے پہلے کسی نے ایسی صورتحال پیدا نہیں کی۔اگر تو اس معاملہ سے مال حاصل کرنا چاہتا ہے تو یہ تیری قوم پر لازم ہے کہ آپ کے لئے اتنا مال جمع کریں یہاں تک کہ تو سب سے مالدار ہوجائے ۔اگر تو شرف چاہتا ہےتو ہم تجھے اپنا سردار بنا لیتے ہیں یہاں تک کہ تجھ سے بڑا کوئی سردار نہ ہوگا اور تیری رائے کے بغیر کوئی فیصلہ نہیں کریں گے ۔اگر یہ کسی بیماری کی وجہ سے ہے جو تجھے لاحق ہوچکی ہے جس سے چھٹکارا پانے کی آپ میں طاقت نہیں تو ہم علاج کی غرض سے اپنے خزانے صرف کردیں گے َ۔اگر تو ملک چاہتا ہے تو ہم تجھے بادشاہ بتا دیتے ہیں ۔“رسول اللہ نے فرمایا:”اے ابو الولید !کیا تو اپنی بات سے فارغ ہوگیا ہے ؟“اس نے کہا :”ہاں۔“تو نبی اکرم ﷺ نے اللہ رب العالمین کے کلام میں سے ﴿سورہ حم سجدہ ﴾کی تلاوت شروع کی ،(اللہ کاحبیب اپنے رب کا کلام پرھتاجارہاتھااور عتبہ دم بخود سنتا جارہاتھا)یہاں تک کہ آپ﷤نے آیت سجدہ پڑھی اور سجدہ کیا ،جبکہ عتبہ اپنا ہاتھ اپنی پشت کے پیچھے رکھے ہوئے تھا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ قراءت سے فارغ ہوگئے ،۔عتبہ اٹھا،اسے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ کیا جواب دے یہاں تک کہ وہ اپنی قوم کی مجلس میں آیا ۔جب ان لوگوں نے اسے دیکھا ،(وہ آپس میں سرگوشیا ں کرنے لگے)بعض نے کہا :”وہ ایسے چہرے کے ساتھ تمہارے پاس آرہا ہے جس کے ساتھ جس کے ساتھ وہ تمہارے پا س سے اٹھ کر نہیں گیا تھا“ ۔عتبہ ان کے پاس بیٹھ گیا ،اور کہا :” اے جماعت قریش! میں نے اس سے وہ بات کہی ہے جس کا تم نے مجھے حکم دیا تھا یہاں تک کہ جب میں فارغ ہوا تو انہوں نے مجھ سے ایسی گفتگو کی ،اللہ کی قسم !ایسی گفتگو کبھی نہیں سنی تھی مجھے کچھ سمجھ نہیں آرہی تھی کہ میں انہیں کیا جواب دوں ۔اے جماعت!آج میری اطاعت کرلواور بعد میں میری نافرمانی کرلینا ۔اس آدمی کو چھوڑ دواور اس سے الگ تھلگ ہوجاؤ۔اللہ کی قسم !جس بات پر وہ ہے ،وہ اسے نہیں چھوڑے گا ۔اس کےاور عربوں کے درمیان سے ہٹ جاو۔اور اگر وہ عربوں پر غالب آجائے تو اس کا شرف تمہارا شرف ہوگا ۔اس کا غلبہ تمہارا غلبہ ہوگا ،اسکی حکو مت تمہاری حکومت ہوگی ۔اگر عرب اس پر غالب رہیں ،تو تم اپنے سوا ہی اسے کافی ہوگئے“ ۔لوگوں نے کہا:”اے ابو الولید !تو بے دین ہوگیا ہے۔“

تو کلام الہی کے اعجاز بلاغت نے عتبہ جیسے دشمنِ اسلام کو پانی پانی کردیا ،اگر دنیاوہ مفاد حائل نہ ہوتا تو عتبہ یقینا نبی کریم ﷺ کے دست حق پر بیعت کرلیتا ،اور اسلام کے پرچم کے سائے تلے آجاتا ،لیکن دنیاوی مفاد،تکبر وعناد نے اسے اتنی بڑی دولت سے محروم کردیا ۔

# باب ثالث

# نون ساکن اور تنوین کے معانی پر اثرات

# فصل دوم

# نون ساکن اور تنوین کا بیان

## نون ساکن کی تعریف:

هي النون الخالية من الحركة والثابتة لفظًا وخطًّا، وصلا ووقفًا، وتكون في الأسماء والأفعال والحروف[[126]](#footnote-126)

ترجمہ:نون ساکن وہ نون ہےجو ہر حال میں باقی رہتا ہے چاہے لفظوں میں ہو ،کتابتًا(لکھنے میں ہو) ،وصلًاہو یا وقفًا ہو۔

## نون تنوین کی تعریف:

هو نون ساكنة زائدة تلحق آخر الاسم لفظًا ووصلا وتفارقه خطًّا ووقفًا[[127]](#footnote-127)

ترجمہ:نو ن تنوین وہ نون ہے جو زائد ہوتا ہے اور لفظوں اور حالت وصل میں اسم کے آخر میں آتی ہے اور لکھنےمیں اور حالت وقف میں حذف ہوجاتی ہے۔

# نون ساکن اور تنوین میں فرق:

قراء کرام نے نون ساکن اور تنوین میں پانچ فرق بیان کیا جو کہ درجہ ذیل ہیں:

(1)نون ساکن مرسوم (لکھاہوا)ہوتاہے،جیسےأَفمن،مِنْ رّبِّھِم ،وغیرہ،جبکہ نون تنوین مرسوم نہیں ہوتا ہے بلکہ بطور علامت اسکی جگہ دوزبر،دوزیریا دوپیش تحریر کیے جاتے ہیں جیسے: أحَدٌ،جُزْءًا،قُرَیْشٍ وغیرہ

نوٹ:مذکورہ قاعدہ جو بیان کیا گیا کہ نون ساکن مرسوم ہوتا ہے ،اس سے نون تاکید خفیفہ مستثنی ہےیہ قران مجید میں دومقام پر آیا ہے، پہلاسورۃ العلق میں لنَسَفعًا ہے ، یہ اصل میں لَنَسْفَعَنْ تھا ،نون ساکن کے بجائے تنوین لکھ دیا گیا او ر دوسر اسورۃ یوسف میں ولَیَکُوْنًاہے ،یہ اصل میں ولَیَکُوْنَنْ تھا،اسی طرح نون تنوین لکھا ہوا نہیں ہوتا لیکن ایک کلمہ وکأیِّنْ کو استثناء حاصل ہےیہ اصل میں وَکَأَیٍّ تھا

(2)نون ساکن وصل اور وقف دونوں حالتوں میں پڑھا جاتا ہے مثلًا :کُنْ یہ دونوں حالتوں میں پڑھا جائے گا مگر نون تنوین صرف وصل میں پڑھا جاتا ہے وقف کی حالت میں یہ پڑھنے میں نہیں آتا جیسے قُرَیْشٍ کو وصلًا(ملاکر) اگلی آیت سے پڑھیں تو نون تنوین ادائیگی میں آئے گا اور اگر اس کلمے پر وقف کردیں تو پھر پڑھنے میں نون تنوین نہیں آئے گا ،لھذا وقف کی صورت میں جس حرف پر دو زیر یا دوپیش ہو تو وہ حرف ساکن ہوگا اور اگر دو زبر ہو تو اسکو الف سے بدل دیا جائیگا ۔مثالیں: أَلِیْمٌ سے أَلِیْمْ، أَحَدٌسے أَحَدْ،قَلیْلاً سے قَلیْلَا)

(3)نون ساکن اسم ،فعل اور حرف تینوں پر آتا ہے ،مثلا: أَنْفُسِھم(اسم کی مثال)،یَنْصُرُوْن(فعل کی مثال)،مِنْ(حرف کی مثال) وغیرہ مگر نون تنوین صرف اسم ہی میں آتاہے ،عَذَابٌ، قُرَیْشٍ،کَبیْرًا۔یہ تینوں اسم ہیں

َ(4)نون ساکن کلمہ کے درمیان اور آخر میں آتا ہے مثلاً :يَنظرُ ،( درمیان کلمہ میں)، كُنْ(آخر کلمہ میں) و غیره مگرنون تنوین ہمیشہ کلمہ کے آخر میں آتی ہے مثلا:نارٌ، بِبَاسِطٍ وغیرہ

(5)نون ساکن حروف اصلیہ [[128]](#footnote-128)ہوتی ہے جیسے نَذِیْرٌاور کبھی کبھی زائدہ بھی ہوتاہے جیسے مِثْلُنا۔جبکہ نون تنوین ہمیشہ زائدہ ہی ہوتی ہے جیسے أَکْرَمَ میں ھمزہ زائدہ ہے

# تنوین کی اقسام:

امام النحو علامہ امام ابن حاجب المتوفی(٦٤٦ھ)اپنی مشھور تصنیف ﴿کافیہ ﴾میں تنوین کی پانچ اقسام ذکر کرتے ہیں ،فرماتے ہیں

وَھُوَ لِلتّمَکُّن وَ التَّنْکِیْروالْعِوضِ والْمُقَابَلَۃِوالتَّرَنُّمِ[[129]](#footnote-129)

ترجمہ:تنوین تمکن ،تنکیر ،عوض ،مقابلہ اور ترنم کے لئے آتا ہے،

تنوین کی پانچوں اقسام کی تفصیل درجہ ذیل ہیں

## (١)تنوین تمکن :

وہ تنوین جو اسم کے معرب ہونے پر دلالت کرےجیسے زیدٌ،عَذَابٌ وغیرہ ،اس تنوین کو تمکن اسلئے کہتے ہیں کہ اسم کے اعرابی حرکات کے امکان پر دلالت کرتی ہے۔

## (۲)تنوین تنکیر :

وہ تنوین جو اسم کے نکرہ ہونے پر دلالت کرےجیسے صَہٍ اسکا معنی أُسْکُتْ سُکُوْنًا مّا فیْ وَقْتً مّا(یعنی تو کسی وقت تو چھپ رہا کر)

## (٣)تنوین عوض:

وہ تنوین جو مضاف الیہ کے عوض مضاف پر آجائے،جیسے وأَنْتُمْ حِیْنَئِذٍکی تنوین جملہ محذوفہ کے عوض میں ہے ۔اصل میں جملہ یوں ہے أَنْتُمْ حِیْنَ اذَا بَلَغَتِ الرُّوْحُ الْحُلْقُوْم

## (٤)تنوین مقابلہ:

یہ وہ تنوین ہے جو جمع مذکر سالم پر جمع مذکر سالم کے مقابلے میں آتی ہے،جیسے مُسْلِمُوْنَ کے نون کے مقابلے میں مُسْلِمَاتٌ پر جو تنوین ہے

## (۵) تنوین ترنم:

وہ نون ہے جومصرعوں اور شعروں کے آخر میں آتی ہے جیسے جیسے ابن جریر بن عطیہ التمیمی کا یہ قول :

أَقَلِّىَ اللَّوْمَ عَاذِلَ وَالْعِتَابنْ وَقُولِى إِنْ أَصَبْتُ لَقَدْ أَصَابَنْ[[130]](#footnote-130)

مذکورہ شعر کے پہلے مصرعے میں الْعِتَابَنْ اور دوسرے مصرعے میں أَصَابَنْ فعل پر تنوین ترنم آگئی ہے ۔

نوٹ:تنوین کی پہلی چار اقسام صرف اسم پر آتی ہیں جبکہ تنوین ترنم اسم ،فعل اور حرف میں سے ہر ایک پر آجاتی ہے

نون ساکن اور تنوین کے احکام

نون ساکن اور تنوین کے چار احکام ہیں (١)اظھار ،(٢)ادغام ، (٣)اقلاب(٤) اخفاء

جیسا کہ، امام المجودین، محمد ابن الجزری الشافعی (المتوفی: ٨٣٣ھ) اپنی مشھور رسالہ﴿مقدمۃالجزریۃ ﴾میں فرماتے ہیں:

وَحُكْمُ تَنْوِيْنٍ وَنُونٍ يُلْفَى إِظْهَارٌ ادْغَامٌ وَقَلْبٌ اخْفَا[[131]](#footnote-131)

ترجمہ:نون تنوین اور نون ساکن کے چار طریقے ہیں اظھار ادغام ،قلب ،اخفاء

اسی طرح شیخ سلیمان بن حسین الجمروزی ﴿ تحفۃ الاطفال ﴾تحفۃ الاطفال میں فرماتے ہیں :

لِلنُّونِ إِنْ تَسْكُنْ وَلِلتَّنْوِينِ أَرْبَعُ أَحْكَامٍ فَخُذْ تَبْيِينِي[[132]](#footnote-132)

ترجمہ:نون ساکن اور تنوین کے چار احکام ہیں پس میرے اس بیان کو یاد کرلے۔

# اظہار:

اظھار کا لغوی معنی ایضاح اور بیان ہے یعنی راضح کرکے پڑھنا اور اصطلاح قراء میں اظہار کی تعریف درجہ ذیل الفاظ میں کی گئی :

إخراج الحرف الْمُظْهَر من مخرجه من غير غنة كاملة[[133]](#footnote-133)

ترجمہ:نون کو اسکے مخرج سے (مع جمیع صفات کے) بغیر غنہ کے ادا کرنا ۔

## اظہار کا قاعدہ:

نون ساکن اور تنوین کے بعد حروف حلقی میں سےکوئی حرف آجائے خواہ ایک کلمے میں ہو یا وہ کلموںمیں ،تو نون کو اسکے مخرج محقق (طرف زبان اور تالو) سے مع جمیع صفات لازمہ کے بغیر غنہ کے پڑھنا اظہار کہلاتا ہے اور اس اظہار کو اظہار حلقی یا اظہار حقیقی کہا جاتا

ہے اور نون کو نونِ مظہرہ کہا جاتا ہے ۔

حروف حلقی چھ ہیں :ھمزہ ،ھاء عین ،حاء غین ،خاء ،

علامہ شیخ محمد مکی نصر الجِریسی ﴿نہایۃ القول المفید﴾ میں حروف حلقی کو بسہولت حفظ کے لئے اس جملے جمع کیا ہے :

أخى هاك علما حازه غير خاسر[[134]](#footnote-134)

اور فارسی میں حروف حلقی کو اس شعر میں جمع کیا گیا ہے :

**حرف حلقی شش بُوَد اے نورِعین ہمزہ ،ھاو،حاو خاو عین َغین**

إمام القاسم بن فيرة بن خلف بن أحمد الشاطبي (المتوفی۵٩٠ھ)نے اظہار کے قاعدے کو یوں بیان کیا :

وَعِنْدَ حُرُوفِ الْحَلْقِ لِلكُلِ أُظْهِرَا أَلاَ هاَجَ حُكْمٌ عَمَّ خاَلِيْهِ غُفَّلَا[[135]](#footnote-135)

ترجمہ: اور نون ساکن و نوین حروف حلق کے نزدیک تمام قراء کے لئے ظاہر کر کے پڑھے گئے ہیں اور حروف حلق یہ ہیں (سنو موت ایک ایسا حکم عام ہے کہ ہیجان میں ڈالا ہے اس نے اپنی زد میں آنے والوں کو حالا نکہ وہ غافل ہیں۔ ) ھمزہ ،ھاء عین ،حاء غین ،خاء ۔

امام المجودین، محمد ابن الجزری الشافعی (المتوفی: 833ھ) اپنی مشھور رسالہ﴿مقدمۃالجزریۃ ﴾میں قاعدہ ِاظہار کو یوں بیان کیا:

فَعِنْدَ حَرْفِ الحَلْقِ أَظْهِرْ۔۔۔۔۔[[136]](#footnote-136)

ترجمہ:حروف حلقی سےپہلے دونوں(نون ساکن اور تنوین ) کو ظاہر کرکے پڑھو۔

اسی طرح شیخ سلیمان بن حسین الجمروزی ﴿ تحفۃ الاطفال ﴾اس کو یوں بیان کیا :

فَالأَوَّلُ الإظْهَارُ قَبْلَ أَحْرُفِ لِلْحَلْقِ سِتٌّ رُتِّبَتْ فَلْتَعْرِفِ  
 هَمْزٌ فَهَاءٌ ثُمَّ عَيْنٌ حَاءُ مُهْمَلَتَانِ ثُمَّ غَيْنٌ خَاءُ[[137]](#footnote-137)

ترجمہ:(1)پس پہلا(قاعدہ)اظہار ہےجب نون ساکن اور تنوین،چھ حروف حلقی میں سے کسی سے پہلے آجائے،جو مخارج میں ترتیب وار بیان کیے گئے پس (وہ حروف آئندہ شعر سے ) معلوم کر لیے جائیں،

(2)وہ چھ حروف ہمزہ ،ہاء ،اور عین ،حا ءدونوں بغیر نقطے کے اور غین ،خاء ہیں۔

## اظہار کی ادائیگی کا طریقہ :

اظہار کی صحیح ادائیگی یہ ہے کہ نون کو ساکن ادا کرنے کے بعد بغیر غنہ اور بغیر سکتہ کے آنے والے حرف ِحلقی کو ادا کیا جائے ،نہ نون میں قلقلہ ہو اور نہ غنہ کی طرف میلان ہو ۔

## وجہ تسمیہ:

اظہار کو اظہار حلقی اسلئے کہا جاتا ہے کہ نون ساکن اور تنوین کے بعد حروف حلقی آنے کی وجہ سے نون ساکن اور تنوین میں اظہار کیا جاتا ہے

## اظہار حلقی کے مراتب:

حروف حلقی کی جس قدر نون سے بلحاظ مخرج دوری ہوگی اسی قدر نون میں اظہار بھی تام ہوگا ،اسی لئے اظہار حلقی کے تین مراتب ہیں   
**(١)اعلی**:سب سے اعلی اظہار نون ساکن اور تنوین کا ہمزہ اور ھاء کے ساتھ ہے کیونکہ ہمزہ اور ھاء کا مخرج (انتہائے حلق ) نون کے مخرج (طرف لسان اور تالو) سے بہ نسبت دیگر حروف حلقی کے زیادہ دور ہے ۔

**(٢)متوسط:**عین اور حاء میں اظہار متوسط ہوتا ہے

**(٣)ادنی:** غین اور خاء میں ادنی درجے کا اظہار ہوتا ہے [[138]](#footnote-138)

## اظہار کی مثالیں:

|  |  |  |  |  |  |
| --- | --- | --- | --- | --- | --- |
| حروف اظہار | امثلہِ نون ساکن | | امثلہِ نون تنوین | | |
| **ایک کلمہ** | **دو کلمے** | **مفتوح منون** | **مکسور منون** | **مضموم منون** |
| ہمزہ | یَنْئَوْنَ | مَنْ أَرَا دَ | دَاعِیًا الی اللّٰہ | حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ | كِتٰبٌ اَنْزَلْنٰهُ |
| ھاء | منھا | مَنْ هَاجَرَ | کُلًّا ھَدَیْنَا | جُرُفٍ هَارٍ | أَفَسِحْرٌ ھٰذَا |
| عین | الأَنْعَام | مَنْ عَلَقٍ | یومًا عبُوْسًا | جَنّۃٍعَالِیَۃ | وَاسِعٌ عَلِیْمٌ |
| حاء | یَنْحِتُوْنَ | مَنْ حَآدَّ | عطَاءًحِسَابًا | أَوَّابٍ حَفِیْظ | عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ |
| غین | فَسَیُنْغِضُوْنَ | مِنْ غِسْلِیْن | قَوْمًا غَیْرَکُمْ | کُلُّ سَفِیْنَۃٍ غَصَبًا | عَذَابٌ غَلِیْظ |
| خاء | الْمُنْخَنِقَةُ | مِنْ خَوْف | نارًا خَالِدًا | کَاذِبَۃٍ خَاطِئَۃ | لَطِیْفٌ خَبِیْرٌ |

# ادغام:

ادغام کا لغوی معنی ہے:اِدْخالُ الشّیء فی الشّیء،یعنی ایک شیء کو دوسرے شیء میں داخل کرنا۔اور اصطلاح قراء ادغام کی تعریف درجہ ذیل الفاظ میں کی گئی:

إدخال حرف ساكن في حرف متحرك بحيث يصيران حرفًا واحدًا مشددًا[[139]](#footnote-139)

ترجمہ:ساکن حرف کو متحرک حرف کے ساتھ اسطرح ملاکر پڑھنا کہ وہ دونوں مشدد حرف ہوجائیں۔

## ادغام کا قاعدہ:

امام الفن استاذ الاساتذہ ،علامہ قاری عبدالرحمان مکی صاحب نے ﴿ فوائد مکیہ ﴾ میں ادغام کا قاعدہ یوں بیان کیا؛

”جب نو ن ساکن اور تنوین کے بعد حروف یرملون میں سے کوئی حرف آجائے تو ادغام ہوگا مگر لام اور راء میں ادغام بلا غنہ ہوگا “

گویا آپ ﷫ادغام کی دو قسمیں بیان کی (۱) ادغام بلاغنہ (۲) ادغام با لغنہ

## ادغام بلا غنہ:

اگر نون ساکن اور تنوین کے بعدلام اور راء میں سے کوئی حرف آجائے تو ادغام بلا غنہ ہوگا یعنی نون کو اس سے اسطرح بدل کر ادغام کرتے ہیں کہ اس میں غنہ باقی نہیں رہتا بلکہ نون خالص لام یا خالص راء بن جاتا ہے چنانچہ مِن رَّبّھم اور مِن لَدُنْہ وغیرہ میں یہی کیفیت ہوتی ہے ۔

إمام القاسم بن فيرة بن خلف بن أحمد الشاطبي(المتوفی۵٩٠ھ)نے ادغام بلا غنہ کا قاعدہ یوں بیان کیا :

وَكُلُّهُمُ التَّنْوينَ وَالنُّونَ أَدْغَمُوا بِلاَ غُنَّةٍ فِي اللاَّمِ وَالرَّا لِيَجْمُلَا[[140]](#footnote-140)

ترجمہ:تمام قراء نے تنوین اور نون ساکنہ کا ادغام بلا غنہ کیا لام اور راء میں تاکہ ادغام خوبصورت ہو ۔

امام المجودین، محمد ابن الجزری الشافعی (المتوفی: ٨٣٣ھ) اپنی مشھور رسالہ﴿مقدمۃالجزریۃ ﴾اس کو یوں بیان کیا:

۔۔۔۔۔۔۔ وَادَّغِمْ فِي اللَّامِ وَالرَّالَا بِغُنَّةٍ لَزِمْ[[141]](#footnote-141)

ترجمہ:لام اور راء میں غنہ کے بغیر ادغام لازم ہے۔

اسی طرح شیخ سلیمان بن حسین الجمروزی (المتوفی:١٢٠٩ھ)نے﴿ تحفۃ الاطفال ﴾اس قاعدے کو یوں بیان کیا:

والثَّانِ إِدْغَامٌ بِسِتَّةٍ أَتَتْ فِي (يَرْمَلُونَ) عِنْدَهُمْ قَدْ ثَبَتَتْ[[142]](#footnote-142)

ترجمہ: دوسرا (قاعدہ) نون ساکن اور تنوین کا یرملون کے چھ حروف میں ادغام ہے جو قراء کے نزدیک ثابت ہے۔

پھر آپ ﷫نے لام اور راء کے ادغام کو یوں بیان فرمایا:

وَالثَّانِ إِدْغَامٌ بِغَيْرِ غُنَّهْ فِي اللاَّمِ وَالرَّا ثُمَّ كَرِّرَنَّهْ[[143]](#footnote-143)

ترجمہ:دوسرا ادغام بغیر غنہ کے لام اور راء میں ثابے ہے پھر راء میں صفت تکرار ادا کرو۔

## ادغام با لغنہ:

اگر نون ساکن وتنوین کے بعد حروف ینمو یا یومن (ی،و،م،ن) میں سے کوئی حرف آجائے تو اس صورت میں نون دوسرے حرف سے

پورے طور پر نہیں بدلتا بلکہ اسکی صفت غنہ کو باقی رکھ کر بعد والے حرف میں ادغام کرتے ہیں ۔جیسے :مَن یَقُوْلُ،مِنْ وَلِیّ،اسکو ادغام ناقص کہتے ہیں یعنی مدغم (نون ) کا مدغم فیہ (یاء) میں صفت باقی رہتا ہے جبکہ نون کا نون میں ادغام تام ہوتا ہے

منْ نَشاءُاور نون کا میم میں ادغام مختلف فیہ ہے ،بعض اسے تام کہتے ہیں اور بعض ناقص کہتے ہیں ۔

امام القاسم بن فيرة بن خلف بن أحمد الشاطبي(المتوفی590ھ)نے ادغام بالغنہ کا قاعدہ یوں بیان کیا:

وَكُلٌّ بِيَنْمُو أَدْغَمُوا مَعَ غُنَّةٍ[[144]](#footnote-144)

ترجمہ : تمام قراء نے "ینمو" کے حروف میں ادغام کیا ہے ۔

امام المجودین، محمد ابن الجزری الشافعی (المتوفی: 833ھ) اپنی مشھور رسالہ﴿مقدمۃالجزریۃ ﴾اس کو یوں بیان کیا

وَأَدْغِمَنْ بِغُنَّةٍ فِي: ﴿يُومِنُ﴾[[145]](#footnote-145)

ترجمہ:"یومن" کے چار حروف میں غنہ کے ساتھ ادغام کرو۔

شیخ سلیمان بن حسین الجمروزی (المتوفی:1209ھ)﴿ تحفۃ الاطفال ﴾نے فرمایا :

لَكِنَّهَا قِسْمَانِ قِسْمٌ يُدْغَمَا فِيهِ بِغُنَّةٍ (بِيَنْمُو) عُلِمَا[[146]](#footnote-146)

ترجمہ:لیکن وہ حروف دو قسم ہے ایک قسم میں ادغام غنہ کے ساتھ ہے(اور اس کے حروف) یَنْمُوْسے معلوم ہونگے۔

## نون ساکن کے ادغام کے لئے شرط:

نون ساکن کے ادغام کے لئے شرط ہے کہ نون ساکن اور اسکا مدغم فیہ (جس حروف میں اسکو ادغام کیا گیاہو) دونوں دو کلموں میں ہوں اور اگر یہ دونوں ایک ہی کلمے میں ہوں ہوں گے تو ادغام نہ ہوگا۔جیسا کہ امام الفن استاذ الاساتذہ مولانا قاری عبدالرحمان مکی﴿ فوائد مکیہ ﴾ میں فرماتےہیں:” کہ چار لفظ دُنْيَا، قِنْوانٌ،بُنْیَانٌ، صِنْوَانٌ ،ان میں ادغام نہ ہوگا ،اظہار ہوگا۔“[[147]](#footnote-147)

شیخ سلیمان بن حسین الجمروزی (المتوفی:1209ھ)﴿ تحفۃ الاطفال ﴾اس مستثنی قاعدہ کو یوں بیان فرمایا:

إِلاَّ إِذَا كَانَا بِكِلْمَةٍ فَلاَ تُدْغِمْ كَدُنْيَا ثُمَّ صِنْوَانٍ تَلاَ [[148]](#footnote-148)

ترجمہ:مگر جب (نون ساکن اور تنوین اپنے مدغم فیہ کے ساتھ ) ایک کلمہ میں جمع نہ ہوں تو ادغام مت کر،جیسے دُنْيَا پھرِصِنْوَانٍ تابع ہوا۔

نوٹ: امام الفن قاری عبدالرحمان مکی ﷫نے﴿ فوائد مکیہ ﴾ میں لام اور راء کا قاعدہ بیان کرنے کے بعد فرمایا ”اور ادغام بالغنہ بھی نون ساکن اور تنوین میں ثابت ہے مگر نون ساکن میں یہ شرط ہے کہ مقطوع یعنی مرسوم ہو اور اگر موصول ہے یعنی مرسوم نہیں ہے تو

غنہ جائز نہیں “[[149]](#footnote-149)

اصل میں صاحب فوائد مکیہ نے لام اور راء کا حکم روایت حفص کے دونوں طریق کے مطابق بیان فرمایا

(١)بطریق حفص،(٢) بطریق شاطبی

بطریق شاطبی لام اور راء میں صرف ادغام بلا غنہ ہی ہے جبکہ بطریق جزری لام اور راءمیں ادغام بلا غنہ اور ادغام با لغنہ دونوں جائز ہے جبکہ ادغام بالغنہ کے لئے یہ شرط ہے کہ نون مقطوع ( مرسوم ہو )یعنی نون لکھا ہوا ہو جیسے أَنْ لَّا،اس میں غنہ جائز ہے کیونکہ نون مرسوم ہے اور اگر نون لکھا ہوا نہ ہو جیسے أَلَّا ،تو غنہ جائز نہیں اس لئے کہ نون مرسوم نہیں ہے، غنہ نون کی صفتِ ذاتی ہے ، اگر نون کا وجود ہوگا تو صفت غنہ بھی ہوگی اور اگر نون ہی موجود نہ ہو تو صفت کہاں سے ہوگی۔

## ادغام کی مثالیں:

|  |  |  |  |  |  |
| --- | --- | --- | --- | --- | --- |
| **حروف** | | **نون ساکن کا ادغام** | **مفتوح منون کا ادغام** | **مکسور منون کا ادغام** | **مضموم منون کا ادغام** |
| **یومن کی مثال** | **ی** | وَ  مَنْ  یَّعْصِ   اللّٰهَ | لَفَرِيقًایَّلْوٗنَ | بِقِنْطَارِيؤَدِّهِ | وُجُوْهٌ یَّوْمَىٕذٍ |
| **و** | مِنْ وَاق | ظُلْمًا وَّ زُورًا | وَ وَالِدٍ وَّ مَا وَلَدَ | اِثْمٌ وَّلَا تَجَسَّسُوا |
| **م** | مِنْ مَّآءٍ دَافِقٍ | صُحُفًا مُّطَهَّرَةً | سُرُرٍمَّرْفُوْعَۃ | سِحْرٌ مُّبِينٌ |
| **ن** | لَنْ نَّدْخُلَهَا اَبَدًا | سُجَّدًا نَّغْفِرْ لَكُمْ | اَمْشَاجٍ نَّبْتَلِیْهِ | حِطَّۃٌنَّغْفِرْلَکُم |
| **لام اور راء کی مثال** | **ل** | اَنْ لَّنْ تَقُوْلَ | هُدًى لِلْمُتَّقِينَ | مَالًا لُّبَدًا | حَقٌّ لِّلسَّائِلِ |
| **ر** | مِنْ رَّسُوْلٍ | اَخْذَةً رَّابِیَةً | عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ | مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ |

# اقلاب:

اقلاب کا لغوی معنی : تَحْوِیْلُ الشَّیءِعَنْ وَّجْہِہٖ ہےیعنی کسی چیز کو اسکی حقیقت سے پھیرنا ،اور دل کو بھی قلب کہتے ہے ،دل کو قلب اسلئے کہا جاتا ہے کہ اس میں ہر لمحہ ڈھڑکنے سے تبدیلی آتی رہتی ہے ،

اور اصطلاح تجوید میں اقلاب کی تعریف یوں کی گئی :

قَلْبُ النُّوْنِ السَّاکِنَۃِ وَالتَّنْوِیْنِ مِیْمًا عِنْدَ الْبَاءِ مَعَ غُنَّۃٍ

ترجمہ:نون ساکن اور تنوین کے بعدلفظ باء آنے کی صورت میں انکو میم سے بدل کر غنہ کے ساتھ ادا کرنا ۔

## اقلاب کا قاعدہ:

نون ساکن اور تنوین کے بعد اگر باء آجائے خواہ ایک کلمہ میں ہو یا دو کلمات میں تو اس نون کو میم سے بدل کر اخفاء اور غنہ کے ساتھ پڑھتے ہیں ،اس نون کے میم سے بدلنے کو اقلاب کہا جاتا ہے اور اس نون کو نون مقلوبہ کہا جاتا ہے ۔

امام القاسم بن فيرة بن خلف بن أحمد الشاطبي(المتوفی۵٩٠ھ)نے ﴿ قصیدہ شاطبیہ ﴾ میں قاعدہ اقلاب کو درجہ ذیل شعر میں ذکر کیا :

وَقَلْبُهُمَا مِيْمًا لَدَى الْبَا ۔۔۔۔۔[[150]](#footnote-150)

ترجمہ:نون ساکن اور تنوین کو باء کے پاس (باء سے پہلے واقع ہو)میم سے بدلا جاتا ہے ۔

امام المجودین، محمد ابن الجزری الشافعی (المتوفی: 833ھ) اپنی مشھور رسالہ﴿مقدمۃالجزریۃ ﴾میں اقلاب کے قاعدے کو یوں بیان کیا:

وَالقَلْبُ عِنْدَ البَا بِغُنَّةٍ، كَذَا[[151]](#footnote-151)

ترجمہ:نون تنوین اور نون ساکن جب باء سے پہلے واقع ہو تو انہیں میں سے تبدیل کرکے غنہ کے ساتھ پڑھا جائے ۔

شیخ سلیمان بن حسین الجمروزی (المتوفی:1209ھ)﴿ تحفۃ الاطفال ﴾میں اس کو یوں بیان کیا :

وَالثَّالثُ الإِقْلاَبُ عِنْدَ الْبَاءٖ مِيمًا بِغُنَّةٍ مَعَ الإِخْفَاءٖ[[152]](#footnote-152)

ترجمہ:تیسرا قاعدہ اقلاب ہے جب (نون ساکن اور تنوین کے بعد) باء آجائے تو نون ساکن اور تنوین کو میم سے بدل کر اس میم کو غنہ اور اخفاء سے پڑھنا ۔

## نون مقلوبہ کی ادائیگی کا طریقہ :

نون مقلوبہ کو میم کے مخرج (دونوں ہونٹوں کی خشکی ) سے اس طرح ادا کیا جائے ،کہ پہلے تو دونوں ہونٹوں کی خشکی والے حصے کو نہایت نرمی کے ساتھ ملا کر بقدر ایک الف ،خیشوم میں صفت غنہ کو ادا کیا جائے ،اور پھر اس کے بعد ہونٹوں کے کُھلنے سے پہلے ہی دونوں ہونٹوں کی تَری والے حصے کو سختی کے ساتھ ملا کر باء ادا کی جائے۔

## اقلاب کی توجیہ:

اقلاب کرنے کی وجہ یہ ہے کہ باء کی ادائیگی کے لئے دونوں ہونٹوں کو ملاتے وقت نون میں غنہ کرنا ثقیل محسوس ہوتا ہے اور ادغام بھی

نہیں ہوسکتا کیونکہ نون اور باء کے مخرج کی نوعیت مختلف ہے دونوں میں کو ئی مناسبت نہیں ،جب غنہ بھی نہیں ہوسکتا اور ادغام بھی نہیں ہوسکتا ،لھذا درمیانی حالت اخفاء کو اختیا ر کیا گیا اور اخفاء کے لئے نون کو میم سے بدلا ، اسلئے کہ نون اور میم میں غنہ مشترک کے اور باء اور میم کا مخرج ایک ہے ،اسی وجہ سے نون کو میم سے بدل کر اخفاء سے پڑھا گیا ۔[[153]](#footnote-153)

## اقلاب کی مثالیں :

|  |  |  |  |  |
| --- | --- | --- | --- | --- |
| **اقلاب ِنون ساکن** | | **اقلاب ِنون تنوین** | | |
| ایک کلمہ | دوکلمے | مفتوح منون | مکسور منون | مضموم منون |
| اَنْۢبِـُٔوْنِیْ | اَمَّا مَنْۢ بَخِلَ | قَوْمًا بُۢورًا | زَوْجٍ بَۢھِیْج | تَسْرِیْحٌ بِاحْسَان |

## اخفاء:

اخفاء کا لغوی معنی الستر یعنی چھپانے کے ہیں اور اصطلاح قراء میں قراء میں اخفاء کی تعریف درجہ ذیل ہے :

النطق بالحرف بصفة بين الإظهار والإدغام عاريًا عن التشديد مع بقاء الغنة.

ترجمہ:کسی حرف کو اظہار اور ادغام کے درمیانی کیفیت پر،اس میں صفت غنہ کو باقی رکھ کربغیر تشدید کے ادا کرنا اخفاء کہلاتا ہے ۔

## اخفاء کا قاعدہ:

اگر نون ساکن وتنوین کے بعد حروف حلقی ،حروف یرملون اور باء ( ان تیرہ حروف) کے علاوہ باقی پندرہ حروف میں سے کوئی حرف آجائے تو اس نون میں اخفاء ہوتاہے اور اس نون کو نون مخفی کہا جاتا ہے اور نون کے اس اخفاء کو اخفائے حقیقی کہا جاتا ہے ۔

امام القاسم بن فيرة بن خلف بن أحمد الشاطبي(المتوفی۵٩٠ھ)نے ﴿ قصیدہ شاطبیہ ﴾ میں اخفاء کا قاعدہ یوں بیان کیا:

۔۔۔۔۔۔۔۔وَأَخْفِيَا عَلَى غُنَّةٍ عِنْدَ الْبَوَاقِي لِيَكْمُلَا[[154]](#footnote-154)

ترجمہ:اخفاء کرو ،غنہ کے ساتھ باقی حروف کے آنے کی صورت میں تاکہ بیان مکمل ہوجائے َ

امام المجودین، محمد ابن الجزری الشافعی (المتوفی: ٨٣٣ھ) اپنی مشھور رسالہ﴿مقدمۃالجزریۃ ﴾میں اخفاء کا قاعدہ اسطرح بیان کیا:

اخْفَا لَدَى: بَاقِي الحُرُوفِ؛ أُخِذَا[[155]](#footnote-155)

ترجمہ: (نون ساکن اور تنوین ) ان ( حروف حلقی ،یرملون اور باء ) کے علاوہ حروف سے پہلے ہوں تو اخفاء کے ساتھ پڑھا جائے ۔

شیخ سلیمان بن حسین الجمروزی (المتوفی:١٢٠٩ھ)نے﴿ تحفۃ الاطفال ﴾میں اخفاء کا قاعدہ یوں بیان کیا :

وَالرَّابِعُ الإِخْفَاءُ عِنْدَ الْفَاضِلِ مِنَ الحُرُوفِ وَاجِبٌ لِلْفَاضِلِ[[156]](#footnote-156)

ترجمہ :چوتھا قاعدہ اخفاء ہے جب نو ن ساکن اور تنوین (حروف حلقی ،حروف یرملون ،باء ) کے علاوہ کسی حرف سے پہلے آئے تو فنِ تجوید میں کمال رکھنے والے کے لئے اخفاء واجب ہے

## حروف اخفاء:

حروف اخفاء کی تعداد پندرہ ہے ۔امام جمروزی ﷫نے حروف اخفاء کو درجہ ذیل شعر میں جمع کیا ہے آپ فرماتے ہیں۔  
 فِي خَمْسَةٍ مِنْ بَعْدِ عَشْرٍ رَمْزُهَا فِي كِلْمِ هَذَا البَيْتِ قَد ضَّمَّنْتُهَا  
 صِفْ ذَا ثَنَا كَمْ جَادَ شَخْصٌ قَدْ سَمَا دُمْ طَيِّبًا زِدْ فِي تُقًى ضَعْ ظَالؐمًا[[157]](#footnote-157)

ص ذ ث ک ج ش ق س د ط ز ف ت ض ا ور ظا

(1) پندرہ حروف میں اخفاء ثابت ہے ہم نے ضمناًان حروف کو اگلے شعر کے کلمات میں جمع کیا ہے

(2)تعریف کر صاحب تعریف کی ،بہت سے لوگ ایسے ہیں جو باعتبا ر رتبہ کے بلند ہوئے ہیں ،ہمیشہ پاک رہ ،تقوے میں زیادتی کر اور ظالم کو حقیر جان۔

نوٹ:اس شعر کے ہر کلمہ کا پہلا حرف اخفاء ہے

اسی طرح حروف اخفاءکو اس شعر میں جمع کیا گیا ہے :

**تا و ثا وجیم و دال و ذال و زا و سین شین صاد و ضاد و طا وظا و فا و قاف وکاف بین**

## اخفاءکی ادائیگی کا طریقہ:

نون ساکن اور تنوین کو اسکے مخرج اصلی سے علیحدہ رکھ کر یعنی نوک زبان کو تالو سے جدا مگر اس سے بالکل قریب رکھ کر اسکی آواز کو خیشوم میں چھپا کر بغیر تشدید کے اسطرح ادا کیا جائے کہ نہ تو اظہار ہو اور نہ ادغام بلکہ درمیانی حالت ہو ،اسے اخفائے حقیقی کہا جاتا ہے اور اس نون کو نونِ مخفی کہا جاتا ہے۔

## اخفاء کی توجیہ:

اخفاء اسلئے کیا جاتا ہے کہ نون ساکن اور تنوین اور حروف اخفاء میں نہ تو اتنا بُعد ہے کہ اظہار کیا جائے اور نہ اتنا قُرب ہے کہ ادغام کیا جائے بلکہ درمیانی حالت ہے ،اسلئے اظہار اور ادغام کی درمیانی کیفیت کو اختیار کیا گیا ،جسے اخفاء کا نام دیا گیا ۔[[158]](#footnote-158)

## اخفاء کی مثالیں :

اخفاء کی مثالیں ذیل کے نقشے میں ملاحظہ ہو

|  |  |  |  |  |  |  |
| --- | --- | --- | --- | --- | --- | --- |
| **تعداد** | **حروف** | **امثلہِ نون ساکن** | | **امثلہِ نون تنوین** | | |
| **ایک کلمہ** | **دو کلمے** | **مفتوح منون** | **مکسور منون** | **مضموم منون** |
| **١** | **ت** | مُّنْتَهُوْنَ | اِنْ  تُصِبْكُمْ | حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَا | قٰنِتٰتٍ تٰٓىٕبٰتٍ | مَبْنِیّۃٌ تَجْرِیْ |
| **٢** | **ث** | مَّنْثُوْرًا | فَمَنْ ثَقُلَتْ | اَزْوَاجًا ثَلَاثَۃ | مُّطَاعٍ ثَمَّ اَمِیْنٍ | شَهَابٌ ثَاقِبُ |
| **٣** | **ج** | فَأَنْجَیْنَاہُ | مِنْ جَانِبٍ | سَرَاحًا جَمِيلًا | وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنا | فَصَبْرٌ جَمِیْلٌ |
| **٤** | **د** | أَنْدَادًا | مِنْ دُوْنٍ | كَاسًادِهَاقًا | مُسْتَقِيمٍ دِينًا | قِنْوَانٌ دَانِیَةٌ |
| **۵** | **ذ** | مُنْذِرٌ | عَنْ ذِکْرٍ | حُسْبَانًا ذَلِكَ | بِعَزيزٍذِي انْتِقَامٍ | عَزِيزٌذُوانْتِقَامٍ |
| **٦** | **ز** | أَنْزَلْنٰهُ | کَمَنْ زُیِّنَ | صَعِیْدًا زَلَقًا | يَوْمَئِذٍ زُرْقًا | حَمِيدٌ زَعَمَ |
| **٧** | **س** | مَا نَنْسَخْ | مِنْ سُلٰلَةٍ | بَشَرًا سَوِيًّا | عٰبِدٰتٍ سٰٓىٕحٰتٍ | وَأُمَمٌّ سَنُمَتِّعُهمْ |
| **٨** | **ش** | أَنْشَأَجَنّٰتٍ | اِنْ شَآءَ اللّٰهُ | زِلْزَالًا شَدِيدًا | صَبَارٍ شَكُورٍ | اَلِيْمٌ شَدِيدٌ |
| **٩** | **ص** | یَنْصُرُكُمْ | مِنْ صِیَامٍ | رِیْحًا صَرْصَرًا | مَاءٍصَدِيدٍ | عَمَلٌ صَالِحُ |
| **١٠** | **ض** | مَّنْضُوْد | مِنْ ضَرِیْعٍ | قَوْمًا ضَآلِّیْنَ | قُوّۃٍ ضُعْفًا | مُسْفِرَةٌضَاحِكَةً |
| **١١** | **ط** | یَنْطِقُوْنَ | مِنْ طِیْنٍ | شَرَابًا طَھُوْرًا | كَشَجَرَةٍ طَيِّبَةٍ | بَلْدَةٌ طَيِّبَةً |
| **١٢** | **ظ** | فَانْظُر | مَنْ ظَلَمَ | قُرًى ظَاهِرَةً | لِبَعْضٍ ظَهِيرًا | سَحَابٌ ظُلُمٰتٌ |
| **١٣** | **ف** | فَانْفِرُوا | مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ | خَا لِدًا فِیْھَا | مِنْ شَیْءٍفَھُوَ | مَخْمَصَۃٌفِیْ سَبِیْلِ اللّٰہ |
| **١٤** | **ق** | یَّنْقَلِبُوْنَ | مِنْ قُوَّۃٍ | آيَةً قَالَ | ضُعْفٍ قُوّۃً | كُتُبٌ قَیِّمَةٌ |
| **١۵** | **ک** | یَنْكُثُوْنَ | اِنْ کُنْتُمْ | كِرَامًا كَاتِبِیْنَ | بِدَمٍ كَذِبٍ | رَسُوْلٌ کَرِیْمٌ |

فصل دوم

نون ساکن وتنوین کے معانی پر اثرات

نون ساکن اور تنوین کا بیان گزر چکا ،چونکہ یہ صفات عارضہ کے قبیل سے ہیں اور صفات عارضہ کے بغیر بھی حرف ادا ہوسکتا ہے البتہ حرف کی تحسین باقی نہیں رہتی اور اس قسم کا تارک محض کراہت کا مرتکب ہوگا اور کراہت کا ارتکاب کرنا گناہ صغیرہ ہے ،چنانچہ ملا علی قاری ﷫﴿المنح الفکریہ فی شرح المقدمۃ الجزریہ﴾فرماتےہیں:

وَلَا شَکَّ أَنَّ ھٰذَا النَّوْعِ مِمَّا لیْس بفرض عین یُتَرتَّب عَلَیہِ الْعِقابُ الشَّدیدُ ،وإِنَّمَا فیہِ خَوفُ العِقابِ وَالتَّھدیدِ[[159]](#footnote-159)

ترجمہ:”اور بے شک اخفاء ،قلب ،اظہار اور ادغام وغیرہ کی صفات محسنہ کی نوع (اخفاء ،قلب ،اظہار اور ادغام وغیرہ )کا ادا کرنا یقیناًفرض عین نہیں کہ اسکے ترک پر سخت عذاب مرتب ہو بلکہ اسکے ترک میں سزا اور زجر کا صرف اندیشہ ہے قطعیت نہیں ۔“

تو علامہ علی قاری ﷫کی اس عبارت سے پتا چلا کہ نون ساکن اور تنوین کو ادا نہ کرنے سے معنی میں ایسی تبدیلی واقع نہ ہوگی جس سے معنی میں فساد آئے اور جو نماز کے فساد (ٹوٹنے) کا باعث ہو ،البتہ حرف کا حسن باقی نہ رہے گا جسکی وجہ سے اسکا تارک صغیرہ کا مرتکب ہوگا۔پس جتنے بھی قواعد تجوید ہیں چاہے انکا تعلق صفات عارضہ سے ہو ،اِنکے ادا کرنے سے قران پاک کے حُسن میں اضافہ ہوتا ہے، اور رب تعالی ﷻ کی رضا مندی اسی میں ہے کہ قران پاک کو اسی طرح پڑھا جائے جیسے نازل ہوا چنانچہ ارشاد نبوی ﷐ہے:

” إنّ الله تَعَالٰى يحِبُّ أنْ يُقْرَأَ القُرْآن كما أُنْزِلَ“ [[160]](#footnote-160)

ترجمہ:”بے شک اللہ تعالیٰ (اِس بات کو ) پسند فرماتا ہے کہ قرآن کو اُسی طرح پڑھا جائے جس طرح اُسے نازل کیا گیا ہے“

اسی لئے ہم پر واجب ہے کہ قران کریم کی اسی طرح تلاوت کریں جس طرح نبی کریم رؤوف الرحیم ﷐ پر نازل ہوااور جس طرح آپ ﷣ نے صحابہ کرام کو ترتیل کے ساتھ پڑھایااور محبوب کریم ﷣ کا انداز یہ تھا کہ آپ ﷣حروف کو کما حقّہ صفات اور مخارج کی ادائیگی کے ساتھ ادا فرماتے تھےاور مد ،غنہ ،اظہار ،ادٖغام اخفاء ،تفخیم اور ترقیق الغرض حروف کی خوبصورتی کا خصوصی خیال رکھتے تھے،اس سے یہ بات عیاں ہوجاتی ہے کہ قران کریم کی تلاوت قواعد کے مطابق بالکل ایسی ہونی چاہئے جیسے یہ نازل ہوا تھا تاکہ نصوص قران کے حقیقی معانی کھل کر سامنے آجائیں ۔

لہذا نون ساکن اور تنوین کے احکام جیسے اظہار ،ادغام وغیرہ سے اگرچہ معنی پر ایسا اثر نہیں پڑتا جس سے معنی میں فساد آئے لیکن ان میں غور کرنے سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ ان احکام نے عظیم الشان معانی اور اسرار و رموز کو اپنے اندر سموئے ہوئے ہیں اور ان کا معانی

پر کچھ نہ کچھ اثر ہوتا ہے ۔چنانچہ مشہور محقق مصری الاستاذ محمد شملول ﴿اعجاز رسم القران واعجاز التلاوۃ ﴾ میں اس

حوالے سے ذکر تے ہیں:

إِنّ مَدَّبَعْضَ الْحُرُوْفِ أَوْ إِظْھَارِ التَّنْوِیْنِ وَالنُّوْنِ السَّاکِنَۃِ أَوْ تَطْبِیْقِ الْغُنَّۃِ فیِ التَّنْوِیْنِ وَالنُّوْنِ السَّاکِنَۃِ أو

إِدْغَامِ التَّنْوِیْنِ والنُّوْنِ السَّاکِنَۃِ فِیْ بَعْضِ الْحُرُوْفِ الْأُخْرٰی بِالْإِضَافَۃِ إِلیٰ بَاقِی الْأَحْکَامِ التِّلَاوَۃِ یُعْطِی الْمَعَانِی الْحَقِیْقَۃِ لِاٰیَاتِ الْقُرْاٰنِ الْکَرِیْمِ ۔[[161]](#footnote-161)

ترجمہ:بعض حروف میں مد کا ہونا یا تنوین اور نون ساکنہ کی اظہار یا تنوین اور نون ساکنہ میں غنہ کی ادائیگی یا تنوین اور نون ساکنہ کی بعض دوسرے حروف میں ادغام (ملانا ) ،علاوہ ازیں باقی تمام احکام تلاوۃ ،قران کریم کی آیات کے لئے حقیقی معانی ادا کرتے ہیں ۔

# اظہار اور اخفاء کے معانی پر اثرات:

مشہور محقق مصری الاستاذ محمد شملول ﴿اعجاز رسم القرانواعجازالتلاوۃ﴾میں

اظہاراوراخفاءکےمعنی پر اثر کرنے کے حوالے سے لکھتے ہیں :

فالإظہار یعنی الإلتصاق والفوریہ والأمور القطعیہ وأما الغنۃ فإنھا تعطی المسافۃ والمہلۃ۔[[162]](#footnote-162)

ترجمہ:اظہار التصاق (مابعد والے کلمے سے ملنے)،فوری اداہونے اور امور قطعیہ پر دلالت کرتا ہے جبکہ غنہ فاصلہ اور مہلت کے بارے میں خبر دیتی ہے ۔

قران کریم میں اسکی بےشمار امثلہ موجود ہیں ۔جب ہم اس پر غور کرتے ہیں تو یہ بات سامنے آتی ہے کہ اظہار میں چونکہ نون ساکن کے بعد حرف کو بہت جلد ادا کرنا ہوتا ہے اس لئے یوں محسوس ہوتا ہے کہ ما بعد کلمہ کا اس سے اس قدر شدید الصاق ہوتا ہے کہ وہ کسی فاصل کا متحمل نہیں ہوتا ۔پس نتیجہ یہ نکلا کہ اظہار تین طرح کے کے معانی پردلالت کرتا ہے:

(١)التصاق ( مابعد کے ساتھ ملا ہوا ہونا ) (٢) الفوریہ( شیء کا جلدی ادا ہونا ) (٣) امور قطعیہ

دوسرہ طرف غنہ (اخفاء) وہ مسافت او ر فاصلہ پر دلالت کرتی ہے۔ مذکورہ امور کی مثالیں محقق مصری الاستاذ محمد شملول ﴿اعجاز رسم القران واعجاز التلاوۃ ﴾جمع کیا ہے جن میں چند درجہ ذیل ہیں ۔

٭اللہ ﷯ ن نے سورۃ الزلزال میں فرمایا :

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَه ۝وَ مَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ شَرًّا یَّرَه ۝ (الزلزال٧،٨:٩٩)

ترجمہ:تو جو ایک ذرّہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا اور جو ایک ذرّہ بھر برائی کرے اسے دیکھے گا۔

ہم دیکھتے ہیں کہ ﴿ذَرَّةٍ خَیْرًا﴾میں اظہار ہے جو کہ بغیر غنہ کے ہے کیونکہ**’ ذرۃ ‘** کی تنوین کے بعد حروف حلقی میں سے خاء آرہا ہے ، محقق مصری الاستاذ محمد شملول فرماتے ہیں :”کہ یہاں پر اظہار کرنے کی وجہ یہ ہے کہ خیر ہمیشہ انسان کے ساتھ ملصق رہتی ہے

ذرہ برابر بھی الگ نہیں رہتی ۔[[163]](#footnote-163)“یعنی انسان جب نیکی کا ارادہ کرتا ہے اور عمل نہیں کیا ہو تو اسکے نامہ اعمال میں ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور جس نے عمل کرلیا اس کے لئے اسے سات سو تک نیکیوں کو بڑھا کر لکھ دیا جاتا ہےچنانچہ سیدنا ابن عباس ﷛ سے روایت ہے :

عَنِ ابن عباس ؓعن النَّبِيِّ ﷺ، فِيمَا يَرْوِي عَنْ رَبِّہٖﷻ قالَ: قَالَ: ﴿إِنَّ اللَّهَ كَتَبَ الْحَسَنَاتِ وَالسَّيِّئَاتِ ثُمَّ بيَّن ذَلِكَ، فَمَنْ همَّ بِحَسَنَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، فَإِنْ هُوَ همَّ بِهَا وعملها كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ عِنْدَهُ عَشْرَ حَسَنَاتٍ إِلَى سبعمائة ضِعْفٍ إِلَى أَضْعَافٍ كَثِيرَةٍ، وَمَنْ همَّ بِسَيِّئَةٍ فَلَمْ يَعْمَلْهَا كَتَبَهَا اللَّهُ لَهُ عِنْدَهُ حَسَنَةً كَامِلَةً، فَإِنْ هُوَ همَّ بِهَا فَعَمِلَهَا كَتَبَهَا الله له سيئة واحدة۔﴾[[164]](#footnote-164)

ترجمہ:سیدنا ابن عباس ﷛ سے روایت ہے آپ فرماتے ہیں: کہ نبی ﷣ نے رب باری تعالی سے روایت کرتے ہوئے فرمایا : ”کہ اللہ﷯ نے نیکیوں اور برائیوں کو لکھ کر مقدر کردیا ہے پھر ان کا بیان فرمادیا ہے سو جس شخص نے نیکی کا ارادہ کیا اور اس پر عمل نہیں کیا تو اللہ تعالیﷻاس کے لئے ایک مکمل نیکی لکھ دیتا ہے اور جس نے نیکی کا ارادہ کیا اور اس پر عمل کرلیا تو اللہ تعالی اس کے دس سے لیکر سات سو( ٧٠٠)نیکیاں بلکہ اس سے بھی بڑھا کر لکھ دیتا ہے اور جس نے برائی کا ارادہ کیا اور اس پر عمل نہیں کیا تو اللہ تعالی اپنے پاس اسکی ایک مکمل نیکی لکھ دیتا ہے اور اگر اس نے برائی کا ارادہ کیا اور اس پر عمل کرلیا تو اللہ تعالی اسکی ایک برائی لکھ دیتا ہے “

تو یہ ہے خیر کا انسان کے ساتھ الصاق کہ خیر کے ساتھ وابستہ ہوتے ہی اسکی نیکیوں میں اضافہ ہونا شروع ہوجاتا ہے ۔

اور دوسری آیت میں﴿ ذَرَّةٍ شَرًّا﴾میں غنہ ہورہا ہے کیونکہ تنوین کے بعد حروف اخفاء میں سے ’شین ‘ آیا ہے ،اس کے بارے میں آپ فرماتے ہیں ”جو اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انسان جب کسی برائی کا ارتکاب کرتا ہے تو توبہ کے ذریعے اسے موقع دیا جاتا ہے تاکہ اس برائی کو اپنے آپ سے جدا کرسکے“ جس طرح حدیث پاک میں اس کا ذکر ہوا کہ جب وہ برائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسکو مہلت دی جاتی ہے یہاں تک کہ اپنے ارادے کو ترک کریں اور اگر وہ اپنے ارادے کو ترک کرتا ہے تو اسکے عوض اسکے لئے ایک نیکی لکھ دی جاتی ہے اور جب اس برے کام کا ارتکاب کرتا ہے تب بھی موت سے پہلے پہلے تک اس کے لئے توبہ کا دروازہ کھلا ہے ۔

٭دوسرا معنی جس پر اظہا ر دلالت کرتا ہے وہ ہے الفوریہ یعنی اظہار بغیر کسی فاصلے کے فعل کے جلدی ادا ہونے پر دلالت کرتا ہے جیسا کہ اللہ ﷯ نے ارشاد فرمایا :

وَ اِذَا سَاَلَكَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ أُجِیْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ-فَلْیَسْتَجِیْبُوْا لِیْ وَ لْیُؤْمِنُوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ(البقرہ ١٨٦:٢)

ترجمہ: اور اے محبوب جب تم سے میرے بندے مجھے پوچھیں تو میں نزدیک ہوں دعا قبول کرتا ہوں پکارنے والے کی جب مجھے پکارے تو انہیں چاہیے میرا حکم مانیں اور مجھ پر ایمان لائیں کہ کہیں راہ پائیں۔

محقق مصری الاستاذ محمد شملول فرماتے ہیں :”کہ یہاں پر﴿ قَرِیْبٌ أُجِیْبُِ﴾کے درمیان اظہار ہورہا ہے کیونکہ نون تنوین کے بعد

حروف حلقی میں سے ہمزہ آیا ہے پس ﴿ قَرِیْبٌ أُجِیْبُِ﴾کے درمیان عدم غنہ کا وجود رب العزت کے سرعت اجابت پر دلالت کرتا ہے ۔“[[165]](#footnote-165)

رب تعالی ﷻ اپنے بندوں کی دعا کو قبول کرتا ہے وہ خود فرماتا ہے :﴿ أُدْعُوْنِیْۤ اَسْتَجِبْ لَكُم﴾(المومن٦٠:٤٠ )یعنی تم مجھے پکارومیں تمہاری دعا قبول کروں گا ۔تو خالق لم یَزل تو فرمارہا ہے کہ ہے کوئی بند ہ جو مجھ سے مانگے میں اسکو عطا کروں لیکن ہو کوئی جو در اقدس پر آکر اپنا سرِنیاز کو جھکا دے ،دلِ درد مند کی داستان، اشکبار آنکھیں سنارہی ہو اور اسکو یقین ہو کہ وہ اس قادر مطلق کے سامنے اپنا قصہ غم پیش کررہا ہے اور اپنی مشکل کو بیان کررہا ہے جسکے سامنے کوئی مشکل ،مشکل ہی نہیں ۔

٭اسی طرح اللہ ﷯ نے ﴿سورۃ القارعۃ﴾ میں فرمایا :

فَاَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِیْنُه ۝فَهُوَ فِیْ عِیْشَةٍ رَّاضِیَةٍ۝وَ اَمَّا مَنْ خَفَّتْ مَوَازِیْنُه۝(القارعۃ ٦،٧،٨:١٠١)

ترجمہ: تو جس کی تولیں بھاری ہوئیں، وہ تو من مانتے عیش میں ہیں،اور جس کی تولیں ہلکی پڑیں ۔

﴿مَنْ ثَقُلَتْ﴾کے نون ساکن میں غنہ ہورہا ہے کیونکہ نون ساکن کے بعد حروف اخفاء میں سے ’ثاء‘آیا ہے اس سے اس اطمئنا ن اور راحت کی وضاحت مطلوب ہے جس سے اہل جنت بہر ہ مند ہوں گے۔

اوراگلی آیت ﴿مَنْ خَفَّتْ﴾ کے نون ساکن میں اظہار ہورہا ہے کیونکہ نون ساکن کے بعد حروف حلقی آرہاہے اور یہ سرعت رب العزت کے سریع الحساب اور سریع العقاب ہونے کی وضاحت کررہی ہے[[166]](#footnote-166) ،یعنی اللہ﷯ بہت جلد سزا اور جزا دینے والا ہے اور قیامت کے دن اللہ ﷯ بہت جلد سزا اور جزا دینے والا ہے اور قیامت کے دن اللہ عزوجل ایک آن میں سارے ہی بندوں کا حساب لے لے گا جسطرح رب العزت ﷻ نے خود سورۃ النحل میں فرمایا :﴿وَ مَاۤ اَمْرُ السَّاعَةِ اِلَّا كَلَمْحِ الْبَصَرِأَوْهُوَ َقْرَبُ﴾(النحل٧٧:١٦) (یعنی اور قیامت کا معاملہ نہیں مگر جیسے ایک پلک کا مارنا بلکہ اس سے بھی قریب)صدر الافاضل علامہ نعیم الدین مراد آبادی اس آیت کی تفسیر میں لکھتے ہیں :”(کہ اس سے بھی قریب اسلئے فرمایا) کیونکہ پلک مارنا بھی زمانہ چاہتا ہے جس میں پلک کی حرکت حاصل ہو اور اللہ تعالٰی جس چیز کا ہونا چاہے وہ کُنْ فرماتے ہی ہو جاتی ہے“[[167]](#footnote-167)

٭اسی طر ح سورۃ قریش میں باری تعالی نے ارشاد فرمایا :   
 الَّذِیْۤ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْ عٍ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ(قریش٤:١٠٦)

ترجمہ:جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا اور انہیں ایک بڑے خوف سے امان بخشا۔

﴿مِّنْ جُوْ عٍ ﴾میں نون ساکن میں اخفاء ہورہا ہے کیونکہ اس کے بعد حروف اخفاء میں سے خاء آرہا ہے ، الاستاذ محمد شملول اسکی وجہ یہ بیان کرتے ہیں :” نو ن کا غنہ اس بات پر دلالت کررہی ہے کہ بھوک تب ہی متحقق (پایا جانا ) ہوگی جب کھانا کھائے کچھ وقت لگا ہو (یعنی بندے کو کافی وقت کے گزرنے کے بعد بھوک لگتی ہے اور یہ ہر انسان کے اعتبار سے مختلف ہوتا ہے کسی کو کھانا کھانے کے بعد ایک گھنٹے میں بھوک لگتی ہے ،کسی کو دو گھنٹے میں بھوک لگتی ہے جبکہ کچھ لوگ ایسے بھی ہوتے ہیں جن کو چوبیس (٢٤) گھنٹے میں ایک مرتبہ کا کھانا کفایت کرجاتا ہے ،پس اس آیت میں غنہ مدت طویلہ پر دال ہے )جبکہ دوسری مثال ﴿مِّنْ خَوْفٍ ﴾میں غنہ نہیں کیونکہ نون ساکن کے بعد حروف حلقی میں سے خاء کے آنے کی وجہ سے اظہار ہورہا ہے تو یہاں پر غنہ کا نہ ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ خوف اور بد امنی کی حالت میں انسان اس بات کا متمنی ہوتا ہے کہ اگلے ہی لمحے بڑی تیزی سے یہ خوف امن میں تبدیل ہوجائے۔“ [[168]](#footnote-168)

٭اسی طرح اسی سورۃ احقاف میں اللہ رب العزت نے اپنے نیک بندوں کے بارے میں فرمایا :

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ (الاحقاف١٣:٤٦)

ترجمہ: بےشک وہ جنہوں نے کہا ہمارا رب اللہ ہے پھر ثابت قدم رہے ان پرکوئی خوف نہیں ہوگا ۔

اس آیت میں نیک صالح لوگوں کی بات ہورہی ہے کہ جو ہدایت کی پیروی کریگا اس پر کوئی خوف نہیں ہوگا تو ﴿فَلَا خَوْفٌ عَلَیْهِمْ ﴾میں عدم غنہ اس بات کی وضاحت کررہا ہے کہ ایمان اور عمل صالح کرنے والوں کو ایک لمحہ کے لئے بھی خوف نہیں کرنا چاہئے ۔

٭اسی طرح سورۃ الفاطر میں اللہ رب العالمین نے فرما یا :

وَ مَا یَسْتَوِی الْبَحْرٰنِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآىٕغٌ شَرَابُهٗ وَ هٰذَا مِلْحٌ اُجَاجٌ(فاطر١٢:٣٥)

ترجمہ: ”اور دونوں سمندر ایک سے نہیں یہ میٹھا ہے خوب میٹھا جس کا پانی خوشگوار اور یہ کھاری ہے تلخ۔“

پہلے تینوں الفاظ (عَذْبٌ، فُرَاتٌ ،سَآىٕغٌ)میں نون تنوین کے بعد حروف اخفاء کی آنے کی وجہ سے غنہ ہورہا ہے ۔ محقق مصری الاستاذ محمد شملول فرماتے ہیں :”کہاسکی حکمت یہ ہے کہ میٹھی اور ذائقہ دار چیز کو راحت اور سکون سے پیتے ہیں اور اسکے پینے میں وقت لگتا ہے لیکن﴿ مِلْحٌ اُجَاجٌ ﴾میں ’مِلْحٌ ‘پر اظہار ہونے کی وجہ یہ ہے کہ کھاری اور کڑوی چیز کو جلدی سے پینے کی کوشش کی جاتی ہے اور اس میں وقت نہیں لگتا“ [[169]](#footnote-169)

٭مذکورہ امور میں سے تیسرا امر جس پر اظہار دلالت کرتا ہے ،امور قطعیہ ہے محقق مصری الاستاذ محمد شملول ﴿اعجاز رسم القران واعجاز التلاوۃ ﴾میں اسکی متعدد مثالیں ذکر کی ہے[[170]](#footnote-170) اس کی ایک مثال سورۃ الاخلاص ہے اللہ رب العالمین فرماتا ہے:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ۝اَللّٰهُ الصَّمَدُ۝لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ۝ وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَد۝(الاخلاص)

ترجمہ: تم فرماؤ وہ اللہ ہے وہ ایک ہے ،اللہ بے نیاز ہے ،نہ اس کی کوئی اولاد اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوااور نہ اس کے جوڑ کا کوئی ہے۔

پوری سورہ اخلاص میں کہیں بھی غنہ نہیں پایا جارہا ہے پوری سورۃ مبارکہ میں عدم غنہ کا وجود اس بات کی طرف اشارہ کررہا ہے کہ توحید

الہی ایسے امور قطعیہ میں سے ہے جو زمانے کی مسافتوں سے ماوراء ہے یعنی ہر زمان و مکان میں یہ ثابت و قائم ہے ۔

٭اسی طرح اللہ رب العزت نے سورہ ال عمران میں فرمایا :

وَ مَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّا اللّٰهُ(ال عمران٦٢:٣)

ترجمہ: ”اور اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں“

﴿مِنْ اِلٰهٍ﴾ میں نون ساکن کے بعد حرف حلقی میں سے ہمزہ کے آنے کی وجہ سے اظہار ہورہا ہے اور’ مِنْ‘ اور ’اِلٰهٍ کے درمیان کوئی غنہ یا مسافت نہیں ہے اسلئے کہ یہ امر قطعی ہے ۔

٭اسی طرح درجہ ذیل آیات جو قران مجید میں متعدد مقام پر وارد ہوئیں ہیں :

وَ اللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ (ال عمران٣٤:٣) ترجمہ:اور اللہ سنتا جانتا ہے

وَ اللّٰهُ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ(البقرۃ ٢٢٨:٢) ترجمہ اور اللہ غالب حکمت والا ہے

وَ اللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِیْم(المائدہ٥٥:٥ ) ترجمہ: اور اللہ وسعت والا علم والا ہے

یہ تمام اللہ ﷯ کے اسماء قطعیہ ہے جن کے درمیان کوئی بھی فاصلہ غنہ کی شکل میں نہیں ہے ،اور ان تما م اسماء میں نون تنوین کے آنے بعد حروف حلقی کے آنے کی وجہ سے اظہار ہورہا ہے جو قطعیت پر دلالت کرتا ہے۔

# ادغام کے معانی پر اثرات:

ادغام کی تعریف ،حکم اور اقسام پر سابقہ فصل میں روشنی ڈالی گئی ہے ،مختصرًا یہ کہ نون ساکن اور تنوین کے بعدحروف یرملون میں سے کوئی حرف آجائے تو’**یومن‘** کےکے چار حروف میں غنہ کیا جاتا ہے اور لام اور راء میں غنہ نہیں کیا جاتا ہے ،ادغام کی دو اقسام ہیں

(١)ادغام بالغنہ (٢) ادغام بلاغنہ

ادغام بالغنہ کو ادغام ناقص بھی کہا جاتا ہے اسکا مفہوم یہ ہے کہ دوران ادغام نون کی صفت غنہ باقی رہے اور ادغام بلا غنہ کو ادغام کامل کہا جاتا ہے ،اسکا مطلب یہ ہے کہ نون کو بغیر غنہ کے ادا کیا جائے۔

## ادغام ناقص :

ادغام ناقص کے معنی پر اثر کرنے کے حوالے سے اس محقق مصری الاستاذ محمد شملول ﴿اعجاز رسم القران واعجاز التلاوۃ ﴾میں فرماتے ہیں :

فَإِنَّ الْإِدْغَامَ النَّاقِصِ بِغُنَّۃٍ یَحْتَوِیْ عَلٰی مُسَافَۃٍ زَمَنِیَّۃٍ تُسَاعِدُ فِیْ إِبْرَازِ الْمَعْنٰی مِنْ نَاحِیَۃٍ أَنَّہٗ یُوْجَدُ إِمْتِدَادٌ أَوْ

طُوْلٌ أَوْإِتِّسَاعٍ لِلْمَعْنٰی أو عَدْمِ عُجْلَۃٍ[[171]](#footnote-171)

ترجمہ:ادغام ناقص بالغنہ ایسے مسافت زمانیہ پر مشتمل ہوتا ہے جو معنی کے اظہار کا اسطر ح معاون بنے کہ معنی میں امتداد ،طول ،

وسعت معنی اور عدم عجلت پایا جائے ۔

پتا چلا ادغام ناقص بقاء ،استمرار اور وسعت معانی پر دلالت کرتا ہے ۔اسکی متعدد مثالوں کو محقق مصری مصری الاستاذ محمد شملول نے﴿اعجاز رسم القران واعجاز التلاوۃ ﴾میں جمع کیا ہے جن میں سے چند درجہ ذیل ہیں :

٭اللہ ﷯ نے سورۃ الزلزال میں فرمایا :

فَمَنْ یَّعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَیْرًا یَّرَه(الزلزال٧:٩٩)

ترجمہ:تو جو ایک ذرّہ بھر بھلائی کرے اسے دیکھے گا۔

تو ﴿فَمَنْ یَّعْمَلْ﴾ میں ادغام ناقص ہورہا ہے کیونکہ نو ن ساکن کے بعد حروف یرملون میں سے یاء آرہا ہے ۔ الاستاذ محمد شملول فرماتے ہیں:” اس آیت میں ادغام ناقص کے ذریعے عمل کے بقاء اور استمرا ر کی طرف اشارہ کیا گیا ۔“[[172]](#footnote-172)یعنی انسان جو بھی نیک عمل کرتا ہے وہ باقی رہے گا اور اسکے لئے آخرت میں نفع بخش ہوگا جیسا کہ سیدنا انس ﷛ سے روایت ہیں:

عَنْ [أَنَسِ بْنِ مَالِكٍ](inr://man-822) قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ﴿:إِنَّ اللهَ لَا يَظْلِمُ مُؤْمِنًا حَسَنَةً يُعْطَى بِهَا فِي الدُّنْيَا، وَيُجْزَى بِهَا فِي الْآخِرَةِ۔ ﴾ إلخ

ترجمہ:سیدنا انس بن مالک ﷛ سے روایت ہے ،آپ فرماتے ہیں :کہ رسول اللہ ﷐ نے فرمایا :”کہ اللہ رب ذولجلال مؤمن آدمی کی نیکی ضائع نہیں کرتا اسے دنیا میں بھی اس کا بدلہ مل جاتا ہے اور آخرت میں بھی اسکا اجر دیا جائیگا ۔[[173]](#footnote-173)

٭اسی طرح اللہ خ﷯ نے سورۃ البقرۃ میں ارشاد فرمایا :

وَ مَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ(البقرۃ٧٤:٢)

ترجمہ:”اور اللہ تمہارےکوتکوں(بُرے کاموں) سے بے خبر نہیں۔“

اور سورۃ الانبیاء میں فرمایا :

قَدْ كُنَّا فِیْ غَفْلَةٍ مِّنْ هٰذَا(الانبیاء ٩٧:٢١)

ترجمہ:(کافر کہیں گے :ہائے ہماری خرابی )ہم اس غفلت میں تھے۔

اب پہلی والی آیت میں﴿ بِغَافِلٍ ﴾کے **’لام‘** کی تنوین کے بعد حروف ِحلقی میں سے**’ عین‘** کے آنے کی وجہ سے اظہار ہورہا ہے جو اس

بات کی اطلاع دے رہا ہے کہ رب باری تعالی ایک لمحہ بھر اپنے بندوں کے اعمال سے بے خبر نہیں ہے لیکن دوسری آیت میں اسی لفظ

**’** **غفلت‘**کی نسبت بندوں کی طرف ہے ۔اس میں ﴿غَفْلَةٍ ﴾کی تنوین کے بعد حروف یرملون میں سے نون کے آنے کی وجہ سے

غنہ ہورہا ہے جو استمرار کے معنی کو متضمن ہے ،اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ انسان بہت دیر تک غفلت میں مبتلاء رہتا ہے

## ادغام کامل:

ادغام کامل کے معانی پر اثر کرنے کے حوالے سے محقق مصری الاستاذ محمد شملول ﴿اعجاز رسم القران واعجاز التلاوۃ ﴾ فرماتے ہیں :

أَمَّا فِیْ حَاَلَۃِ الْإِدْغَامِ اْلْکَامِلِ بِدُوْنِ غُنَّۃٍ فَإِنَّ ھَذَا یُسَاعِدُ فِیْ إِبْرَازِ الْمَعْنٰی بِأَنَّہٗ لَا تُوْجَدُ مُسَافَۃٌ زَمَنِیَّۃٌ وَبِا لتَّالِی فَإِنَّ الْأَمْرَ قَطْعِیٌّ وَبِدُوْنِ زَمَنٍ وَتُعْتَبَرُ الْکَلِمَتَانِ مُلْتَصِقَیْنِ إِلْتِصَاقًا کَامِلاً۔[[174]](#footnote-174)

ترجمہ:بہر حال ادغام کامل بالغنہ کی حالت میں یہ (نون ساکن اور تنوین ) اظہار معنی میں اس طرح معاون بنتا ہے کہ معانی میں مسافت زمانی نہ پائی جاتی اور بے شک امرقطعی ہوتی ہے بغیر زمانے کے ،اور دونوں کلمات کا اعتبار اسطرح ہوتی ہے کہ ان میں التصاق کامل ہے

اس سے پتا چلا ادغام کامل تبیین ،وضاحت ،مسافت زمانی ،التصاق اور امر قطعی پر دلالت کرتا ہے ۔

٭اسی طرح سورۃ الضحی میں رب العزت نے ارشاد فرمایا :

وَ لَلْاٰخِرَةُ خَیْرٌ لَّكَ مِنَ الْاُوْلٰى(الضحی٤:٩٣)

ترجمہ: اور بے شک پچھلی تمہارے لیے پہلی سے بہتر ہے ۔

﴿خَیْرٌ لَّكَ﴾میں راء کی تنوین کے بعد حروف یرملون میں سے لام کے آنے کی وجہ سے ادغام کامل ہورہا ہے ۔ محقق مصری الاستاذ محمد شملول ﴿خَیْرٌ لَّكَ﴾ میں ادغام بلا غنہ ہونے کی وجہ بیان کرتے ہوے فرماتے ہیں :”کہ اس اس بات کی طرف اشارہ ہے کہ خیر کا محبوب ﷣کی ذات کے ساتھ الصاق کامل ہے ۔یہ خیر کبھی بھی آپ ﷣ سے منفصل (جدا) نہیں ہوسکتی “[[175]](#footnote-175)

یعنی نبی اکرم نور مجسم ﷐ خیر کے کام میں سب سے سبقت کرنے والے ہیں اور اس بات کی تائید احادیث کریمہ سے بھی ہوتی ہے ،جیساکہ نزول وحی والی حدیث ‏میں،جسے امام محمد بن اسماعیل البخاری ﷫ نے﴿ باب: كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْيِ ﴾میں لے کر آئیں ،ذکر ہیں کہ نبی کریم رؤوف الرحیم ﷐ جب واپس غار حراء سے تشریف لائیں ،تو غار حراء کا واقعہ ام المؤمنین سیدہ خدیجۃ الکبری﷞ کو سنایا پھر سیدہ پاک ﷞نے آپ ﷣ سے عرض کیا :

كَلَّا وَاللَّهِ مَا يُخْزِيكَ اللَّهُ أَبَدًا، إِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ، وَتَحْمِلُ الْكَلَّ، وَتَكْسِبُ الْمَعْدُومَ، وَتَقْرِي الضَّيْفَ، وَتُعِينُ عَلَى نَوَائِبِ الْحَقِّ.[[176]](#footnote-176)

ترجمہ: ”اللہ کی قسم ! اللہ رب العالمین کبھی آپکو شرمندہ نہیں کریگا ،آپ رشتہ داروں سے میل جول رکھتے ہیں ،کمزوروں کا بوجھ اٹھاتے

ہیں ،ناداروں کے لئے کماتے ہیں ،مہمان نوازی کرتے ہیں اور راہ حق میں پیش آنے والی مشکلات میں مد د کرتے ہیں۔“

اسی طرح محبوب رب دوجہاں ﷐ کائنا ت میں سب سے زیادہ سخی ہے جیسا کہ سیدنا ابن عباس ﷛ سے روایت ہے:

عن ابن عباس قَالَ:كَانَ النَّبِيُّ ﷺ أجود الناس بالخير وأجود ما يكون في شهر رمضان، لأن جبريل كان يلقاه في كل ليلة في شهر رمضان حتى ينسلخ، يعرض عَلَيْهِ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ القرآن، فإذا لقيه جبريل، كان أجود بالخير من الريح المرسلة.،[[177]](#footnote-177)

ترجمہ:نبی کریم ﷐ سب سے زیادہ خیر کی سخاوت کرتے تھے اور سب سے زیادہ سخاوت آپ رمضان کے مہینے میں کرتے تھے کیونکہ حضرت جبریل ﷣ آپ ﷐سے رمضان کے مہینہ کی ہر رات میں ملاقات کرتے تھے حتی کہ رمضان کا مہینہ ختم ہوجاتا،رسول اللہ ﷐ حضرت جبریل ﷣ کے سامنے قران مجید کی تلاوت کرتے ،پس جب آپ سے حضرت جبریل ﷣ ملاقات کرتے تو آپ بارش برسانے والی ہواؤں سے زیادہ سخاوت فرماتے تھے۔

سیدنا ابن عباس ﷛ کا نبی کریم ﷐ کی سخاوت کو بارش برسانے والی ہواؤں سے تشبیہ دینے کی وجہ یہ ہے کہ ہوائیں کبھی چلتیں ہیں اور کبھی بند ہوجاتی ہے اور ہواؤں میں سے بعض بانجھ اور نقصان دہ ہوتی ہے اور بعض خیر کی بشارت دینے والی ہوتی ہے ،اسی لئے سیدنا ابن عباس نے آپ﷣ کی سخاوت کو مطلقاًہواؤں سے تشبیہ نہیں دی بلکہ بارش برسانے والی ہواؤں کے ساتھ تشبیہ دی ہے جو خیر کی بشارت دیتی ہے [[178]](#footnote-178)

مذکورہ بالا دو احادیث سے﴿خَیْرٌ لَّكَ﴾میں ادغام کامل ہونے کی وجہ روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ خر کا کس طرح محبوب کریم ﷣ کے ساتھ الصاق کامل ہے ۔

٭اللہ ﷯ نے سورۃالاخلاص میں ارشاد فرمایا :

وَ لَمْ یَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَد(الاخلاص٤:١١٢)

ترجمہ:اب﴿ وَ لَمْ یَكُنْ ﴾میں نون ساکن کے بعد حروف یرملون میں سے لام آنے کی وجہ سے ادغام کامل ہورہا ہے جو اس بات میں قطعیت کا فائدہ دے رہا ہے کہ حق تعالی جل شانہ کی برابری کی کسی میں قوت ہی نہیں ۔وہ یکتا و بے نیاز ہے۔

٭اسی طرح سورۃ ھُمَزۃ میں ارشاد فرمایا :

وَیْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ(الھمزہ١:١٠٤)

ترجمہ: خرابی ہے اس کے لیے جو لوگوں کے منہ پر عیب کرے پیٹھ پیچھے بدی کرے۔اس آیت میں میں ادغام تام ہے اس آیت میں نص ہے کہ غیبت کرنے والے کے ساتھ عذاب اسطرح ملصق ہوگیا گویا کہ اسکی ذات کا جزء بن گیا ۔[[179]](#footnote-179)

باب چہارم

مدات کے معانی پر اثرات

فصل اول

مدّات کا بیان

# مدکی تعریف

مد کا لغوی معنی زیادتی کے ہے یعنی دراز کرنا ،کھینچنا اور یہ اللہ عزوجل کے اس قول سے ماخوذ ہے ویُمْدِدْکُم بامْوالٍ وَّبَنِیْن(نوح ۱۲:٧١) اور اصطلاح تجوید میں مد کی یوں تعریف کی جاتی ہے

إطالة الصوت بحرف المد أو اللِّين عند وجود السبب[[180]](#footnote-180)

ترجمہ : مد سبب کے پائے جانے کی صورت حروف مدہ اور لین میں آواز دراز کرنے کا نام ہے ۔ اور مد کی ضد قصر ہے

## قصر کی تعریف :

قصر کا لغوی معنی الحبس یعنی روکنا اور اصطلاح تجوید میں قصر کی تعریف اس انداز میں کی گئی :

إثبات حرف المد أو اللين من غير زيادة فيه لعدم وجود السبب.[[181]](#footnote-181)

ترجمہ :سبب کے پائے نہ جانے کی وجہ سے حروف مدہ یا لین کو بغیر کسی زیادتی آواز کے پڑھنا قصر کہلاتا ہے

## حدیث پاک سے مد کا ثبوت :

مد کا اصل حدیث پاک سے ثابت ہے اما م بخاری ﷫اپنی صحیح میں اس حدیث کو لائے ہیں :

عن قتادة َقَالَ سَأَلْتُ أَنَسَ بْنَ مَالِك﷜ عنْ قِراءةِ النَّبِيِّ ﷺ فَقَالَ: كَانَ يمُدُّ مَدًّا[[182]](#footnote-182)

ترجمہ:حضرت قتادۃ ﷛سے روایت ہیں وہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس بن مالک ﷜ سے نبی کریم ﷺ کی قراءت کے متعلق سوال کیا تو انہوں نے فرمایا” کہ جس لفظ پر مد ہو آپ ﷺ اس کو کھینچ کر پڑھتے تھے “

اقسام مد

مد کی دو قسمیں ہیں (1) مد اصلی (2) مد فرعی

# مداصلی:

مد اصلی کی یوں تعریف کی گئی ہے :

ھو ما لا تقوم ذات الحرف الا بہ ولا یتوقف علی سبب[[183]](#footnote-183)

ترجمہ:مد اصلی وہ مد ہے کہ اسکو ادا کیے بغیر حرف کی ذات ہی باقی نہ رہے اور جو کسی سبب پر موقوف نہ ہو

نیز اس مد کو ذاتی اور طبعی بھی کہا جاتا ہے ، شیخ سلیمان بن حسین الجمروزی (المتوفی:١٢٠٩ھ)نے﴿ تحفۃ الاطفال ﴾ نے مد اصلی کو یوں بیان کیا ہے

وَالْمَدُّ أَصْلِيٌّ وَفَرْعِيٌّ لَهُ وَسَمِّ أَوَّلًا طَبِيعِيًّا وَهُو[[184]](#footnote-184)  
 مَا لاَ تَوَقُّفٌ لَهُ عَلَى سَبَبْ وَلا بِدُونِهِ الحُرُوفُ تُجْتَلَبْ

بلْ أَيُّ حَرْفٍ غَيْرُ هَمْزٍ أَوْ سُكُونْ جَا بَعْدَ مَدٍّ فَالطَّبِيعِيَّ يَكُونْ

ترجمہ : اور مد ( کی دو قسمیں ہیں ) اصلی اور فرعی اور پہلی کا نام مد طبعی رکھ ،اور مد طبعی وہ ہے جو کسی سبب پر موقوف نہ ہو اور نہ اس کے بغیر حروف ادا کیے جاسکیں ۔بلکہ کوئی سا حرف ہمزہ اور سکون کے علاوہ حرف مد کے بعد آئے تو مد طبیعی ہوگا۔

## وجہ تسمیہ:

اسکو مد اصلی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اصل کے معنی جڑ کے ہیں چونکہ حروف مدہ مد کے لئے بمنزل جڑ کے ہوتےہیں اگر یہ نہ ہو تو مد کا وجود ہی نہ پایا جائے ۔اور اسکو مد ذاتی اسلئے کہا جاتا ہے کہ یہ حرف مد کی اپنی ذاتی مقدار ہوتی ہے اور اس کو مد طبعی اسلئے کہا جاتا ہے کہ سلیم الطبع شخص اسکی ذاتی مقدار کو اپنی طبیعت کے مطابق صحیح ادا کرلیتا ہے

## مد فرعی :

مد فرعی کی قراء کرام نے یوں تعریف کی

فهو المدُّ الزائد على المد الأصلي لسبب من الأسباب.[[185]](#footnote-185)

ترجمہ : مد فرعی وہ مد ہے جو مد اصلی پر کسی سبب سے زائد ہو ۔

امام جمروزی ﷫ نے ﴿ تحفۃ الاطفال ﴾ نے مد فرعی کو درجہ ذیل شعر میں بیان کیا :

وَالآخَرُ الْفَرْعِيُّ مَوْقُوفٌ عَلَى سَبَبْ كَهَمْزٍ أَوْ سُكُونٍ مُسْجَلا[[186]](#footnote-186)

ترجمہ: اور دوسری مد کا نام فرعی ہے جو کسی سبب پر موقوف ہو جیسے ہمزہ اور سکونِ مطلق

## وجہ تسمیہ:

فرع کا مطلب "زائد عن الا صل " یعنی وہ زائد مقدار جو کہ اصلی مقدار سے بڑھ کر ہو چونکہ مد اصلی فرعی کے لئے جڑ کے بمنزل ہے اور مد فرعی شاخ کی طرح ہے پس جس طرح شاخ کا وجود جڑ کے وجود کےبغیر نہیں ہوتا اسی طرح مد فرعی کا وجود بھی مد اصلی کے بغیر نہیں

پایا جاتا ۔

## محل مد :

حروف مدہ اور حروف لین محل مد کہلاتے ہیں حروف مدہ تین ہیں : الف ،واو ،یا

**(۱)الف مدہ :**الف سے پہلے فتحہ ہو تو الف مدہ ہوتا ہے (الف سے پہلے ہمیشہ فتحہ ہوتا ہے اور یہ مدہ ہی ہوتا ہے ) [[187]](#footnote-187)

**(۲)واو مدہ :**واو ساکن ماقبل ضمہ ہو تو واو مدہ ہوتا ہے جیسے قَالُوْا میں واو

**(٣)یا ء مدہ :** یاء ساکن ماقبل کسرہ ہو تو یاء مدہ ہوتا ہے جیسے فِی میں یا

حروف مدہ دو ہیں :واو اور یاء

**(۱)واؤ لین:**واؤ ساکن ماقبل مفتوح جیسے مِنْ خَوْف

**(۲)یاء لین:**یاء ساکن ماقبل مفتوح جیسے والصَّیف

شیخ سلیمان بن حسین الجمروزی (المتوفی:١٢٠٩ھ)نے﴿ تحفۃ الاطفال ﴾ نے حروف مدہ اور لین کو ان اشعار میں جمع کیا

حُرُوفُهُ ثَلاَثَةٌ فَعِيهَا مِنْ لَفْظِ (وَايٍ) وَهْيَ فِي نُوحِيهَا  
 وَالكَسْرُ قَبْلَ الْيَا وَقَبْلَ الْواوِ ضَمْ شَرْطٌ وَفَتْحٌ قَبْلَ أَلْفٍ يُلْتَزَمْ  
 وَاللِّينُ مِنْهَا الْيَا وَوَاوٌ سُكِّنَا إِنِ انْفِتَاحٌ قَبْلَ كُلٍّ أُعْلِنَا[[188]](#footnote-188)

ترجمہ(۱)حروف مدہ تین ہیں ،پس یاد کر ان کو "وای" کے مجموعے سے،اور یہ حرو ف نُوْحِیْھا میں جمع ہیں

(۲) اور یاء ساکنہ سے پہلے کسرہ اور واؤسے پہلے ضمہ شرط ہے اور الف سے پہلے فتحہ لازم ہے

(٣) اور لین (کے حرف) انہی تین حروف میں سے واؤ اور یاء ساکن ہیں اگر ان (دونوں ) سے پہلےفتحہ ظاہر کیا جائے ۔

## مقدار مد اصلی :

مد اصلی کی مقدار ایک الف یعنی دو حرکت ہے ،ایک الف کی پہچانے کا طریقہ یہ ہے کہ بند انگلی کو نہ بہت آہستہ اور نہ بہت جلدی کھولنے یا اسی طرح کھلی ہوئی انگلی کو بند کرنے میں جس قدر دیر لگتی ہے ۔[[189]](#footnote-189)

اقسام مد اصلی

مد اصلی کی کہ تعریف کی گئی جو کسی سبب پر موقوف نہیں ہوتا ،یہاں پر مد کی چند اور اقسام ہے جو اصلی سے ملحق ہوتے ہیں یعنی انکی وہی

مقدار ہے جو مد اصلی کا ہے جیسے مدعوض ،مدبدل وغیرہ البتہ ان می اور مد اصلی میں فرق یہ ہے کہ مد اصلی کسی سبب پر موقوف نہیں ہوتا

اور یہ اسباب پر موقوف ہوتے ہیں جو کہ درجہ ذیل ہیں[[190]](#footnote-190) :

## مدعوض:

حالت وقف میں دو تنوین کو جب الف کے عوض لاکر جو مد کیا جاتا ہے اسکو مد عوض کہا جاتا ہے جیسےأَفْواجًاکو حالت وقف میں ایک الف کی مقدار پڑھا جائیگا ۔

## مد بدل:

دو ہمزہ ایک ساتھ جمع ہونے کی صورت میں دوسرے ہمزہ کو پہلے ہمزہ کی حرکت کے موافق حرف مد سے بدلنے کو مد بدل کہا جاتا ہے جیسے اٰمَنُوْا اصل میں أَءْمَنُوْا تھا چونکہ پہلے ہمزہ پر زبر تھا تو اسکے موافق دوسرے ہمزہ کو حروف مدہ میں سےالف سے بدل دیا ،تو اٰمَنُوْا بن گیا ۔ اسی طرح ایْمانًا اصل میں إِءْمَانًا تھا اور أُوْتُوْا اصل میں اّءْتُوْا تھا

## مد صلہ :

جب ھائے ضمیر کے ماقبل اور مابعد دونوں طرف حرکت والا حرف ہو تو ہائے ضمیر کی حرکت کو اشباع سے یعنی اس طرح کھینچ کر پڑھا جائے کہ ضمہ کے بعد واؤ ساکن اور کسرہ کے بعد یائے ساکن پیدا ہو جائے جیسے اِنَّہ بِعِبَادِہٖ خَبِیْر کو اِنّھُوْا بِعِبَادِھِی خَبیر پرھا جائیگا ۔نیز اس مد کو مد صلۃ الصغری بھی کہا جاتا ہے

فائدہ: ھائے ضمیر سے مراد وہ ھا ء ہےجو منصوب متصل اور مجرور متصل کی ضمیر واحد مذکر غائب کے لئے آتی ہے اور یہ ھاءاسم ،فعل اور حرف تینوں کے ساتھ متصل ہوتی ہے جیسے أَکَلَہ (فعل ) ،قَوْمَہ(اسم ) ،بہ (حرف)۔

اقسام مد فرعی

مد فرعی کے لئے دو چیزوں یعنی محل مد اور سبب مد کا پایا جانا ضروری ہے ،محل مد کا ذکر ہوچکا ہے یعنی حروف مد ہ اور لین اور سبب مد دو ہیں

(۱)ہمزہ (۲) سکون ،پھر سکون کی بھی دو قسمیں ہیں (۱) سکون لازم (۲) سکون عارض

تو اس صورت میں مد فرعی کی ابتدائی طور پر دو قسمیں ہیں

**پہلی قسم :**وہ مد فرعی جو ہمزہ پر موقوف ہو اسکی دو قسمیں ہیں (1) مد واجب (متصل )،(2) مد جائز(مد منفصل )

**دوسری قسم :** وہ مد فرعی جو سکون پر موقوف ہو ۔اسکی دو نو ع ہیں ۔

**نوع اول:**مد فرعی کی وہ قسم جو سکون عارضی پر موقوف ہو ۔اسکی دو قسمیں ہیں (1) مد عارض (2) مد لین عارض

**نوع ثانی:**مد فرعی کی وہ قسم جو سکون اصلی پر موقوف ہو ۔اسکی بھی دو قسمیں ہیں (1) مد لازم (2) مد لین لازم

پس مد فرعی کی مشہور چار قسمیں ہیں (۱) مد متصل (۲) مد منفصل (٣) مد لازم (٤) مد عارض ۔اور مد فرعی کی کل نو اقسام ہیں جنکا اجمالی

ذکر ہوچکا اور تفصیل درجہ ذیل ہیں

# پہلی قسم :

وہ مد فرعی ہو ہمزہ پر موقوف ہو اسکی دو قسم ہیں جو کہ درجہ ذیل ہیں

## مد متصل :

اگر حرف مدہ کے بعد ہمزہ اسی کلمہ میں ہو جس میں حرف مد ہے مد متصل کہلاتا ہے ۔نیز اسکو مد واجب بھی کہتے ہیں جیسے :جَاء،سُوء ،مَلٰئِکۃ

## مد متصل کا حکم:

مد متصل کو ادا کرنا واجب ہے اور اسکا ترک کرنا کسی بھی روایت میں جائز نہیں ،چنانچہ امام جمروزی 0 فرماتے ہیں

فَوَاجِبٌ إِنْ جَاءَ هَمْزٌ بَعْدَ مَدْ فِي كِلْمَةٍ وَذَا بِمُتَّصِلٍ يُعَدْ[[191]](#footnote-191)

ترجمہ :اگر حروف مد ہ کے بعد اسی کلمہ میں ہمزہ آئے تو اسے مد متصل شمار کیا جاتا ہے پس یہ مد واجب ہے ۔

## وجہ تسمیہ:

اس مد کو متصل کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس میں ہمزہ اور حرف مد دونوں ایک ہی کلمہ میں ملے ہوئے آتے ہیں،

## حدیثِ پاک سے مد متصل کا ثبوت:

امام طبرانی ﷫نے معجم کبیر میں یہ روایت نقل کیا ہے کہ سیدنا ابن مسعود ﷛ کسی شخص کو قرآن شریف پڑھارہے تھے اس نے﴿ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءوالمَسَاکِیْن﴾،کو مد کے بغیر پڑھا تو آپ نے اس کو ٹوکا اور فرمایا: مَا ھٰکَذَا أَقْرَ أَنِیْھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ(کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس طرح نہیں پڑھایا ہے،) تو اس نے دریافت کیا : کَیْفَ أَقْرَ أَکَھَا یَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمَان ؟(کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کس طرح پڑھایا ہے)تو حضرت سیدناعبدا للہ بن مسعود﷜ نے یہ آیت پڑھی﴿ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاۤءوالمَسَاکِیْن﴾ اور﴿ لِلْفُقَرَآء﴾پر مدمتصل کیا“[[192]](#footnote-192)

## مد منفصل :

اگر حرف مدہ کے بعد ہمزہ بعد والے کلمہ میں ہو تو اسکو مد منفصل اور جائز کہا جاتا ہے جیسے :قَالُوْا ،فِی أَنْفُسِکم،وَمَا اُنْزل

## مد منفصل کا حکم:

مد منفصل کو مد جائز اسلئے کہا جاتا ہے کہ یہ بعض روایتوں میں ہوتا ہے اور بعض میں نہیں بلکہ خود روایت حفص میں بطریق جزری بطریق جزری اس کو ترک کرکے قصر پڑھنا جائز ہے لیکن بطریق شاطبی اس میں قصر جائز نہیں ،علاوہ ازیں یہ مد صرف وصل ہی میں ہوتا ہے اور اگر پہلے کلمہ پر وقف کردیا جائے تو یہ مد نہیں ہوتا ۔امام جمروزی ﷫ نے مد منفصل کا حکم یوں بیان کیا

وَجَائِزٌ مَدٌّ وَقَصْرٌ إِنْ فُصِلْ كُلٌّ بِكِلْمَةٍ وَهَذَا المُنْفَصِلْ[[193]](#footnote-193)

ترجمہ:مد اور قصر دونوں جائز ہیں ،اگر ہمزہ حرف مدہ کے بعد دوسرے کلمہ(کے شروع) میں ہو ،اسکو مد منفصل کہتے ہے۔

## وجہ تسمیہ:

اس مد کو منفصل اسلئے کہا جاتا ہے کہ منفصل کا معنی ہے جدا جدا ہونا تو مد منفصل میں بھی ہمزہ اور حرف مد الگ الگ کلموں میں ہوتے ہیں

## مد متصل اور منفصل کی مقادیر :

مد متصل اور منفصل کی مقدار کے حوالے سے امام القراء ،شیخ المجودین ،مولانا قاری ضیاء الد ین احمد﷫ ضیاء القراء ۃ میں فرماتے ہیں :

” متصل اور منفصل دونوں کی مقدار بروایت حفص دو یا ڈھائی یا چار الف ہے لیکن جب پڑھنا شروع کیا جائے تو جس مد کی جو مقدار پہلے اختیا ر کی جائے وہی آخر تک رہے ،کہیں دو کہیں ڈھائی کہیں چار الف بڑھانا یا منفصل کی مقدار متصل سے زیادہ کرنا درست نہیں بلکہ دونوں کی مقدار برابر یا منفصل کی کم ہونا چاہیے۔“[[194]](#footnote-194)

نوٹ:ماقبل میں مد اصلی کی اقسام میں سے مد صلۃ الصغری کا ذکر گزر چکا کہ جب ھائے ضمیر دو متحرک حروف کے درمیان واقع ہو تو ھائے ضمیر کی حرکت کو کھینچ کر اسطرح پڑھا جائے کہ ضمہ کے بعد واؤ ساکن اور کسرہ کے بعد یائے ساکن پیدا ہو ،اسی طرح اگر دوسرا متحرک حرف ہمزہ ہو یعنی ھائے ضمیر کے بعد ہمزہ آجائے تو قاعدے کی رو سے مد منفصل مد اس میں کیا جائےگا یعنی واؤ اور یا ء ساکن کو مد منفصل کی مقدار کھینچ کر ادا کیا جائیگا اس **مد صلۃ الکبری** کہا جاتا ہے ۔

# دوسری قسم :

وہ مد فرعی جو سکون پر موقوف ہو ۔اسکی دو نوع ہیں جو کہ درجہ ذیل ہیں

# نوع اول:

مد فرعی کی وہ قسم جو سکون عارضی پر موقوف ہو ۔اسکی دو قسمیں ہیں ۔

## (١)مدعارض:

اگر حروف مد ہ کے بعد سکون[[195]](#footnote-195) عارض ہو تو اسکو مد عارض کہتے ہیں جیسے العٰلمِیْن،نَسْتَعین(حالت وقف میں )

اسکا دوسرا نام مد وقفی بھی ہے ۔

## مد عارض کی مقدار :

مولانا قاری ضیاء الد ین احمد﷫ مد عارض کا حکم یوں بیان فرماتے ہیں ”کہ اس مد میں قصر یعنی حرف کو دونا وغیرہ نہ کرنا بھی جائز ہے مگر قصر سے توسط اور توسط سے طول اولی ہے“[[196]](#footnote-196)۔ شیخ سلیمان بن حسین الجمروزی (المتوفی:١٢٠٩ھ)مد عارض کا حکم یوں بیان فرماتے ہیں :

وَمِثْلُ ذَا إِنْ عَرَضَ السُّكُونُ وَقْفًا كَتَعْلَمُونَ نَسْتَعِينُ[[197]](#footnote-197)

نوٹ:قصر ،توسط اور طول سے کیا مراد ہے اس حوالے سے قاری ضیاء الدین ﷫فرماتے ہیں ”کہ قصر کی مقدارایک الف ،اور توسط کی مقدار دو الف یا تین اور طول کی مقدار تین یا پانچ الف ہیں ۔“[[198]](#footnote-198)

## وجہ تسمیہ:

مد عارض کو عارض کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ سکون عارضی کی وجہ سے یہ مد کیا جاتا ہے اور مد وقفی کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ صرف وقف میں ہی ہوتا ہے ،وصل میں نہیں ہوتا ۔

## (۲)مدلین عارض:

اگر حرف لین کے بعد سکون عارضی ہو تو اسکو مد لین عارض کہا جاتا ہے جیسے مِنْ خَوفٍ،والصّیْف میں (بحالت وقف) ،نیز اسکو مد لین وقفی بھی کہا جاتا ہے ۔

## مقدار:

امام القراء ،شیخ المجودین ،مولانا قاری ضیاء الد ین احمد﷫مد لین عارض کی مقدارکے بارے میں لکھتے ہیں ” کہ اس میں قصر اولی ہے پھر توسط پھر طول۔“[[199]](#footnote-199)

## وجہ تسمیہ:

اس مد کو مد لین عارض اسلئے کہا جاتا ہے کہ حرف لین کے بعد سکون عارضی ہونے کی وجہ سے یہ مد کیا جاتا ہے

# نوع ثانی:

وہ مد فرعی جو سکون لازم پر موقوف ہو ۔اسکی دو قسمیں ہیں

# (1) مد لازم :

اگر حرف مدہ کے بعد سکون اصلی ہو تو اسکو مد لازم کہا جاتاہے جیسے دَابَّۃ ،خَاصّۃ ،المّ وغیرہ۔نیز اسکو مد عدل اور مد حجز یا فصل بھی کہا

جاتا ہے ۔

## مد لازم کی مقدار:

حکمِ مد لازم کے بارے میں قاری ضیاء الدین ﷫ فرماتے ہیں ”کہ مد لازم کی مقدار تین یا پانچ الف ہیں اس میں بھی ہر ہر مرتبہ ایک ہی مقدار اختیار کرنا چاہیے ۔“[[200]](#footnote-200)

امام المجودین، محمد ابن الجزری الشافعی (المتوفی: ٨٣٣ھ)نے مد لازم کو اسطرح بیان کیا :

فَلَازِمٌ إِنْ جَاءَ بَعْدَ حَرْفِ مَدْ سَاكِنُ حَالَيْنِ، وَبِالطُّولِ يُمَدْ[[201]](#footnote-201)

ترجمہ:حرف مد کے بعد وصل اور وقف دونوں حالتوں میں ساکن حرف ہو اس مد کو مد لازم کہتے ہیں ،اس مد کو خوب کھینچ کر پڑھا جائیگا ۔

امام شیخ سلیمان بن حسین الجمروزی (المتوفی:١٢٠٩ھ)مد لازم کو یوں بیان فرماتے ہیں :

وَلاَزِمٌ إِنِ السُّكُونُ أُصِّلاَ وَصْلًا وَوَقْفًا بَعْدَ مَدٍّ طُوِّلاَ[[202]](#footnote-202)

ترجمہ:اگر حرفِ مد کا سکون اصلی ہو جو وقف اور وصل کی حالت میں ثابت رہے تو اس کو مدِ لازم کہتے ہیں،اس میں صرف طول ہوتا ہے ۔

## وجہ تسمیہ:

مد لازم کو لازم کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اسکا سبب "سکون ِلازم"ہوتا ہے ،اسکو مد عدل اسلئے کہا جاتا ہے کہ تما م قراء اس مد کی مقدار ( یعنی طول) پر متفق ہےگویا کہ عدل کے معنی تساوی اور توافق کے ہے ،اور مد حجز یا فصل کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ اجتماع ساکنین کے درمیان فاصل اور حاجز(مانع)ہوتا ہے ۔جیسے دَابّۃ میں الف اور باء مشدد میں پہلا باء ساکن ہے ان دونوں ساکنین کے درمیان مد لازم فاصل ہے

# اقسام مد لازم :

مد لازم کی چار قسمیں ہیں (١)مدلازم کلمی مثقل (۲)مد لازم کلمی مخفف(٣)مدلازم حرفی مثقل (٤)مد لازم حرفی مخفف

امام جمروزی ﷫نے اقسامِ مد لازم کو ان اشعار میں جمع کیا ہیں:

أَقْسَامُ لاَزِمٍ لَدَيْهِمْ أَرْبَعَهْ وَتِلْكَ كِلْمِيٌّ وَحَرْفِيٌّ مَعَهْ  
 كِلاَهُمَا مُخَفَّفٌ مُثَقَّلُ فَهَذِهِ أَرْبَعَةٌ تُفَصَّلُ [[203]](#footnote-203)

ترجمہ:(١)قراء کے نزدیک مِد لازم کی چار قسمیں ہیں اور یہ کلمی ہے اور اس کے ساتھ حرفی بھی ہے

(۲)کلمی اور حرفی ہر ایک کی دد ،دو قسمیں ہیں مخففاور مثقل ،پس ان چاروں کی تفصیل بیان کی جاتی ہے۔

## اقسام مد لازم کی وجہ حصر:

جب حروف مد اورسکون ِلازم جمع ہو تو دیکھیں گے کہ یہ جس کلمہ میں جمع ہوئے ہیں وہ حروف مقطعات میں سے کوئی حرف ہے یا کوئی دوسرا کلمہ ہے بصورت اول،مدلازم حرفی ہوگا جیسے المّ،حم،اور بصورت ثانی :مد لازم کلمی ہوگا جیسے :اٰلْئٰن،دابّۃ۔پھردیکھیں کے کہ وہ حرف ِساکن،جو مد کا سبب بن رہا ہے ،دوسرے حرف میں مدغم ہوکر مشدّد پڑھا جارہا ہے یا ساکن خرف کے بعد ایسا کوئی حرف نہیں جس میں ادغام ہوسکتا ہو ۔بصورت اول مثقل جیسے دابّۃ (مد لازم کلمی مثقل) ، المّ (مدلازم حرفی مثقل)اور بصورت ثانی :مخفف ،جیسے اٰلْئٰن (مد لازم کلمی مخفف) ، حم(مد لازم حرفی مخفف)۔

مد لازم کی اقسام کی تفصیل درجہ ذیل ہیں ۔

## (١)مد لازم کلمی مثقل:

اگر کلمہ قرانی میں حرفِ مد ہ کے بعد سکون اصلی بالتشدید ہو تو اسکو مد لازم کلمی مثقل کہا جاتا ہے جیسے :اتُحَاجُّوْنِّی،حرف مد کے بعد جیم مشدّد ہے ۔

## وجہ تسمیہ :

مد لازم کلمی مثقل کو کلمی اسلئے کہا جاتا ہے کہ کہ کلمات قرانیہ میں پایا جاتا ہے اور تشدید کے پائے جانے کی وجہ سے مثقل کہا جاتا ہے ۔

## (۲)مد لازم کلمی مخفف:

اگر کلمے میں حرف ِمدہ کے بعد سکون اصلی بغیر تشدید کے ہو تو اسکو مد لازم کلمی مخفف کہا جاتا ہے جیسے آٰلْئٰن(یونس ٩١:١٠) ۔یہ اصل میں ءَاَلْئٰن تھا الف مدہ کے بعد لام پر سکون اصلی آنے کی وجہ سے اس میں مد کیا جاتا ہے ۔

نوٹ:اس مد کی پورے قران مجید میں یہی ایک مثال ہے جو سورہ یونس میں دو مرتبہ آئی ہے ۔

## وجہ تسمیہ:

مد لازم کلمی مخفف کو کلمات قرانیہ میں پائے جانے کے سبب کلمی کہا جاتا ہے اور سکون ِغیرمدغم پائے جانے کی وجہ سے اسے مخفف کہتے ہیں ۔

## (٣)مد لازم حرفی مثقل:

اگر حروف مقطعات میں حرف ِمدہ کے بعد سکون اصلی بالتشدید ہو تو اسکو مد لازم حرفی مثقل کہا جاتا ہے جیسے :الٓمّ،کے لام میں حرف مدہ کے بعد سکون اصلی بالتشدید ہے ۔

## وجہ تسمیہ:

مد لازم حرفی مثقل کو حرفی کہنے کی وجہ اس کا حروف مقطعات میں پایا جانا ہے اور تشدید کے پائے جانے کے سبب اسکو مثقل کہا جاتا ہے ۔

## (٤) مد لازم حرفی مخفف :

اگر حروف مقطعات میں حرف مدہ کے بعد سکون اصلی بغیر تشدید کے ہو تو اسکو مد لازم حرفی مخفف کہتے ہے جیسے الٓرمیں" لام "کے اندر حرف مدہ کے "میم "پر سکون اصلی ہے۔

## وجہ تسمیہ:

مدلازم کو حرفی مخفف کہنے کی وجہ یہ ہے کہ یہ حروف مقطعات میں پایا جاتا ہے اور مخفف کہنے کی وجہ سکون ِغیر مدقم کا پایا جانا ہے ۔

٭امام شیخ سلیمان بن حسین الجمروزی (المتوفی:١٢٠٩ھ)نے مد لازم کی اقسام کی تفصیل کو کچھ اسطرح بیان کیا :

فَإِنْ بِكِلْمَةٍ سُكُونٌ اجْتَمَعْ مَعْ حَرْفِ مَدٍّ فَهْوَ كِلْمِيٌّ وَقَعْ[[204]](#footnote-204)  
 أَوْ فِي ثُلاَثِيِّ الحُرُوفِ وُجِدَا وَالمَدُّ وَسْطُهُ فَحَرْفِيٌّ بَدَا

كِلاَهُمَا مُثَقَّلٌ إِنْ أُدْغِمَا مَخَفَّفٌ كُلٌّ إِذَا لَمْ يُدْغَمَا

ترجمہ:(١)پس اگر ایک کلمہ میں سکون ،حرف مد کے ساتھ جمع ہو تو وہ (مد) مد لازم کلمی واقع ہوئی ہے۔

(۲)یا تین حرفوں والے مقطعات میں اگر دونوں (حرف مد اور سکون) پائے جائیں اور حرفِ مد ہ ان کے درمیان ہو تو وہ مد حرفی ظاہر ہوئی ہے ۔(٣)پھر وہ دونوں (کلمی اور حرفی) مثقل ہیں ،اگر ادغام سے پڑھے جائیں اور اگر وہ ادغام سے نہ پڑھے جائیں تو (ان دونوں میں سے ) ہر ایک مخفف ہے۔

# (2)مد لین لازم:

اگر حروف مقطعات میں حرف لین کے بعد سکون اصلی ہو تو اس کو مد لین لازم کہا جاتا ہے جیسے عَیْنْ،یہ مثال پورے قران مجید میں صرف دو مرتبہ آئی ہے ،جو کہ سورۃ مریم اور سورہ شوری کے شروع میں حروف مقطعات میں واقع ہے ، کٓھٰیٰعٓصٓ،(مریم١:١٩) ،حٰمٓ عٓسٓقٓ (شورٰی١،۲:٤۲)،

## مقدارِمد لین لازم:

مد لیں لازم کی مقدار کے حوالے سے قاری ضیاء الدین ﷫فرماتے ہیں :”کہ اس (مدلین لازم) میں طول اولی ہے پھر توسط پھر قصر۔“[[205]](#footnote-205)

اما م جمروزی﷫ نے مد لین لازم کی مقدار کو یوں بیان فرمایا:

وَعَيْنُ ذُو وَجْهَيْنِ والطُّولُ أَخَصْ[[206]](#footnote-206)

ترجمہ:اور عین میں دووجہیں (طول ،توسط) ہیں اور طول اولی ہے ۔

## وجہ تسمیہ :

مد لین لازم کی وجہ تسمیہ یہ کہ حرف لین کے بعد سکونِ لازم ہوتا ہے اسلئے اسکو مد لین لازم کہا جاتاہے۔

# حروف مقطعات:

چونکہ مد لازم حرفی کا تعلق حروف مقطعات سے ہے اسلئے ان کی تفصیل بیان کی جارہی ہے ،حروف مقطعات کا معنی ہے کاٹ کاٹ کر پڑھے جانے والے ،جیسے المّ کو اَلِفْ ـ لام ـ میم پڑھنا ،یہ کل چودہ حروف تہجی ہیں ،جنکا مجموعہ﴿ صِلْہُ سُحَیْرًا مَنْ قَطَعَکَ ﴾ہے ،

امام جمروزی ﷫ نے ان حروف کے مجموعے کو اس شعر میں ذکر فرمایا :

وَيَجْمَعُ الْفَوَاتِحَ الأَرْبَعْ عَشَرْ ﴿صِلْهُ سُحَيْرًا مَنْ قَطَعْكَ﴾ ذَا اشْتَهَرْ[[207]](#footnote-207)

ترجمہ:سورتوں کے شروع میں آنے والے چودہ حروف کو ﴿صِلْہُ سُحَیْرًا مَنْ قَطَعَکَ﴾ کا مجموعہ جمع کرتا ہے ،یہ مجموعہ قراء کے نزدیک مشہور ہے ۔

اور یہ چودہ (١٤)حروف ،انتیس( ۲٩) سورتوں کے شروع میں آئے ہیں ،ان کی تین قسمیں ہیں :

**(١)پہلی قسم** وہ حروف مقطعات ، جن میں محل مد اور سبب مد دونوں ہوں ،یہ آٹھ حروف ہیں انکا مجموعہ ﴿کَمْ عَسَلٍ نَقَصَ﴾(کتنا شھد کم ہوا ) ،مثال کے طور پر نون،اس میں محل مد،واؤ مدہ ہے اور سبب مد واؤ مدہ کے بعد سکونِ نون ہے ،اس قسم کو امام شیخ جمروزی﷫ نے یوں بیان فرمایا :

وَاللاَّزِمُ الْحَرْفِيُّ أَوَّلَ السُّوَرْ وُجُودُهُ وَفِي ثَمَانٍ انْحَصَرْ  
 يَجْمَعُهَا حُرُوفُ (كَمْ عَسَلْ نَقَصْ) وَعَيْنُ ذُو وَجْهَيْنِ والطُّولُ أَخَصْ [[208]](#footnote-208)

ترجمہ:(١)اور (دونوں قسم کی) مد لازم حرفی جس کا وجود سورتوں کے شروع میں ہوتا ہے جو مقطعات کے آٹھ حروف میں منحصر ہے

(۲)ان آٹھ حروف کو (کتنا شھد کم ہوا ) کے حروف جمع کرتے ہیں اور عین میں دو جہیں ہیں اور طول اولی ہے ۔

**(۲)دوسری قسم** وہ ہے جن میں محل مد تو ہو مگر سبب مد نہ ہو یہ پانچ حروف ہے جنکا مجموعہ حیٌّ طھر ہے جیسے حا میں الف مدہ تو ہے لیں سبب مد (سکون ) نہیں پایا جا رہا ۔ امام شیخ سلیمان بن حسین الجمروزی نے ان حروف کے مجمو عے کو اس شعر میں ذکر فرمایا ہے :

وَذَاكَ أَيْضًا فِي فَوَاتِحِ السُّوَرْ فِي لَفْظِ ﴿حَيٍّ طَاهِرٍ﴾ قَدِ انْحَصَرْ[[209]](#footnote-209)

ترجمہ:اور یہ (مقطعات ،دوحرفی ) بھی سورتوں کے شروع میں واقع ہوئے ہیں یہ ﴿حَيٍّ طَاهِرٍ ﴾کے مجموعے میں منحصر ہیں۔

**(٣) تیسری قسم** وہ ہے جن میں سبب مد تو ہو مگر محل مد نہ ہو جیسے الف اس میں سبب مد (سکون ) "فاء"موجود ہے لیکن محل مد نہیں ہے ، حروف مقطعات کے اس قسم کو امام جمروزی ﷫ نے کچھ اسطرح بیان کیا:

وَمَا سِوَى الحَرْفِ الثُّلاَثِي لاَ أَلِفْ فَمَدُّهُ مَدًّا طَبِيعِيًّا أُلِفْ[[210]](#footnote-210)

ترجمہ:اور ماسوا حروف ثلاثی بغیر الف کے،پس اس کی مد ،مد طبیعی ہے جو مالوف ہے۔

حروف مقطعات پانچ طرح کے ہیں یعنی بعض ایک حرفی پر مشتمل ہوتے ہیں ،انکو احادی کہا جاتاہے ،بعض دو پر مشتمل ہوتے ہیں انکو ثنائی کہا جاتاہے ،وعلی ھٰذا القیاس،ان کی تفصیل آنے والا جدول(نقشے)میں ملاحظہ ہو؛

|  |  |  |
| --- | --- | --- |
| **نمبرشمار** | **قسم** | **حروف کی تفصیل** |
| ١ | احادی | صٓ،قٓ،نٓ |
| ۲ | ثنائی | طٰہٰ،یٰس طٰسٓ،حٰمٓ |
| ٣ | ثلاثی | الٓمّٓ،الٓرٰ،طٰسٓمّٓ |
| ٤ | رباعی | الٓمّٓرٰ،الٓمّصٓ |
| ۵ | خماسی | کٓھٰیٰعٓصٓ،حٰمٓ عٓسٓقٓ |

فصل دوم

مدات کے معانی پر اثرات

آواز کو کھینچنے سے مراد اس کو طویل کرنا ہے اور اسکی یہ طوالت اور بلندی ہماری روز مرہ کی گفتگو سے زیادہ ہوتی ہے ۔آواز کی غیر معمولی مثالوں میں یہ بھی شامل ہے کہ گلی کا دکاندار اپنی سامان کی تشہیر کے لئے جسطرح اپنی آواز کو بلند کرتاہے۔اسی طرح کسی بات کو دوسرے تک پہنچانا اہم ہو تو انسان اسکو اسطرح نہیں پکارتا جسطرح اسکے قریب ہونے کی صورت میں پکارتا ہے بلکہ اسکے نام کو بلند آواز سے پکارتا ہے ،خاص کر اسکے نام کے آخری حروف کو کھینچتا ہے اس میں مد کرتا ہے مثلاً:احمد کو بلانا ہو اور وہ دور ہو تو وہ کہتا ہے ﴿أحماااااد۔۔۔۔!﴾،اسی طرح جب چور راستے میں حملہ آور ہوجاتا ہےاور کوئی قیمتی چیز چوری کرے بھاگ جاتا ہے تو وہ شخص چیخ کر کہتاہے **(چوٓر۔۔۔!)۔**پس آواز کی یہ بلندی سننے والے پر گہر ا اثر ڈالتی ہے جو کہ مندرجہ ذیل مثالوں سے واضح ہے ،اور کسی بھی شخص کا آواز کو بلند کرنے کا مقصد سننے والے کی توجہ کو اس معاملے کی طرف مبذول کروانا ہوتا ہے اور اس معاملے کی اہمیت کو اجاگر کرنا ہوتا ہے۔آواز کی بہت سی شکلیں ہے اور اسکی بلندی مختلف ہوتی ہے اور یہ ہر عمر کے انسانوں میں ایک فطری عمل ہے بلکہ یہ ہر قسم کے پرندوں او رجانداروں میں بھی موجود ہے اور ہر جنس کی آواز مختلف ہوتی ہے جو اپنے افراد پر دلالت کرتی ہے ۔مثلاً :مرغ کی آواز ،شیر کی دھاڑ،گھوڑے کا ہنہنانا وغیرہ۔بنی نوع انسان میں میں بھی مدّالصوت (آواز کی بلندی) کے کئی اسباب ہیں جن میں بعض لفظی ہیں او ر بعض اسباب معنوی ہیں ۔[[211]](#footnote-211)

جہاں تک مد کے لفظی اسباب کا تعلق ہے تو الفاظ اور حروف کو آپس میں جوڑنا اور ملانا مد کا سبب بنتا ہے اور اس پر سابقہ فصل میں سیر حاصل گفتگو کی گئی ہے بہر حال مد کے معنوی سبب کے حوالے سے اما جلا امام جلال الدین السیوطی (المتوفى:911ھ) ﴿الاتقان فی علوم القرآن﴾فرماتے ہیں:

أمّا سببُ المعنوی :فھو قصدُ المُبالغۃ فی النّفی ،وھو سببٌ قویٌّ مقصود عند العرب،وإن کان أضعفُ من اللَّفظیِّ عند القرّاء ومنہ مدُّ التّعظیم فی نحو ﴿لَاإِلٰہَ إِلّا ھُو ﴾(البقرہ١٦٣:٢)،﴿ لَاإِلٰہَ إِلَّااللّٰہ﴾ (الصافات٣٥:٣٧)،﴿ لَاإِلٰہ إِلَّاأَنت﴾(الأنبیاء٨٧:٢١)۔وقد ورد أصحابُ القَصر فی المنفصل لھذا المعنی ویسمّٰی مدُّ المبالغہ ،قال إبن الجزری :وقد ورد عن مد المبالغۃ للنَّفْی فی ’لا‘اللَّتی للتَبْرِئہ،نحو:﴿لَارَیْبَ فِیْہِ﴾ (البقرہ٢:٢)،﴿لَاشِیَۃَ فِیْھَا ﴾(البقرۃ ٧١:٢)،﴿فَلَا مَرَدَّلَہٗ ﴾(الروم٣٠: ٤٣)، ﴿لَاجَرَمَ﴾ (ھود٢٢:١١)وقَدُْرہٗ فی ذٰلک وَسْطٌ،لایَبْلغُ الإشباع۔[[212]](#footnote-212)

ترجمہ:مد کا سبب معنوی یہ ہے کہ مبالغہ فی النفی مقصود ہو ،اہل عرب کے ہا ں یہ ایک اہم سبب مانا گیا اگرچہ قراء کے نزدیک یہ سبب لفظی

کے مقابلے میں ضعیف ہے ،جیسے : ﴿لاإلہ إلا ھو ﴾،﴿ لاإلہ إلااللّٰہ﴾ ،﴿ لاإلہ إلاأنت﴾وغیرہ اور مد منفصل کے میں قصر

کرنے والوں کے ہاں ان میں مد کرنا انہیں معنی میں وارد ہے اوراس مد کا نام مد مبالغہ رکھا جاتا ہے ۔امام جزری فرماتے ہیں کہ امام حمزہ﷫ کی قراءت میں اس **’لا‘** میں جو تبرئہ کے لئے آتی ہے،نفی کا مبالغہ کرنے کے لئے یہ مد کیا جاتا ہے جیسے: ﴿لاریب فیہ﴾،﴿لاشیۃ فیھا ﴾،﴿فلا مردلہ ﴾، ﴿لاجرم﴾وغیرہ،اور مبالغہ نفی کے بارے میں مد کی مقدار اوسط درجے کی ہوتی ہیں یعنی وہ اشباع کی حد تک نہیں پہنچتا کیونکہ اس کا سبب ہی ضعیف ہے ۔

پتا چلا مذکورہ مدسے غیراللہ کی نفی مقصود ہوتی ہے ۔اسی طرح دعا اور استغاثہ میں بھی اھل عرب میں یہ مد کرنا معروف رہا ہے جیسے :﴿یاأللّٰہ﴾،﴿وامحمّداہ ﴾وغیرہ۔

تاہم یہ مدود جن کے اسباب معنوی ہیں بطریق شاطبی[[213]](#footnote-213) اور جمہور قراء کے نزدیک معمول بہا نہیں ہیں البتہ بطریق جزری انکی گنجائش ہے۔

مد کی دو قسمیں ہیں (١) مد اصلی (٢) مد فرعی ۔ان کے معانی پر کیا اثرات ہیں جس کی تفصیل آنے والے صفحات میں زیر بحث ہیں۔

# مداصلی کے معانی پر اثرات:

مد اصلی وہ مد ہے کہ اس کو ادا کئے بغیر حرف کی ذات ہی باقی نہ رہے ،اس کی مقدار ایک الف ہے جو دو حرکت کے برابر ہے جیسے :جَاءَ مد اصلی کو ادا نہ کرنا غلط فاحش ہے جس سے معنی پر بہت گہرا پڑتا ہے ،بہت سی جگہ معنی بدل جاتے ہیں یہا ں تک کہ فساد صلوۃ تک نوبت آجاتی ہے ،اس کی مختلف صورتیں بنتیں ہیں جو کہ درجہ ذیل ہیں :

(١)مد اصلی کی عدم ادائیگی

(٢)مد نہ ہونے کی صورت میں مد کرنا

(٣)مقدار اصلی سے تجاوز کرنا

## (١)مد اصلی کی عدم ادائیگی :

٭﴿وَاجْعَلْنَا﴾صیغہ امر واحد مذکر حاضر ہے اور اسکے آخر میں ضمیر منصوب متصل **(نَا)**لگی ہوئی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ ”ہم کو کردے یا بنا دے“لیکن اگر اس میں نون کے بعد الف نہ بڑھا یا جائے تو ﴿إِفْعَلْنَ ﴾کے وزن پر صیغہ جمع مؤنث امر حاضر ہوجائے گا اور ترجمہ یہ ہوگا :”کہ اے عورتوں !تم کرو۔“

٭اسی طرح اگر ماضی کے تثنیہ مذکر غائب کے صیغہ کے آخر کا الف حذف کردیا جائے تو تو صیغہ واحد مذکر غائب بن جاتا ہے ،سورۃ کہف کے نویں اور دسویں رکوع میں بکثرت ماضی کے صیغے وارد ہوئے ہیں جن کی ضمیریں سیدنا موسی اور سیدنا خضر ﷦یا سیدنا موسی اور سیدنا یوشع ﷦ کی طرف راجع ہیں : ﴿فَلَمَّا ﴾،﴿بَلَغَا﴾ ،﴿نَسِیَا حُوْتَہُمَا﴾،﴿فَلَمَّا جَاوَزَا﴾،﴿ فَارْتَدَّا ﴾،﴿فَوَجَدَا﴾،﴿فَانْطَلَقَا﴾ ،﴿رَکِبَا ﴾، ﴿لَقِیَا﴾ ،﴿أَتَیَا ﴾،﴿إِسْتَطْعَمَا ﴾وغیر ہ ۔مذکورہ صیغوں میں اگر الف نہ پڑھا جائے محض فتحہ پڑھ کر گزر جائے اس سے تثنیہ ختم ہوجائے گا ،مثلا:کا معنی ہے حضرت موسی اور حضرت خضر﷦ نے کھانا طلب کیا اگر الف کو نہ پڑھا جائے بلکہ ﴿إِسْتَطْعَمَ﴾پڑھا جائے تو معنی بنے گا :”اس نے کھانا طلب کیا “اب اس سے مراد کون ہے ؟حضرت موسی ﷣یا حضرت خضر﷣؟یہ معنی منشا الہی کے بالکل خلاف ہے ۔

٭اسی طرح لائے نفی یا لائے نہی کو بقدر ایک الف کے دراز نہ کرنے سے لام تاکید کے معنی پیدا ہو کر نفی کی جگہ اثبات بلکہ تاکید ِ اثبات کے معنی بن جاتے ہیں جس سے نماز فاسد ہوجاتی ہے ،مثلاً: دعائے قنوت میں﴿ وَلَا نَکْفُرُکَ ﴾میں لائے نفی ہے جس کے معانی ہے ”ہم تیری ناشکری نہیں کرتے “،اگر اسکی جگہ ﴿وَلَنَکْفُرُکَ﴾لام تاکید کے ساتھ پڑھیں تومعنی بالکل الٹ ہوجائے گا معنی بنے گا:”کہ ہم ضرور تیری ناشکری کریں گے ۔“العیاذ باللہ!۔اسی طرح اللہ عزوجل کا فرمان ہے ﴿وَ لَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ﴾ (القصص ٨٨:٢٨)تو اس آیت میں﴿ وَ لَا تَدْعُ﴾ میں لائے نہی ہے ،معنی یہ ہے:”اوراللہ کے ساتھ کسی دوسرے خدا کو نہ پوج“لیکن اگر لائے نہی صحیح طریقے سے ادا نہیں کیا گیا ،اس میں مد اصلی نہ کی گئی یعنی ﴿لَتَدْعُ﴾پڑھی گئی تو یہ لا م تاکید بنے گااور معنی ہوگا :”ضرور تواللہ کے ساتھ دوسرے کو پوج“ العیاذباللہ!

## (٢) مد نہ ہونے کی صورت میں مد کرنا:

جس طرح مد طبعی کو ایک الف کی مقدار سے کم کرنے پر معنی پر اثر پڑتا ہے اسی طرح ایک الف کی مقدار سے زیادہ کھینچ دینا غلط اور خطا فاحش ہے جیسا کہ علامہ ملا علی قاری ﷫﴿المنح الفکریہ فی شرح المقدمۃ الجزریہ﴾میں فرماتے ہیں :

إذا زَادَ فِی المَدِّ الْأَصلیِّ والطَّبعیِّ علٰی حدِّہٖ الْعُرفِیِّ مِنْ قَدْرِ أَلِفٍ بأنْ جَعَلَہٗ قَدْرَألفینِ أوْ أَکثرَ فإنہ قبیحٌ مُحَرَّمٌ۔[[214]](#footnote-214)

ترجمہ:جب مد اصلی اور طبعی کو اسکی عرفی حد یعنی ایک الف سے بڑھا کر دو الف یا اس سے زیادہ کردیا جائے پس یہ انتہائی قبیح،حرام ہے ۔

٭اسی طرح طرح امام علم الدین ابو الحسن السخاوی﷫فرماتے ہیں:

لا تحسِب التجويد مدّاً مفرطاً أو مدَّ ما لا مدَّ فيه لِوانِ

ترجمہ :”تجوید کو محض (بلاسبب) حد سے زیادہ مدوں کو کھینچنا ہی مت سمجھو! یا جہاں مد نہ ہو وہاں بے وجہ مد کرتے پھرو!“

## (٣)مقدار اصلی سے تجاوز کرنا:

اسی طرح جہا ں مد اصلی نہ وہاں مد اصلی ادا کرنے سے معانی میں بگاڑ پیدا ہوتا ہے جیسے : ﴿اَللّٰہ أَکْبَر﴾میں اللہ اسم جلالت کے ہمزہ پر

زبر ہے اگر ہمزہ کو ایک الف کی مقدار کھینچ کر اس میں مد کیا جائے تو استفہام والا معنی پیدا ہو گا مثلاً: ﴿اَللّٰہ أَکْبَر﴾کا معنی ہے ”اللہ

سب سے بڑا ہے“لیکن اگر﴿اٰللّٰہ أَکْبَر﴾ پڑھی گئی تو معنی بنے گا”کیا اللہ بڑاہے؟“معاذاللہ!اور اسطرح پڑھنا موجب کفر ہے جیسا کہ﴿ فتاوی عالمگیری ﴾میں یہ مسئلہ مذکور ہے:

وَالْمَدُّفِیْ أَوَّلِ التَّکْبِیْرِ کُفْرٌ وَفِیْ اٰخِرِہٖ خَطَأٌفَاحِشٌ[[215]](#footnote-215)

ترجمہ:اللہ اکبر کے شروع میں لفظ ﴿اللہ ﴾کے ہمزہ میں مد کرنا کفر ہے اور آخر میں (یعنی باء کے بعد) مد کرنا بہت بڑی غلطی ہے ۔

# مد فرعی کے معانی پر اثرات:

کلمات قرانیہ پر دلالت کرنا حروف کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے اور زیادتی حروف معنی کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے الدکتور احمد علی اپنی تصنیف ﴿القراءت المتواترہ أثرھا فی اللغۃ العربیہ والا حکام الشرعیہ ﴾میں فرماتے ہیں :

ویَستَدِلُّ کذٰلک مَنْ قَرأَبالمدِّ بأن قِراءۃَ المدِّ فیھا زیادۃُحرفٍ وزیادۃُالمَبْنِی تَدُلُّ عَلٰی زِیَادۃِ الْمَعنٰی غَالبًا ،کذٰلک فإنھا تُفِیدُ فی زیادۃِ الحَسناتِ إِذ تَعْہدُ اللّٰہ عزّوجلَّ لقارئِ الْقُراٰن لِکُلِّ حرفٍ بِعشْرِ حَسَناتٍ[[216]](#footnote-216)

ترجمہ:اسی طرح مد کے ساتھ قراءت کرنے والے حضرات نے اس طرح استدلال کیا : کہ مد کرنے سے حروف میں اضافہ ہوجاتا ہے اور زیادتی حروف معنی کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے ۔اسی طرح مد کرنے کا یہ عمل نیکیوںمیں اضافے کا سبب بنتا ہے اسلئے کہ اللہ سبحانہ وتعالی نے قاریِ قران سے ہر حرف کے بدلے دس نیکی کا وعدہ فرمایا ہے ۔

٭اسی طرح محقق مصری الاستاذ محمد شملول ﴿اعجاز رسم القران واعجاز التلاوۃ ﴾ فرماتے ہیں :

فإنَّ ظَاھرۃَ المدِّ لِبَعضِ حُروفِ کَلماتِ الْقُرْاٰنِ مدًّا زائدًاعلی الْمدِّ الْأصلِیِّ الطَّبعیِّ حینَ التَّلاوۃِ یَدلُّ علیٰ تَفْخِیمِ الْکَلِمَۃِ وزیادۃِ مَعنَاھا۔[[217]](#footnote-217)

ترجمہ:پس اثنائے تلاوت بعض کلمات قرانی پر مد اصلی سے بڑھ کر مد کرنا اس کلمہ کی عظمت اور اسکے معنی کی زیادتی پر دلالت کرتی ہے۔

محقق مصری الاستاذ محمد شملول مدات کے معانی پر اثر کرنے کے حوالے سے مزید کلام کرتے ہوئے لکھتے ہیں جس کا خلاصہ یہ ہیں :

”ذیل میں ہم قران کے وہ کلمات پیش کرتے ہیں جن پر مد کرنا واجب ہے ،اور یہ مد بیکار نہیں ہے ،بلکہ کلمہ کی اہمیت پر دلالت کرتی ہے۔

ایسے کلمات قران کریم میں بہت زیادہ ہیں مگر ہم صرف چند مثالیں پیش کرتے ہیں جیسے :

٭اللہ عزوجل نے﴿ سورۃ النازعات ﴾میں فرمایا:

فَاِذَا جَآءَتِ الطَّآمَّةُ الْكُبْرٰى (النازعات٣٤:٧٩)

ترجمۃ:پس جب وہ بڑی آفت (قیامت )آجائے گی ۔

٭اسی طرح سورۃ رحمان میں فرمایا :

فَیَوْمَىٕذٍ لَّا یُسْــٴَـلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّ لَا جَآنّ(الرحمان ٣٩:٥٥)

ترجمہ:اس دن کسی انسان اور جن سے اس کا گنا ہ پوچھنے کی ضرورت نہ ہوگی ۔

٭اللہ ﷯ نے سورۃ بقرۃ میں فرمایا :

اِذْ قَالَ لَهٗ رَبُّهٗۤ اَسْلِم قَالَ اَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعٰلَمِیْن(البقرۃ ١٣١:٢)

ترجمہ: جب کہ اس سے اس کے رب نے فرمایا:” گردن رکھ“، عرض کی :”میں نے گردن رکھی اس کے لیے جو رب ہے سارے جہان کا

جب ہم ان کلمات پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ دیکھتے ہیں کہ کسی بہت بڑی چیز پر دلالت کررہے ہیں نہ کہ عام چیز پر ،لہذا ثابت ہوا مد زیادتی معنی کے لیے آتی ہے ۔

٭اسی طرح جب ہم سورۃ کافرون میں غور کرتے ہیں تو ﴿مَاتَعْبُدُوْن﴾(یعنی جن بتوں کو تم پوجتے ہو)اور ﴿مَاعَبَدْتُّمْ﴾(جو تم نے پوجا ) میں مد نہیں پاتے ۔کیونکہ ان کے معبودان باطلہ کی حقارت مقصود ہے جبکہ ﴿مَاأَعْبُدُ﴾میں لفظ **’ما‘** پر مد منفصل ہے کیونکہ حروف مدہ کے بعد ہمزہ دوسرے کلمے میں آرہا ہے اور یہ رسول خدا محبوب دوعالم ﷐کے معبود حقیقی کی عظمت کو ثابت کررہی ہے۔“[[218]](#footnote-218)

مد فرعی کے مشہور چار اقسام ہیں :

(١)مد لازم (٢)مد متصل (٣)مد منفصل (٤) مد عارض

ان مد ات کے معانی پر کیا اثر پڑتا ہے اس کی تفصیل درجہ ذیل ہیں:

## مد لازم کے معانی پر اثرات:

مد لازم وہ مد ہے جسکی مقدار پر سارے ائمہ قراءت متفق ہیں کہ کہ اسکی مقدار طول ہے ۔مد لازم بھی دیگر مدات کی طرح شیء کی

عظمت پر دلالت کرتی ہے لیکن قران مجید میں بعض مقامات پر مد لازم نہ کرنے سے معنی مکمل طور پر تبدیل ہوجاتا ہے

وہ چند مقامات درجہ ذیل ہیں :

پورے قران مجید میں دو جگہ ﴿أٰلْئٰنْ﴾(سورہ یونس ٥١:١٠)اور اور سورۃ یونس میں ہی( آیت:٩١)میں موجود ہے اس آیت میں جب فرعون کے غرق ہونے کا ذکر فرمایا جب اس کو اپنے غرق ہونے کا یقین ہوا تو اس نے کہا :اب میں ایما ن لاتاہوں بنی اسرائیل کے رب

پر تو اللہ عزوجل نے فرمایا: ﴿أٰۤلْئٰنْ﴾(کیا اب؟) یہ استفہام انکاری ہے جیساکہ علامہ ابوالفضل شہاب الدین السید محمود آلوسی (المتوفی ١٢٧٠ھ)اپنی تفسیر﴿تفسیرروح المعانی ﴾میں فرماتے ہیں :

﴿أٰلْئٰنَ ﴾اَلْإِسْتِفْہَامُ لِلْإِنْکَارِوَالتَّوْبِیْخِ وَالظَّرْفُ مُتَعَلِّقٌ بِمَحْذُوْفٍ یُقَدَّرُمُؤَخّرًاأَیْ أٰلْئٰن تُؤْمِنُ حِیْنَ یَئِسَتْ مِنَ الْحَیَاتِ أَیْقَنَتْ بِا لْمَمَاتِ[[219]](#footnote-219)

یہاں پر مد لازم کلمی مخفف ہورہا ہے اور اسکی وجہ سے استفہام والا معنی پیدا ہورہا ہے ،اگر اس کلمے میں مد لازم کی ادائیگی نہیں کی گئی تو استفہام والا معنی ختم ہوکر جملہ خبریہ بنے گا ۔

٭اسی طرح لفظ﴿أٰٓلذّکَرَیْن﴾دو جگہ پر ہیں ایک سورہ انعام (آیت :١٤٣)میں اور دوسرا سورہ انعام کے ہی (آیت :١٤٤)میں بھی موجود ہے ۔اسی طرح لفظ﴿أٰللّٰہ﴾بھی دو جگہ پر ہے ایک سورۃ یونس(آیت:٥٩) میں اور دوسرا سورہ نمل (آیت:٥٩) میں موجود ہے ان دونوں مثالوں میں مدلازم کلمی مثقل ہورہا ہے اور استفہام والا معنی پیدا ہورہا ہے لیکن اگر ان میں مد لازم نہیں کی گئی استفہام والا معنی ختم ہوکر جملہ خبریہ بنے گا ۔

٭اسی طرح اللہ عزوجل نے سورۃ فاتحہ میں فرمایا:

صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْهِمْ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ وَ لَا الضَّآلِّیْن(فاتحہ٧:١)

ترجمہ :(ان لوگوں کے راستے پر چلا) جن پر تو نے احسان کیا نہ اُن کا جن پر غضب ہوا اور نہ بہکے ہوؤں کا۔

یہاں پر ﴿وَ لَا الضَّآلِّیْن ﴾میں مد لازم کلمی مثقل ہورہا ہے کیونکہ حروف مد کے بعد سکون اصلی ہے جبکہ﴿ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ﴾ پر مد نہیں ہے۔ محقق مصری الاستاذ محمد شملول ﴿ اعجاز رسم القران واعجاز التلاوۃ ﴾ میں فرماتے ہیں:

” کہ﴿وَ لَا الضَّآلِّیْن ﴾ کے مصداق نصاری ہیں یہ مد انکی کثرت تعداد پر دلالت کررہی ہے۔جبکہ ﴿ غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْهِمْ﴾ کے مصداق صرف یہود ہیں یہاں عدم مد ان کے قلت پر دلالت کرتا ہے۔“[[220]](#footnote-220)

## مد متصل کے معانی پر اثرات:

مد متصل کو مد واجب بھی کہا جاتا ہے اس میں قصر کرنا کسی قاری کے ہاں بھی جائز نہیں ہے یہاں تک کہ علامہ ملا علی قاری ﷫نےاپنی

مایہ ناز تصنیف﴿المنح الفکریہ فی شرح المقدمۃ الجزریہ﴾میں مدلازم اور مد متصل کے ترک کرنے کو لحن جلی قرار دیا۔

چنانچہ آپ ﷫فرماتے ہیں :

فإنَّہُٗ لایَجُوزُقصرأَحَدُھُما عندِ جَمیعِ الْقُرَّاءِ فَلَوْ ُقرِئَ بالْقَصْرِ یکونُ لَحنًا جَلِیًّاوخَطأًفَاحِشًا بما ثَبَتَ عنِ

النَّبِیِّ ﷺبِالطُرُقِ الْمُتَواتِرَہ۔[[221]](#footnote-221)

ترجمہ:تمام قراء کے ہاں مد متصل اور لازم میں کسی ایک میں قصر کرنا جائز نہیں ۔اگر ان کی تلاوت قصر کے ساتھ کی گئی ،تو لحن جلی اور خطافاحش (بڑی غلطی) ہوگا ،اسلئے کہ یہ بات نبی کریم رؤوف الرحیم ﷐سے طرق متواترہ سے ثابت ہے۔

علامہ علی قاری ﷫نے فرمایا کہ مد کا ثبوت سرکار دوعالم ﷐سے طرق متواترہ سے ثابت ہے تو ا ن احادیث میں سے ایک حدیث یہ

بھی ہےجسے امام طبرانی﷫نے ﴿معجم کبیر للطبرانی ﴾ میں نقل کیا :

قَالَ مُوسی بْنُ یَزِیْدُ الْکُنْدِیُّ قَالَ کَانَ إِبْنُ مَسْعُوْد یُقْرِئُ الْقُرْاٰنَ رَجُلًا ،فَقَرَ أَالرَّجُلُ﴿ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ

لِلْفُقَرَاءوالمَسَاکِیْن﴾ مُرْسَلَۃً ،فَقَالَ إِبْنُ مَسْعُوْدٍ مَا ھٰکَذَا أَقْرَ أَنِیْھَا رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺفَقَالَ :کَیْفَ أَقْرَ أَکَھَا یَا أَبَا عَبْدِالرَّحْمَان ؟فَقَالَ أَقْرَ أَنِیْھَا ﴿ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاۤءوالمَسَاکِیْن﴾فَمَدُّوْھَا [[222]](#footnote-222)

ترجمہ:حضرت موسی بن یزید سے روایت ہے وہ فرماتے ہیں:”کہ سیدنا ابن مسعود ﷛ کسی شخص کو قرآن شریف پڑھارہے تھے اس نے﴿ اِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءوالمَسَاکِیْن﴾،کو مد کے بغیر پڑھا تو آپ نے اس کو ٹوکا اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اس طرح نہیں پڑھایا ہے، تو اس نے دریافت کیا کہ پھر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو کس طرح پڑھایا ہےتو حضرت سیدناعبد اللہ بن مسعود﷜ نے یہ آیت پڑھی اور﴿ لِلْفُقَرَآء﴾پر مد(متصل) کیا“

پس ﴿ لِلْفُقَرَآء﴾کا پر حروف مدہ کے بعد ہمزہ کا اسی کلمہ میں آنے کی وجہ سے مد متصل ہورہی ہے جس کا تعلق صفات عارضہ محسنہ سے ہے لیکن حضرت سیدنا عبداللہ ابن مسعود ﷛اس کے ترک کو خلاف سنت قرار دے رہے ہیں ۔پتا چلا مدمتصل کی ادائیگی انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔مد متصل کے معانی پر کیا اثرات ہیں اس حوالے سے چند مثالیں درجہ ذیل ہیں :

٭اللہ ﷯نے سورۃ بقرۃ میں ارشاد فرمایا :

الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً(البقرۃ٢٢:٢)

ترجمہ: ”اورجس (اللہ)نے تمہارے لیے زمین کو بچھونا اور آسمان کو عمارت بنایا۔“

٭اسی طرح دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا :

اَنْ طَهِّرَا بَیْتِیَ لِلطَّآىٕفِیْنَ وَ الْعٰكِفِیْنَ وَ الرُّكَّعِ السُّجُوْدِ(البقرۃ١٢٥:٢)

ترجمہ: ”ہم نے تاکید فرمائی ابراہیم و اسمٰعیل ﷧ کو کہ میرا گھر خوب ستھرا کرو طواف والوں اور اعتکاف والوں اور رکوع و سجود والوں کے لیے۔“

پہلی آیت میں﴿ وَّ السَّمَآءَ﴾اور﴿ بِنَآءً﴾ان دونوں کلمات پر مد متصل ہورہی ہے اور دوسری آیت میں﴿ لِلطَّآىٕفِیْنَ﴾ پر مد

متصل ہورہی ہے محقق مصری الاستاذ شملول فرماتے ہیں :

”کہ جب ہم ان کلمات پر نظر ڈالتے ہیں تو دیکھتے ہیں کہ کسی بہت بڑی چیز پر دلالت کررہے ہیں “[[223]](#footnote-223)

مطلب یہ ہے کہ جیسے آسمان کا چھت ہونا ساری دنیا میں سب سے بڑی چھت ہے ۔اسی طرح بیت اللہ یہ وہ عظیم گھر ہے جسکی نسبت کائنات کے رب،رب رب العالمین ﷻوعمّ نوالہ کی طرف ہے ۔

٭اسی طرح اللہ رب العالمین ﷻ سورۃ کہف میں ارشاد فرماتا ہیں :

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّیْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ(الکہف٩٨:١٨)

ترجمہ:”پھر جب میرے رب کا وعدہ آئے گا اُسے پاش پاش کردے گا“

یہاں پر لفظ ﴿دَکَّاء﴾ میں حروف مدہ کے بعد ہمزہ کا اسی کلمہ میں آنے کی وجہ سے مد متصل ہورہی ہے ۔**الدکتور محمد سالم مُحیسن** ،اپنی کتاب ﴿القراءت وأثرھا فی علوم العربیہ﴾میں لکھتے ہیں :کہ لفظ ﴿دَکَّاء﴾کوبعض قراءت میں بغیر ہمزہ کے پڑھا گیا لیکن امام عاصم کی قراءت میں﴿دَکَّاء﴾ میں ہمزہ ثابت ہے اسلئے ان کے ہاں مد متصل ہوگا اور اسکی وجہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وَوَجْہُ ھٰذِہٖ الْقِراءَتِ أَنَّھا أُخِذَتْ مِنَ الْقَولِ الْعَرَبِ ﴿ھٰذِہٖ نَاقَۃُدَکَّاءٍ﴾لِلَّتِی لَا سنامَ لھا ، فھی مُسْتَویَۃُ الظَّھْرِ فکأَنَّہٗ فی التَّقْدیْرِ :فإِذَا جاءَ وَعدُ رَبِّی جَعَلَ ﴿السد﴾أَرْضًا مُستویۃً لَا إِرْتِفَاعَ فِیْھَا ۔[[224]](#footnote-224)

ترجمہ:اس قراءت کی توجیہ یہ ہے کہ اس کو عرب کے قول سے لیا گیا ہے یہ اس اونٹنی کے لئے کہا جاتا ہے جسے کوہان نہ ہو اور اسکی پیٹھ برابر ہو ۔پس اس صورت میں آیت کا معنی یہ ہوگا :کہ جب میرے رب کا وعدہ آئیگا تو اس کو ایسی ہموار زمین بنائے گا ،جس میں کوئی بلندی نہ ۔

الدکتور محمد سالم محیسن سورۃ الاعراف کی آیت﴿ فَلَمَّا تَجَلّٰى رَبُّهٗ لِلْجَبَلِ جَعَلَهٗ دَكًّا﴾کے تحت لفظ ﴿دَكًّا﴾ پر کلام کرتے ہوئے فرماتے ہیں :

”کہ امام حمزہ اور کسائی﷮ کی قراءت میں لفظ ﴿دَكًّا﴾ ہمزہ کے ساتھ پڑھی گئی ،اس صورت میں مد متصل ہوگا معنی یہ بنے گا :رب تعالی نے پہاڑ پر اپنا نور چمکا کر اسے پاش پاش کردیا اور وہ ہموار زمین بن گیا اور پہاڑ کی یہ حالت رب العزت کی عظمت اور اسکے حضور عاجز ہونے کی دلیل ہے ۔“[[225]](#footnote-225)

لھذا پتا چلا مد متصل شیء کی عظمت پر دلالت کرتی ہے اور مذکورہ آیت میں رب العالمین ﷻکی عظمت و شان پر دلالت کررہی ہے

**مدمنفصل کے معانی پر اثرات:**

٭اللہ ﷯ سورۃ انعام میں فرمایا :

وَ مَا قَدَرُوا اللّٰهَ حَقَّ قَدْرِهٖۤ اِذْ قَالُوْا(الانعام ٩١:٦)

ترجمہ:اور یہود نے اللہ کی قدر نہ جانی جیسے چاہئے تھی ۔

یہاں لفظ ﴿قَدْرِهٖۤ﴾ پر حروف مد ہ (کھڑا زبر)کے بعدہمزہ کا دوسرے کلمہ میں آنے کی وجہ سے مد منفصل ہورہی ہے ۔

محقق مصری الاستاذ شملول اپنی تصنیف ﴿اعجاز رسم القران واعجاز التلاوۃ ﴾میں فرماتے ہیں:

”کہ یہ مد رب سبحانہ وتعالی کی قدرت کی عظمت پر دلالت کرنے کے لئے آئی ہے “[[226]](#footnote-226)

٭اسی طرح رب تعالی سورۃ انعام میں فرما یا :

اِتَّبِـعْ مَاۤ اُوْحِیَ اِلَیْكَ مِنْ رَّبِّكَ(الانعام١٠٦:٦)

ترجمہ:اس پر چلو جو تمہیں تمہارے رب کی طرف سے وحی ہوتی ہے۔

یہاں لفظ پر حروف مد ہ کے بعد ہمزہ کا دوسرے کلمہ میں آنے کی وجہ سے مد منفصل ہو رہی ہے جو وحی کی قدراور عظیم الشان ہونے پر دلالت کررہی ہے ۔

## مد عارض کے معانی پر اثرات:

مد عارض کے کرنے یا نہ کرنے سے معنی پر اثر نہیں پڑتا البتہ یہ بھی دیگر مدات کی طرح شیء کی اہمیت پر دلالت کرتی ہے اور اس کا ادا کرنا مستحب ہے چنا نچہ علامہ علی قاری﷫ ﴿المنح الفکریہ فی شرح المقدمۃ الجزریہ﴾ فرماتے ہیں :

وَقَدْ إِسْتَحبَّ العُلَماءُ الْمُحَقِّقُّونَ مَدَّ الصَّوْتِ بِ﴿لَاإِلٰہَ إِلَّا اللّٰہ﴾إِشْعَارًابِما ذَکَرْنَاہ[[227]](#footnote-227)

ترجمہ: محققین علماء کے نزدیک ﴿لَاإِلٰہَ إِلَّا اللّٰہ﴾میں مد کرنا مستحب ہے ان دلائل کی وجہ سے جو ہم نے ذکر کیا ۔

٭آگے آپ ﷫ بطور دلیل ایک حدیث پاک نقل کرتے ہیں :

عن أنسٍؓ قَالَ :منْ قَالَ: ﴿لَاإِلٰہَ إِلَّا اللّٰہ﴾ مَدَّھا ھُدِمَتْ لَہٗ أَرْبَعَۃُ أٰلافٍ[[228]](#footnote-228)

تر جمہ:تو یہاں پر اللہ اسم جلالت کے آخر میں سکون عارضی ہے جو حروف مد کے بعد آرہا ہے اس وجہ سے اس میں مد عارض ہوگا ۔

# حاصل کلام:

تمام مدات میں اگر غور کیا جائےتو ان سب کا مرکز و محور یہی ہے کہ وہ شیء کی عظمت پر دلالت کرتیں ہیں ۔اب مدات

میں سے بعض وہ ہیں جن کو ادا نہ کرنے سے لحن جلی ہوتا ہے جیسے :مد اصلی کو ادا نہ کرنے سے لحن جلی ہوتا ہے اور معنی منشا الہی ﷻ کے خلا ف ہوجاتا ہے اور مد فرعی کے ادا نہ کرنے سے لحن خفی ہوتا ہےلیکن بعض مقامات پر لحن جلی بھی ہوتا ہے جسطرح مد لازم کی بحث میں اس کی نشاندہی کردی گئی ۔سب سے عمدہ بات جو اس سلسلہ میں کی گئی ہے وہ یہ ہے کہ علم تجوید فرض کفایہ ہے، جب کہ اس پر عمل

کرنا فرض عین ہے اگرچہ قراءت قرآن سنت ہے۔تاہم کچھ قراءت وجوب کا حکم رکھتی ہے جیسے نماز کی صحت کے لیے قراءت کی مقدار، تو پھر اتنی مقدار کو تجوید کے ساتھ پڑھنا فرض عین ہے۔نبی اکرم ﷐ کا ارشاد ہے :

عَنْ [عُبَادَةَ بْنِ الصَّامِتِ](inr://man-3120) يَبْلُغُ بِهِ النَّبِيَّ ﷺ:﴿لَا صَلَاةَ لِمَنْ لَمْ يَقْرَأْ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ ﴾[[229]](#footnote-229)

ترجمہ :سیدنا عبادہ بن صامت﷛ نبی ﷐سے مرفوع روایت کرتے ہیں :”کہ جو شخص نماز میں سورۃ فاتحہ نہیں پڑھتا اس کی نماز کامل نہیں “۔

لہٰذا جو شخص کسی بھی قسم کی لحن جلی کرے گا تو اس کی قراءت میں اسی قسم کا خلل واقع ہو گا اور جو کوئی کسی قسم کی لحن خفی کرے گا اس کی قراءت میں ویسے ہی خلل پیدا ہو گا۔چنانچہ امام ابن جزری ﷫ فرما ہیں:﴿مَنْ لَمْ يُجَوِّدِ الْقُرَآنَ آثِم[[230]](#footnote-230)﴾یعنی جس کی قراءت درست نہ ہو گی وہ قراءت میں غلطی کی بناپر گناہ گار ہو گا، بالخصوص لحن جلی میں زیادہ گناہ میں پڑنے کا اندیشہ ہے ۔

## ایک سنہرا خواب:

ایک بزرگ نے خواب میں رسول اللہ ﷐زیارت کی اور رسول کریم﷐ سے پوچھا :﴿الحیاء من الإیمان[[231]](#footnote-231)﴾یہ آپ﷐کا

فرمان ہے؟ تو محبوب کریم ﷐ نے فرمایا : ’’نہیں ۔‘‘۔وہ بزرگ بیدار ہوئے اور رسول ﷐کے اس جواب پر تعجب کیا۔ پھرعلمائے علاقہ کو اپنا خوا ب سنایا تو وہ بھی حیران ہو گئے ۔ علماء کو یقین تھا کہ یہ روایت ا ن کو صحیح سند سے پہنچی تھی بخاری جیسی عمدہ کتا ب میں مسطو ر تھی ، علماء نے اس بزرگ کو دوبارہ بارگاہ اقدس کی طرف توجہ کرنے کو کہا ،انہوں نے ایسا ہی کیا تو دو تین راتوں تک یہی معاملہ ہوا ،اس وقتکے عظیم محدث علامہ ابن حجرمکی ہیتمی ﷫کو یہ واقعہ بتایا وہ بھی حیرا ن رہ گئے۔اور بادشاہ کو کہا کہ اس شخص کو بلایا جائےجس نے خواب دیکھاہے ، تاکہ ہم اس سے بذات خود بالمشافہ خواب سنیں اور اس کو دیکھیں ۔چنانچہ بادشاہ نے اس شخص کوبلابھیجا وہ شخص حاضر دربار ہوا، علماء نے اس کا استقبال کیا ۔اس نے واقعہ سنایا، علماءحیرا ن رہ گئے ۔چناچہ شام کے محد ث علامہ برھا الدین ﷫ تک یہ واقعہ پہنچا، انہوں نے فرمایا :اس شخص کے زبانی ہم یہ واقعہ سنیں گے ۔وہ شخص علامہ برھا الدین ﷫ کے پاس آنا اور واقعہ بعینہ سنایا ،تو علامہ موصوف کو اس کےلفظ﴿ الحیاء﴾ کے مد والاہونے (حروف مد ہ کے بعد ہمزہ ہو )اور الف مقصورہ (حروف مدہ کے بعد ہمزہ نہ ہو جیسے حبلی)والا ہونے کا فرق پتا چلا :چنانچہ انہوں کہا : کہ رسول اکرم ﷐ نے حق فرمایا ہے کیونکہ آپ نے لفظ﴿ الحیا﴾ ( الف مقصورہ کے ساتھ)کا نبی ﷣ سے پوچھا ہے جس کا معنی بارش[[232]](#footnote-232) ہے ،جبکہ حدیث میں لفظ لفظ﴿ الحیاء﴾ کے ساتھ ہے (یعنی الف کے بعد ہمزہ بھی ہے) لیکن پھر بھی آپ بارگاہ اقد س سے پو چھئے ،انھیں پھر زیارت ہوئی تو انہوں نے یہ بات پوچھی ، تو سرکار دوعالم ﷐ نے فرمایا:”معاملہ یو نہی ہے “(یعنی حیاء ہے نہ کہ حیا بغیر ہمزہ کے)۔[[233]](#footnote-233)

## وضاحت

خواب سے مسائل اخذ نہیں کیے جاسکتے لیکن بطور تائید پیش کیا جاسکتا ہے تو حدیث پاک میں لفظ﴿ الحیاء﴾جس میں حروف مد کے بعد مد متصل ہورہی ہے ۔وہ والا لفظ تھا ۔جب پوچھنے والے نے لفظ ﴿ الحیاء﴾کو بغیر ہمزہ کے صرف الف مقصورہ کے ساتھ پڑھا تو نبی ﷣نے فرمایا یہ میری حدیث نہیں ۔اس سے علم تجوید کی اہمیت کا پتا چلا علاوہ ازیں مد ات کی ادائیگی کی اہمیت کا اندازہ ہوتا ہے ایک بزرگ نے خواب میں رسول اللہ ﷐زیارت کی اور رسول کریم﷐ سے پوچھا :﴿الحیاء من الإیمان[[234]](#footnote-234)﴾

باب پنجم

صفات حروف کے معانی پر اثرات

فصل اول

صفات ِحروف کا بیان

# تعریف:

صفت کا **لغوی معنی** مَاقَامَ بِہ الشَّیءمِنَ الْمَعانیْ ہےیعنی معانی کے قبیل سے وہ چیز جو کسی دوسری چیز کے سہارے قائم ہو ،جیسا کہ سیاہی اور علم ،جسطرح علم بغیر عالم کے نہیں پایا جاتا اور سیاہی بغیر کسی سیاہ چیز کے نہیں ہو سکتا ،اسی طرح حروف بغیر صفات کے نہیں پائے جاتے۔

اصطلاح تجوید میں صفت کی تعریف یوں کی گئی :

کَیْفِیَۃٌ عَارِضَۃٌ لِلْحَرْفِ عِنْدَ حُصُوْلِہٖ فِی الْمَخْرَجِ مِنَ الْجَھْرِ وَالرِّخَاوَۃِ وَالْھَمْسِ وَالشِّدَۃِ وَنَحْوِھَا[[235]](#footnote-235)

ترجمہ:صفت حرف کی وہ کیفیت ہے جو مخرج سے ادا ہوتے وقت اس کو پیش آتی ہے جیسا کہ سانس اور آواز کا جاری رہنا یا بند ہوجانا وغیرہ ۔

# صفات کےفوائد:

صفات حروف ،حروف کی ادائیگی میں بہت اہمیت کے حامل ہیں ، مخارج،حروف کے لئے بمنزلہ میزان اور ترازو کے ہیں جن سے حروف کی مقدار معلوم ہوتی ہے اورصفات بمنزلہ کسوٹی کے ہیں کہ جس طرح کسوٹی کھرے اور کھوٹے میں تمیز کرتی ہے اسی طرح صفات بھی حروف میں تمیز اور ایک حرف کو دوسرے سے جدا کرتی ہیں۔صفات حروف کے چند فوائد درجہ ذیل[[236]](#footnote-236) ہیں ۔

(1)جن حروف کے مخارج ایک ہیں ،صفات کے ذریعے ان فرق کیا جاتا ہے ،مثلااگر صفت استعلاء نہ ہوتی تو (ت،ر)،(س،ص) ، (ذ،ظ) میں کو ئی فرق نہ رہتا،

(2)صفات کے ذریعے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ کون سا حرف قوی ہے اور کون سا حرف ضعیف ہے او ر اسی طرح اظہار اور ادغام کے سمجھنےمیں مدد ملتی ہے کیونکہ قوی حرف کا ضعیف حرف میں بالکل ادغام نہیں ہوتا یا مخرج کے متحد ہونے کی وجہ سے کیا بھی جاتا ہے تو ادغام ناقص ہوتا ہے۔

(3)صفات کے ذریعے سے ہی حروف کی صحیح ادائیگی اور خوبصورتی ظاہر ہوتی ہے عربی زبان کی یہی وہ خوبی ہے جو عجمی زمانوں میں نہیں ہوتا ۔

# اقسام صفات حروف

قراء کرام کا صفات کی تعداد میں اختلاف ہیں لیکن جمہور کا قول ،جن امام المجودین، محمد ابن الجزری الشافعی (المتوفی: ٨٣٣ھ) اور ان کے متبعین ہیں،یہ ہے کہ صفات کی تعداد سترہ ہیں ۔[[237]](#footnote-237)صفات کی دو قسمیں ہیں (١) صفات لازمہ (۲) صفات عارضہ

# صفات لازمہ:

صفات لازمہ کی تعریف قراء کرام کی اصطلاح میں درجہ ذیل ہیں:

هي الصفة الملازمة للحرف بمعنى أنها لا تفارقه أبدًا كلقلقة والشِّدة.[[238]](#footnote-238)

ترجمہ:ایسی صفات جو حرف میں ہر وقت اور ہر حال میں پائی جائیں یعنی وہ حرف سے کبھی جدا نہ ہو جیسے قلقلہ اور شدت۔

صفات لازمہ اگر حرف میں نہ پائی جائے تو وہ حرف ادا ہی نہ ہو گا بلکہ دوسرے حرف سے بد ل جائیگا یا ناقص ادا ہوگا ۔مثلا:ظاء میں اگر صفت استعلاء اور اطباق ادا نہ کیا جائے تو وہ ذال سے بدل جائیگا۔

صفات لازمہ مشہور چار نام ہیں :(١)ذاتیہ (۲)لازمہ (٣) مقومہ (٤)ممیزہ۔ان کی وجہ تسمیہ درجہ ذیل ہیں:

**(١)ذاتیہ :**سے مراد حرف کی ذات میں دخل رکھنے والی ۔

**(۲)لازمہ :** لازمہ سے مرادہر حال میں لازم ضروری ۔

**(٣) مقومہ :** سے مراد حرف کو قائم کرنے والی (درست رکھنے والی)

**(٤)ممیزہ:** سے مراد ایک ہی مخرج سے نکلنے والے حروف کو ممیز اور ممتاز کرنے والی [[239]](#footnote-239)

# صفات عارضہ:

صفات عارضہ کی یوں تعریف کی گئی ہے:

وهي الصفة التي تلحق الحرف أحيانًا وتفارقه أحيانًا أخرى كالتفخيم والترقيق[[240]](#footnote-240)

ترجمہ:صفت عارضہ وہ صفت ہے جو حرف میں کبھی پائی جاتی ہے اور کبھی نہیں پائی جاتی ہے جیسے تفخیم اور ترقیق وغیرہ۔

صفات عارضہ کے ادا نہ ہونے سے نہ تو کوئی حرف کسی دوسرے حرف سے بدلتا ہے اور نہ ہی اس میں اس قسم کا نقصان ہوتا ہے جس قسم کا صفات لازمہ کے نہ پائے جانے کی صورت میں ہوتا ہے ۔البتہ حرفوں کا وہ حسن اور زینت جو اھل ادا کے مطلوب ہے ،فوت ہوجاتی

ہے ۔صفات عارضہ کے مشہور چار نام ہیں ۔(١)مُحسّنہ(۲)مُحلّیہ (٣)مزیّنہ(٤)عارضیہ

**(١)مُحسّنہ**:محسّنہ کا مطلب ہے حسن کو زینت اور آراستہ کرنے والی۔

**(۲)مُحلّیہ:**محلّیہ کا مطلب ہے کسی خاص موقع محل کے مطابق پائی جانے والی۔

**(٣)مزیّنہ:**مزیّنہ کا مطلب بھی محسنہ والا ہی ہے یعنی مزین کرنے والی زینت دینے والی ۔

**(٤)عارضیہ:**عارضیہ یا عارضہ یعنی عارض ہونے والی لاحق ہونے والی ،مطلب یہ ہے کہ مخصوص حالات میں حرف میں شامل ہونے والی صفات کہ جب وہ خاص حالت ختم ہوجائے تب وہ صفت اس حرف میں موجود نہ رہے جیسے راء مفتوحہ کا پُر پڑھا جانا۔[[241]](#footnote-241)

# اقسام صفات لازمہ:

صفات لازمہ کی دو قسمیں ہیں : (١) متضادہ (۲) غیر متضادہ

# صفات لازمہ متضادہ:

مقابل کی ایسی دو صفات جو نہ بیک وقت کسی حرف میں جمع ہوسکیں اور کوئی حرف ان سے خالی بھی نہ ہو ۔

صفات لازمہ متضادہ کل دس ( ١٠)ہیں جنکو درجہ ذیل نقشے میں ذکر کیا گیا ہے :

[**پہلا جوڑا ] (١،۲) ہمس «---------------------------» جہر**

[**دوسرا جوڑا ] (٣،٤) شدت «------------توسط------------» رخاوت**

[**تیسرا جوڑا ] (۵،٦) استعلاء «---------------------------» استفال**

[**چوتھا جوڑا ] (٧،٨) اطباق «---------------------------» انفتاح**

[**پانچواں جوڑا ] (٩،١٠) اذلاق «---------------------------» اصمات**

## وضاحت:

متضادہ کا مطلب یہ ہے کہ ان دس صفات میں سے "پانچ" پانچ صفات کی ضد ہیں وہ اسطرح کہ ان دس صفات کے پانچ جوڑے ہیں اور ہر جوڑا دو صفتوں پر مشتمل ہے جیسا کہ نقشہ میں ذکر کردیا گیا ہے ،پس ہر سطر کی پہلی صفت اپنے مقابل دوسری صفت کی ضد ہے لھذاہر جوڑے کی دو مقابل صفتوں میں سے ہر حرف میں ایک نہ ایک صفت ضرور پائی جاتی ہے اور سارے حروف تہجی میں سے کوئی حرف بھی ایسا نہیں کہ جس میں ہر جوڑے کی دو صفتوں میں سے ایک بھی نہ پائی جاتی ہو ،اور اسی طرح ایسا حرف بھی کوئی نہیں کہ جس میں کسی جوڑے کی دونوں ہی صفتیں جمع ہوجاتی ہوں

اقسامِ صفات لازمہ متضادہ

صفات لازمہ متضادہ کی اقسام کی تفصیل کو زینت القراء قاری غلام رسول ﷫ نے﴿ **علم تجوید**﴾ میں درجہ ذیل[[242]](#footnote-242) انداز سے بیان کیا ہے:

## ہمس:

لغوی معنی :پستی ،اصطلاح تجوید میں پست اور ضعیف آواز کو کہتے ہیں ،جن حروف میں یہ صفت پائی جاتی ہے ،ان کو حروف ِمہموسہ کہتے ہیں ،حروف مہموسہ کو ادا کرتے وقت سانس آہستگی سے جاری رہتا ہے ،حروفِ مہموسہ دس ہیں جن کا مجموعہ ہے: فَحَثَّہٗ شَخْصٌ سَکَتْ (پس اس کو ایک شخص نے (بات کرنے پر )ابھارا (مگر) وہ خاموش ہی رہا۔

## جہر:

یہ ہمس کی ضد ہے لغوی معنی اونچائی ۔ اصطلاح تجوید میں بلند اور قوی آواز کو کہتے ہیں جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ان حروف کو مجہورہ کہا جاتا ہے حروف مجہورہ کو ادا کرتے وقت سانس رک جاتا ہے جس کی وجہ سے آواز میں بلندی اور قوت پائی جاتی ہے۔ حروف مہموسہ کے علاوہ باقی انیس حروف مجہورہ ہیں جنکا مجموعہ یہ ہے:عَظُمَ وَ زُنْ قَارِئٍ ذِیْ غَضٍّ جَدَّ طَلَبَ (نیچی نگاہ رکھنے والے قاری کا وزن عظیم ہوا،اس نے طلب میں کوشش کی)

## شدت:

لغوی معنی:سختی ، اصطلاح تجوید میں سخت اور قومی آواز کو کہتے ہیں، جن حروف میں یہ صفت پائی جاتی ہے، ان کو حروف شدیدہ کہا جاتا ہے حروف شدیدہ کو ادا کرتے وقت آواز مخرج میں بند ہو جاتی ہے جس کی وجہ سے آواز میں شدت اور قوت پائی جاتی ہے۔ حروف شدیدہ آٹھ ہیں جن کا مجموعہہے :اَجِدُ قط بکتْ(یعنی اچھا کام کر،اسی پر اکتفا ء کر ،وہ اچھا کام غالب ہو کر رہے گا۔)

## رخاوت:

یہ صفت شدت کی ضد ہے۔ لغوی معنی نرمی اور اصطلاح تجوید میں نرم اور ضعیف آواز کو کہتے ہیں۔ جن حروف میں یہ صفت پائی جاتی ہے ان کو حروف رخوہ کہا جاتا ہے، حروف رخوہ کو ادا کرتے وقت آواز مخرج میں جاری رہتی ہے جس کی وجہ سے آواز میں نرمی اور ضعف پایا جاتا ہے، حروف شدیدہ اور متوسطہ کے علاوہ باقی سولہ حروف رخوہ ہیں۔جن کا مجموعہ یہ ہیں:خَسُّ حَظٍّ شَصُّ ھَزّ وَضِغْثٌ یَا فَذُّ(یعنی کم نصیبی ،محنت کی کمی اور پرگندہ حالی سے ہے،اے پریشان آدمی)

## توسّط:

لغوی معنی درمیان، اصطلاح تجوید میں شدت اور رخاوت کی درمیانی حالت کے ساتھ پڑھنے کو کہتے ہیں، جن حروف میں یہ صفت پائی جاتی ہے ، ان کو حروف متوسطہ کہا جاتا ہے۔ حروف متوسطہ کو ادا کرتے وقت نہ تو آواز پورے طور پر بند ہوتی ہے کہ شدت پیدا ہو جائے اور نہ ہی پورے طور پر جاری رہتی ہے کہ رخاوت پیدا ہوجائے بلکہ اس کی درمیانی حالت رہتی ہے۔حروف متوسطہ پانچ ہیں جن کا مجموعہ ہے لِنْ عُمَر(اے عمر !نرمی کر۔)

## استعلاء:

لغوی معنی بلندی چاہنا ، اصطلاح تجوید میں زبان کی جڑ تالو کی طر فبلند ہونے کو کہتے ہیں ۔ جن حروف میں یہ صفت پائی جاتی ہے ان کو حروف مستعلیہ کہا جاتا ہے۔ ان حروف کو ادا کرتے وقت زبان کی جڑ تالوکی طرف بلند ہوتی ہے اس لئے یہ حروف پُر پڑھے جاتے ہیں ۔یہ حروف سات ہیں جن کا مجموعہ یہ ہے:خُصّ ضَغْطٍ قِظّ(یعنی دنیا کے تفاخر کے درپے ہو کر وقت ضائع نہ کر ۔)

## استفال:

یہ استعلاءکی ضد ہے۔اس کے لغوی معنی:نچائی چاہنا۔ اصطلاح تجوید میں زبان کی جڑ کے تالو کی طرف نہ اٹھنے کو کہا جاتا ہے۔ جن حروف میں یہ صفت پائی جاتی ہے ان کو حروف مستفلہ کہا جاتا ہے۔ حروف مستقلہ کو ادا کرتے وقت زبان کی جڑ تالو کی طرف بلند نہیں ہوتی بلکہ نیچے رہتی ہے اسی وجہ سے یہ حروف باریک پڑھے جاتے ہیں۔ حروف مستعلیہ کے علاوہ باقی با ئیس حروف مستفلہ ہیں جن کا مجموعہ یہ ہے:اُنْشُرْحَدِیْثَ عِلْمِکَ سَوْفَ تُجَھَّزُ بَذَا(یعنی اپنی علمی بات کو مشہور کر ،ضرور تجھے اس کے عوض سرو سامان دیا جائے گا۔)

## اطباق:

لغوی معنی: ملنا یا چیٹنا۔ اصطلاح تجوید میں زبان کے پھیل کرتا لو سے چمٹ جانے یا مل جانے کو کہتے ہیں۔ جن حروف میں یہ صفت پائی جاتی ہے ان کو حروف مطبقہ کہا جاتا ہے ، ان حروف کو ادا کرتے وقت زبان تالو سےمل جاتی ہے جس کی وجہ سے یہ حروف بہت ہی پُر پڑھے جاتے ہیں ۔حروف مطبقہ چار ہیں :صاد ،ضاد ،طاء ،ظاء ،جنکا مجموعہ صطظض ہے۔

## انفتاح:

لغوی معنی : کھلا رہنا۔ اصطلاح تجوید میں زبان کے تالو سے جدا رہنے کو کہتے ہیں۔ جن حروف میں یہ صفت پائی جاتی ہے ، ان کو حروف منفتحہ کہا جاتا ہے۔ ان حروف کو ادا کرتے وقت زبان تالو سے جدا رہتی ہے۔ حروف مطبقہ کے علاوہ باقی پچیس حروف منفتحہ ہیں۔جن کا مجموعہ یہ ہیں:مَنْ اَخَذَ،وَجَدَ سَعَۃٍفَزَکَا حَقَّ لَہٗ شُرْبَ غَیْثٍ ۔( یعنی جو وسعت مال کی تونگری پائے اور وہ مال پاکیزہ ہو ،بارش رحمت کا پینا اس کو جائز ہے ۔)

## اذلاق:

لغوی معنی: کنارہ ۔اصطلاح تجوید میں حروف کا دانتوں ، ہونٹوں یا زیان کے کناروں سے پھسل کر بسہولت ادا ہونے کو کہتے ہیں حروف مذلقہاپنے مخرج سے پھسل کر بسہولت ادا ہوتے ہیں حروف مذلقہ چھ ہیں جن کا مجموعہ ہے فَرَّمِنْ لُبٍّ۔(بھاگاوہ شخص جو عقلمند ہوا ہے۔)

## اصمات :

یہ اذلاق کی ضد ہے ۔لغوی معنی : رکنا ، اصطلاح تجوید میں حروف کے اپنے مخارج سے جم کر مضبوطی سے ادا ہونے کو کہا جاتا ہے۔ جن حروف میں یہ صفت پائی جاتی ہے ان کو حروف مصمَتہ کہتے ہیں، یہ حروف اپنے مخارج سےجم کر مضبوطی سے ادا ہوتے ہیں۔ حروف مذلقہکے علاوہ باقی تیئیس حروف مصمَتہ ہیں۔جن کا مجموعہ یہ ہیں: جُزْغَشَّ سَاخِطٍ صَدَّ ثِقَۃً اِذْوَعْظُہٗ یَحُضُّکَ(یعنی اس غصہ کرنے والے کے دھوکے سے درگزر کر جو نیک آدمی کو روکے کیونکہ اس کو نصیحت تجھے خیر پر آمادہ کرے گی۔

**نوٹ:**جہر ،رخاوت ،استفال،اطباق،انفتاح اور اصمات کے حروف کا جو مجموعہ بیان کیا گیا ،یہ ﴿**علم تجوید﴾** میں نہیں ہے بلکہ ان مجموعات کو امام فن استاذ الاساتذہ قاری عبدالرحمان مکی﷫ کی کتاب ﴿**فوائد مکیہ** ﴾کی شرح ﴿**شرح ِفوائد مکیہ**﴾ ،جو کہ قاری محمد ادریس العاصم کی تصنیف ہے،سے لیا گیا ہے [[243]](#footnote-243)

امام المجودین علامہ شمس الدین ابوالخیرمحمد بن محمد ابن الجزری الشافعی (المتوفی: 833ھ) نے صفات لازمہ غیر متضا دہ کو یوں بیان کیا:

صِفَاتُهَا: جَهْرٌ، وَرِخْوٌ، مُسْتَفِلْ مُنْفَتِحٌ، مُصْمَتَةٌ، وَالضِّدَّ قُلْ  
 - مَهْمُوسُهَا ﴿فَحَثَّهُ شَخْصٌ سَكَتْ﴾ شَدِيدُهَا: لَفْظُ ﴿أَجِدْ قَطٍ بَكَتْ﴾

- وَبَيْنَ رِخْوٍ وَالشَّدِيدِ: ﴿لِنْ عُمَرْ﴾ وَسَبْعُ عُلْوٍ: ﴿خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ ﴾ حَصَرْ

وَصَادُ ضَادٌ طَاءُ ظَاءٌ مُطْبَقَهْ وَ﴿فَرَّ مِنْ لُبِّ﴾: الحُرُوفُ المُذْلَقَهْ [[244]](#footnote-244)

ترجمہ:(١)حروف کی صفات :جہر ،رخاوت ،استفال ،انفتاح اور اصمات ہیں اورتو ان کی ضد بیان کر۔

(۲)مہموسہ (جہر کی ضد) یہ دس حروف ہیں فَحَثَّهُ شَخْصٌ سَكَتْ ،شدیدہ یہ آٹھ حروف ہیں :أَجِدْ قَطٍ بَكَتْ

(٣)رخوہ اور شدیدہ کے درمیان پانچ حروف متوسطہ ہیں : لِنْ عُمَرْ اور حروف مستعلیہ سات ہیں : خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ

(٤)اور حروف مطبقہ یہ ہیں :صاد ،ضاد ،طاء ،ظاء اور مذلقہ یہ چھ حروف ہیں : فَرَّ مِنْ لُبِّ

# صفات لازمہ غیر متضادہ:

غیر متضادہ کا مطلب ہے"ضد نہ بننے والی"یعنی ایسی صفات جسکی ضد نہ ہو ۔پس صفات لازمہ غیر متضادہ وہ صفات ہیں ”جو کسی حرف کی ایسی لازمی اور ضروری صفات ہوں کہ جن کا حر ف میں پایا جانا تو لازمی اور ضروری ہو مگر اپنے مفہوم کے اعتبار سے بالکل الگ الگ

ہوں “اور ان میں ضدیت اور تقابل نہ ہو ۔نیز ان صفات کو منفردہ بھی کہتے ہیں یعنی وہ صفات جو اکیلی ہیں اور انکا کوئی مقابل نہیں ۔

اقسام صفات لازمہ غیر متضادہ

قارہی ضیاء الدین ﷫ صفات غیر متضادہ کی تعداد کو سات [[245]](#footnote-245)بیان کیا ہے جو کہ درجہ ذیل ہیں :

(١)صفیر (۲)قلقلہ (٣)لین (٤)انحراف (۵)تفشی (٦)استطالت (٧)تکریر

امام جزری ﷫نے صفات لازمہ غیر متضا دہ کو یوں بیان کیا:

صَفِيرُهَا: صَادٌ وَزَايٌ سِينُ قَلْقَلَةٌ ﴿ قُطْبُ جَدٍ﴾، وَاللِّينُ  
 وَاوٌ وَيَاءٌ سُكِّنَا وَانْفَتَحَا قَبْلَهُمَا، وَالِانْحِرَافُ صُحِّحَا

فِي اللَّامِ وَالرَّا ، وَبِتَكْرِيرٍ جُعِلْ وَلِلتَّفَشِّي الشِّينُ، ضَادًا: اسْتَطِلْ [[246]](#footnote-246)

ترجمہ:(١)حروف صفیریہ تین ہیں :صاد ،زا ،سین اور حروف قلقلہ پانچ ہیں: قُطْبُ جَدٍ اورلین(آئندہ شعرمیں)

(۲)واو اور یاء ہیں جب کہ ساکن ہوں اور ان کا ماقبل مفتوح ہو اور انحراف صحیح ہے ۔

(٣)لام اور راء میں اور راء کو صفتِ تکریر دی گئی ہے ،اور شین کے لئے صفت تفشی اور ضاد کے لئے صفتِ استطالت ہے۔

صفات لازمہ غیر متضادہ کی تفصیل درجہ ذیل ہیں :

## صفیر :

لغوی معنی:سیٹی ،اصطلاح تجوید میں سیٹی کی طرح تیز آواز کو کہتے ہیں جن حروف میں یہ صفت پائی جاتی ہے ان کو حروفِ صفیریہ کہا جاتا ہے ۔ان حروف کو ادا کرتے وقت آواز سیٹی کی طرح نکلتی ہے۔یہ تین حروف ہیں :زاء ،سین ،صاد۔[[247]](#footnote-247)

## قلقلہ:

لغوی معنی: جنبش ، اصطلاح تجوید میں حروف کے سکون کے وقت ان کےمخرج میں پیدا ہونے والی جنبش کو قلقلہ کہتے ہیں ۔جن حروف میں یہ صفت پائی جاتی ہے اُن کو حروف قلقلہ کہا جاتا ہے ۔ ان حروف کو ادا کرتے وقت سکون کی حالت میں ان کے مخرج میں جنبش پیدا ہوتی ہے۔ حروف قلقلہ پانچ ہیں جن کا مجموعہ قُطْبُ جَدٍ ہے۔[[248]](#footnote-248)

## اقسام قلقلہ:

قلقلہ کی تین قسمیں[[249]](#footnote-249) ہیں :

**(١) الصغیرہ:**ایسا حرف قلقلہ جو ساکن کلمہ کے درمیان ہو جیسے :یَقْدِرُ

**(۲)الکبیرۃ:**ایسا حرفِ جو ساکن موقوف مخفف ہو یعنی وہ حرفِ قلقلہ جو کلمہ کے آخر میں واقع ہو اور اس پر وقف کیا گیا ہو اور وہ مشددنہ ہو۔جیسے :السُّجُودْ۔

**(٣)الاکبر:**ایسا حرف جو ساکن موقوف مشددہو۔یعنی وہ حرف ِقلقلہ جو مشددہو اور اس پر وقف کیا گیا ہو۔وَتَبّ۔

## لین:

اسکے لغوی معنی نرمی کے ہیں اور اصطلاحی معنی یہ ہیں کہ واؤ اور یا ساکن کو بغیر کسی دشواری اور مشقت کے ایسی نرمی سے ادا کرنا کہ اگر

اس میں مد کرنا چاہے تو مد ہوسکے جیسے :خَوْفٌ،صَیْفٍ پر وقف کرنا ،نیز جن حروف میں یہ صفت پائی جائے انہیں حروف لینیہ کہا جاتا ہیں۔یہ دوحروف ہیں:(واؤ،یاء) جبکہ ماقبل مفتوح ہو ۔

## انحراف:

لغوی معنی:پھرنا ،لوٹنا ،اور اصطلاح تجوید میں انحراف کا معنی یہ ہے کہ حرف کا اپنے مخرج سے شروع ہونے کے بعد دوسرے حرف کے مخرج کی طرف مائل ہونا ۔جن حروف میں یہ صفت پائی جائے ،انہیں حروف منحرفہ کہا جاتا ہیں ۔اور یہ دو حروف ہیں :(لام،راء) ۔ دونوں حروف میں یہ صفت اسلئے پائی جاتی ہے کہ لام کو ادا کرتے وقت زبان کا کنارہ راء کے مخرج کی طرف اور راء کو ادا کرتے وقت زبان کا کنارہ لام کے مخرج کی طرف مائل ہوتا ہے۔[[250]](#footnote-250)

## تفشی:

لغوی معنی :پھیلنااور اصطلاح تجوید میں منہ میں آواز کے پھیلنے کو کہتے ہیں، یہ صفت صرف شین میں پائی جاتی ہے اور شین کو ادا کرتے وقت منہ میں آواز پھیل جاتی ہے۔[[251]](#footnote-251) نیز شین جب مشدد ہو تو اس میں تفشی قدرے دراز کرنا ضروری ہے جیسے : فَبَشَّرْنٰہ،اور اس صفت تفشی کی وجہ سے شین کو حرف متفشی کہا جاتا ہے ۔

## استطالت:

لغوی معنی :لمبائی چاہنا۔ اصطلاح تجوید میں حرف کے مخرج میں دیر تک آواز کے جاری رہنے کو کہتے ہیں ، یہ صفت صرف ضاد میں پائی جاتی ہے۔ ضاد کو ادا کرتے وقت زبان شروع مخرج سے آخر مخرج تک آہستہ آہستہ لگتی ہے جس کی

وجہ سے آواز میں طوالت پیدا ہوتی ہے۔[[252]](#footnote-252)

## تکریر:

لغوی معنی:بار بار ہونا ،اور اصطلاح تجوید میں نوک ِزبان میں کپکپاہٹ پیدا ہونے کو کہتے ہیں ۔جس حرف میں یہ صفت پائی جاتی ہے اس کو مکررہ کہا جاتا ہے اور وہ صرف "راء" ہے ،اس کو ادا کرتے وقت آواز میں کپکپی پائی جاتی ہے جس سے تکرار سا محسوس ہوتا ہے۔

تکرار کی دوقسمیں ہیں (١)حقیقی تکرار (۲)مشابہ تکرار

پس حقیقی تکرار کو اختیا رکرنا چاہئے۔

## صفتِ تکرار کی ادائیگی کا طریقہ:

صفت تکرار کی ادائیگی کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ راء کی ادائیگی کے وقت پشت زبان کو اوپر والے تالو سے مضبوطی کے ساتھ لگائیں تاکہ لرزہ پیدا نہ ہو اگرچہ راء مشددہی کیوں نہ ہو ،کیونکہ لرزہ(کپکپی) پیدا ہونے سے حقیقی تکرار لازم آئیگا جو کہ صحیح نہیں ۔[[253]](#footnote-253)

نوٹ:امام لفن قاری عبدالرحمان مکی ﷫نے غنہ (آنی)کو بھی صفات لازمہ غیر متضادہ میں شمارکیا ہے[[254]](#footnote-254) ،تو اس صورت میں صفات لازمہ متضادہ کی تعداد آٹھ ہوگی ۔غنہ کی دو قسمیں ہیں : (١)غنہ آنی (۲)غنہ زمانی

## غنہ آنی:

یہ وہ غنہ ہےجو نون اور میم میں ہر وقت پایا جاتا ہے خواہ یہ ساکن ہوں یا متحرک ۔مشددہوں یا مخفف۔مظہَرہ ہو یامخفاۃ ۔کسی حالت میں بھی ان سے جدا نہیں ہوتا ۔اور اگر ناک کے سوراخ کے بند ہوجانے کی وجہ سے یہ صفت ادا نہ ہو تو یہ دونوں حرف بہت ہی ناقص ادا ہوتے ہیں ۔اور یہ غنہ ان دونوں حرفوں کی حرکت اور سکون کے ساتھ ہی ادا ہوجاتا ہے جو نہایت ہی تھوڑا اور لطیف ہوتا ہے ۔

## غنہ زمانی:

یہ وہ غنہ ہےجو نون اور میم کی صرف بعض حالتوں میں پایا جاتا ہے (جو نون ساکن اور تنوین کے باب میں ذکر کیا گیا ۔)اور اسکی مقدار ایک الف کے برابر ہوتی ہے۔

صفات لازمہ متضادہ میں جس غنہ کو شمار کیا گیا وہ ٖغنہ ِآنی ہے ،بہر حال غنہ زمانی صفات عارضہ کے قبیل سے ہے ۔

## ماحصل:

خلاصہ یہ ہے کہ تمام حروف میں صفات لازمہ کا پایا جانا ضروری ہیں اگر کسی حرف میں جو صفت پائی جاتی ہے ،اسکو ادا نہ کیا گیا تو وہ حرف دوسرے حرف سے بدل جائیگا یا ناقص ادا ہوگا ،اب کل صفات لازمہ کی تعداد سترہ (١٧)ہیں جن میں سے دس(١٠)متضادہ ہیں اور سات(٧) غیر متضادہ ہیں۔ لھذاکل انتیس (۲٩) حروف میں سے تیرہ(١٣) حروف ایسے ہیں جن میں پانچ پانچ صفات پائی جاتی ہیں اور جو صفات متضادہ سے خالی ہیں اور وہ یہ ہیں :**الف ،تاء،ثاء ،حاء ،خاء ،ذال ،ظاء ،عین ،غین ،فاء ،کاف ،ھاء ،ہمزہ۔**باقی جو سولہ حروف ہیں ان میں سے پندرہ (١۵) حروف میں چھ ،چھ صفات پائی جاتی ہیں اور باقی جو ایک حرف بچا ہے وہ راء ہے اس میں سات صفتیں پائی جاتی ہے ،اسلئے کہ راء میں غیر متضادہ میں سےدو صفتیں پائی جاتی ہیں :ایک انحراف ،دوسری تکریر۔پس راء کے علاوہ اور کوئی ایسا حرف نہیں ہے جس میں سات صفتیں پائی جاتی ہوں۔

ان صفات کی مزید وضاحت ذیل کے نقشہ میں کی گئی ہے

|  |  |  |  |  |  |  |  |  |  |
| --- | --- | --- | --- | --- | --- | --- | --- | --- | --- |
| **نمبرشمار** | **حروف** | **تعدادِصفات** | **صفات حروف** | | | | | | |
| ١ | **الف** | ۵ | جہر | رخاوت | استفال | انفتاح | اصمات |  |  |
| ۲ | **باء** | ٦ | جہر | شدت | استفال | انفتاح | اذلاق | قلقلہ |  |
| ٣ | **تاء** | ۵ | ہمس | شدت | استفال | انفتاح | اصمات |  |  |
| ٤ | **ثاء** | ۵ | ہمس | رخاوت | استفال | انفتاح | اصمات |  |  |
| ۵ | **جیم** | ۵ | جہر | شدت | استفال | انفتاح | اصمات | قلقلہ |  |
| ٦ | **حاء** | ۵ | ہمس | رخاوت | استفال | انفتاح | اصمات |  |  |
| ٧ | **خاء** | ۵ | ہمس | رخاوت | استعلاء | انفتاح | اصمات |  |  |
| ٨ | **دال** | ٦ | جہر | شدت | استفال | انفتاح | اصمات | قلقلہ |  |
| ٩ | **ذال** | ۵ | جہر | رخاوت | استفال | انفتاح | اصمات |  |  |
| ١٠ | **راء** | ٧ | جہر | توسط | استفال | انفتاح | اذلاق | انحراف | تکریر |
| ١١ | **زاء** | ٦ | جہر | رخاوت | استفال | انفتاح | اصمات | صفیر |  |
| ١۲ | **سین** | ٦ | ہمس | رخاوت | استفال | انفتاح | اصمات | صفیر |  |
| ١٣ | **شین** | ٦ | ہمس | رخاوت | استفال | انفتاح | اصمات | تفشی |  |
| ١٤ | **صاد** | ٦ | ہمس | رخاوت | استعلاء | اطباق | اصمات | صفیر |  |
| ١۵ | **ضاد** | ٦ | جہر | رخاوت | استعلاء | اطباق | اصمات | استطالت |  |
| ١٦ | **طاء** | ٦ | جہر | شدت | استعلاء | اطباق | اصمات | قلقلہ |  |
| ١٧ | **ظاء** | ۵ | جہر | رخاوت | استعلاء | اطباق | اصمات |  |  |
| ١٨ | **عین** | ۵ | جہر | توسط | استفال | انفتاح | اصمات |  |  |
| ١٩ | **غین** | ۵ | جہر | رخاوت | استعلاء | انفتاح | اصمات |  |  |
| ۲٠ | **فاء** | ۵ | ہمس | رخاوت | استفال | انفتاح | اذلاق |  |  |
| ۲١ | **قاف** | ٦ | جہر | شدت | استعلاء | انفتاح | اصمات | قلقلہ |  |
| ۲۲ | **کاف** | ۵ | ہمس | شدت | استفال | انفتاح | اصمات |  |  |
| ۲٣ | **لام** | ۵ | جہر | توسط | استفال | انفتاح | اذلاق | انحراف |  |
| ۲٤ | **میم** | ۵ | جہر | توسط | استفال | انفتاح | اذلاق | غنہ |  |
| ۲۵ | **نون** | ۵ | جہر | توسط | استفال | انفتاح | اذلاق | غنہ |  |
| ۲٦ | **واؤغیرمدہ** | ۵ | جہر | رخاوت | استفال | انفتاح | اصمات | لین |  |
| ۲٧ | **واؤمدہ** | ۵ | جہر | رخاوت | استفال | انفتاح | اصمات |  |  |
| ۲٨ | **ھاء** | ۵ | ہمس | رخاوت | استفال | انفتاح | اصمات |  |  |
| ۲٩ | **ہمزہ** | ۵ | جہر | شدت | استفال | انفتاح | اصمات |  |  |
| ٣٠ | **یاءغیرمدہ** | ۵ | جہر | رخاوت | استفال | انفتاح | اصمات | لین |  |
| ٣١ | **یاءمدہ** | ۵ | جہر | رخاوت | استفال | انفتاح | اصمات |  |  |

اقسام صفات عارضہ

صفات عارضہ کی دو اقسام ہیں : (١)عارض بالحرف (۲)عارض بالصفت

## عارض بالصفت:

وہ صفت جو کسی صفت لازمہ کی وجہ سے پیدا ہو جیسے:حرف کا باریک ہونا ،یہ استفال کی وجہ سے ہے ،اور پُر ہونا یہ صفت استعلاء کی وجہ سے ہے ،اب حروف مستعلیہ سات ہیں :ان سات حروف کے علاوہ باقی بائیس حروف مستفلہ ہیں لیکن ان بائیس میں سے لام ،راء اور الف یہ تین حروف ایسے ہیں جو ہمیشہ باریک نہیں پڑھے جاتے بلکہ بعض حالتوں میں پُر بھی پڑھے جاتے ہیں ،تو جن حالتوں میں باریک ہوتے ہیں ،اس صورت میں چونکہ یہ حروف مستفلہ ہیں اورجن حالتوں میں پُر پڑھے جاتے ہیں اس صورت میں ان میں صفت استعلاء عارض ہوجاتی ہے ۔پس ان تین حرفوں کی تفخیم صفت عارضہ ہے جو کہ صفت لازمہ (استعلاء ) کی وجہ سے پیدا ہواہے۔

## عارض بالحرف:

وہ صفت عارضہ جو کسی حرف کے ملنے سے پیدا ہو جیسے نون ساکن اور تنوین کا ادغام جو کہ حروف یرملون کے ملنے کے ساتھ ہوتی ہے اسی طرح حروف مدہ میں مدہ فرعی وغیرہ ۔

## نوٹ:

صفات عارضہ میں سے تفخیم (پُرہونا) اور ترقیق ( باریک ہونا ) یہ دونوں عارض بالصفت ہیں باقی تمام عارض بالحرف ہیں۔

٭قاری غلام رسول ﷫نے﴿ **علم تجوید** ﴾میں صفات عارضہ کی تعداد ،سترہ ذکر کیا ہے جس میں سے دو (تفخیم اور ترقیق) عارض بالصفت ہے اور باقی پندرہ عارض بالحرف ہیں ۔ان صفات کی تفصیل انہوں نے درجہ ذیل انداز میں بیان فرمایا ۔آپ ﷫فرماتے ہیں :”صفات عارضہ سترہ ہیں جو مختلف حالتوں میں مختلف حروف میں پائی جاتی ہیں ،اور یہ آٹھ حرو ف(اَوْیَرْمُلَان) ہیں ۔صفات عارضہ یہ ہیں :

**(١)ترقیق:**باریک پڑھنا **(۲)تفخیم :**پُر پڑھنا  **(٣)ابدال:**بدلنا **(٤)تسہیل:**تحقیق اور ابدال کی درمیانی حالت  **(۵)اثبات:**حرف کو باقی رکھنا  **(٦)حذف :**حرف کو ختم کرنا

**(٧)مدہ:**مدّکرنا  **(٨)اِمالہ:**فتحہ کو کسرہ اور الف کو یاء کی طرف مائل کرنا **(٩)لین:**مد کی طرح نرمی کرنا **(١٠)غنہ:** ناک میں آواز لیجا کر پڑھنا **(١١)اظہار:**حرف کو اس کے مخرج سے مع جمیع صفات پڑھنا **(١۲)ادغام:** ملادینا

**(١٣)قلب:** بدلنا  **(١٤)اخفاء:** پوشیدہ کرنا ،بین الاظہار و ادغام

**(١۵)ادغام شفوی:**میم کو میم میں مد غم کرنا ۔ **(١٦)اخفاء شفوی**:میم کے بعد باء ہو تو میم کو پوشیدہ کرکے پڑھنا۔

**(١٧)اظہار شفوی:**میم کے بعد نہ میم ہو نہ باء اور نہ الف ،باقی چھبیس حروف میں سے کوئی حرف ہو۔[[255]](#footnote-255)“

1. صحیح مسلم ،رقم الحدیث:1897،جلد 1 ،صفحہ: ،کتاب ؛فضائل القران،باب:فضل من یقوم بالقران ویعلمہ و فضل من تعلم الحکمۃ من فقہ او غیرہ فعمل بھاو علمھا، ناشر مکتبۃ البشری،سنۃ طباعۃ:1443ھ 2023 [↑](#footnote-ref-1)
2. سنن دارمی ،رقم الحدیث:3315،جلد2،صفحہ :321،کتاب فضائل القران،باب فضل من قرأَالقران ،ناشر:دارالکتب العلمیۃ بیروت،لبنان،الطبعۃالاولی:1417ھ/1996م۔المستدرک علی الصیحین،رقم الحدیث:2084،صفحہ:409،کتاب فضائل القران،باب القران مادبۃ أللّٰہ یأجرکم علی تلاوتہ کل حرف عشر حسنات،ناشر:دار احیاء الترث العربی،بیروت، لبنان ،الطبعۃ الاولی:1422ھ/2002م [↑](#footnote-ref-2)
3. المستدرک علی الصیحین،رقم الحدیث:2130،صفحہ:419،کتاب فضائل القران،باب القران،باب فضیلۃ المعوذتین ۔ [↑](#footnote-ref-3)
4. کلیات اقبال ،بانگ درا ،حصہ سوم ،جواب شکوہ ،صفحہ :187،بیسواں بند ،رقم الشعر :60،ناشر :اکبر بک سیلرز ،لاہور [↑](#footnote-ref-4)
5. کنز العما ل ،رقم الحدیث: 3066 ،جلد 2 ،صفحہ:23،کتاب الا ذکار،الفصل الخامس فی لواحق الباب،الفرع الاول فی قراءت السبعۃ،ناشر:دار الکتب العلمیہ بیروت ،لبنان ،الطبعۃ الثانیہ:1424ھ/2004م [↑](#footnote-ref-5)
6. شعب الایمان ،رقم الحدیث :2649،جلد2،صفحہ :540، التاسع عشر من شعب الایمان ھو باب فی تعظیم القران،فصل ؛ترک التعمق فیہ،ناشر:دار الکتب العلمیہ ،بیروت۔سنۃ طباعۃ:2000م/1421ھ

   التمھید فی علم التجوید،صفحہ:3،ناشر:دار الصحابۃ للتراث،سنۃ طباعۃ:م2006م/1427ھ [↑](#footnote-ref-6)
7. التمھید فی علم التجوید،صفحہ:3۔ [↑](#footnote-ref-7)
8. مجمع الزوائد ومنبع الفوائد ،رقم الحدیث:11705،جلد 7،صفحہ:255،کتاب التفسیر،باب القراءۃ بالصوت الحسن ،ناشر:دارالکتب العمیہ بیروت ،لبنان،الطبعۃ الثانیہ:2009 [↑](#footnote-ref-8)
9. سنن ابی داود ،رقم الحدیث :1468،جلد 1،صفحہ:491،کتاب الصلوۃ،باب کیف یستحب الترتیل فی القراءۃ،مکتبۃ البشری : سنۃ طباعۃ: 1443ھ/2022م [↑](#footnote-ref-9)
10. سنن دارمی ،رقم الحدیث:3501،جلد2،صفحہ :347،کتاب فضائل القران،باب التغنی بالقران [↑](#footnote-ref-10)
11. سنن ابن ماجہ،رقم الحدیث:1340،صفحہ:275،ابواب اقامۃ الصلوۃ والسنۃفیھا ،باب فی حسن الصوت بالقران ،ناشر:مکتبۃ البشری ،سنۃ طباعۃ:1443ھ/2022م [↑](#footnote-ref-11)
12. سنن ابی داود ،رقم الحدیث :1469،جلد 1،صفحہ:492،کتاب الصلوۃ، باب کیف یستحب الترتیل فی القراءۃ [↑](#footnote-ref-12)
13. التمھید فی علم التجوید،صفحہ:8،الباب الثانی فی معنی التجوید،الفصل الاول فی التجوید والتحقیق والترتیل ،ناشر:دار الصحابۃ للتراث۔النشر فی قراءت العشر،جلد2 ،صفحہ: 168،فصل :التجوید، ناشر:دارالکتب العلمیۃبیروت،سنہ طباعۃ :2011 [↑](#footnote-ref-13)
14. النشر فی قراءت العشر،جلد1 ،صفحہ: 167،فصل :التجوید۔الاتقان فی علوم القرآن،جلد اول ،صفحہ:205،النوع الرابع والثلاثون فی کیفیۃ تحملہ،فصل ثانی،ناشر: مکتبۃرحمانیۃ [↑](#footnote-ref-14)
15. اسکا معنی یہ ہے کہ جب کسی چیز کی اصل عظیم ہو گی توخود وہ چیز عظمت والی ہوگی جیسے بیٹافرع ہے اور باپ اصل ہے اگر باپ اعلی خاندان سے ہےتو بیٹا بھی عظیم خاندان کا کہلائے گا اسی طرح علم اصول حدیث اشرف ترین اور عظیم علم ہے کیونکہ اسکی اصل حدیث پاک ہے کیونکہ اسکی اصل حدیث سرور دوعالم ﷺ ہے [↑](#footnote-ref-15)
16. غرائب التاول و عجائب التفسیر،تفسیر سورۃالمزمل ،جلد1،صفحہ:1266،ناشر:موسسۃعلوم القران،بیروت،سنۃطباعۃ:2006 [↑](#footnote-ref-16)
17. الاتقان فی علوم القرآن،جلد 1،صفحہ:166،النوع الثامن والعشرون فی معرفۃ الوقف والابتداء،مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار ،لاھور [↑](#footnote-ref-17)
18. التفسیرات الاحمدیہ فی بیان الایات الشرعیہ ،پارہ تبارک ،المزمل الایۃ:4،صفحہ :725،مکتبۃ الحرم اردو بازار ،لاھور [↑](#footnote-ref-18)
19. التفسیرالفخرالرازی المشتھر بالتفسیر الکبیر،جلد 11،صفحہ :155،مکتبۃ التوثیق والدراسات فی دارالفکر،طبعہ اولی 1425ـ1426ھ/2005م [↑](#footnote-ref-19)
20. التفسیر الطبری ،جزء 30ـ29،صفحہ:151،ناشر:دار الاحیاء التراث العربی بیروت ،لبنان [↑](#footnote-ref-20)
21. تفسیر النسفی مدارک التنزیل وحقائق التاویل،جلد3،صفحہ :555،تفسیر سورۃ المزمل ،ناشر:دار ابن کثیر،دمشق ،بیروت،طبعۃ الخامسۃ 1432ھ/2011م [↑](#footnote-ref-21)
22. مصنف ابی شیبہ،رقم الحدیث:8733،جلد2،صفحہ:256،کتاب الصلوات ،باب فی قراءت القران،ناشر :دار التاج،سنۃ طباعۃ: 1989م/1409ھ [↑](#footnote-ref-22)
23. صحیح بخاری ،رقم الحدیث :5027،جلد2،صفحہ:1458،کتاب فضائل القران ، باب خَیْرُکُمْ مَنْ تَعَلَّم َالْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَہٗ،مکتبۃ البشری ،سنۃطباعۃ:1443ھ/2022۔ جامع ترمذی رقم الحدیث:2918،جلد2،صفحہ:1165،ابواب فضائل القران ،باب ماجاءفی تعلیم القران،ناشر:مکتبۃ البشری، سنۃطباعۃ:1443ھ/2022۔ [↑](#footnote-ref-23)
24. سنن ابن ماجہ،رقم الحدیث:138،صفحہ:41،مقدمۃ: باب فِي فَضَائِلِ أَصَحَابِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ،فَضْلِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ مَسْعُودٍ [↑](#footnote-ref-24)
25. صحیح مسلم، رقم الحدیث :1862،جلد 1،صفحہ:553،کتاب فضائل القران وما یتعلق بہ،باب فضیلۃ حافظ القران،مکتبہ بشری، سنۃطباعۃ:1443ھ/2022 [↑](#footnote-ref-25)
26. نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری ،(نعم الباری)جلد 9 ،صفحہ :860،ناشر :ضیاء القران پبلیکیشنز،کراچی ،سنۃطباعۃ:2016 [↑](#footnote-ref-26)
27. نہایت القول المفیدفی علم التجوید،صفحہ:21،المقدمۃ،الفصل الاول،مکتبۃ الصفا،الطبعۃ الاولی:1420ھ/1999م [↑](#footnote-ref-27)
28. برھان کا معنی دلیل ہے ،اور مبین کا معنی واضح ہے ،یعنی علم تجوید کا قران ، حدیث اور اجماع امت سے ماخوذ ہونا اس علم کے اھم ہونے پر واضح دلیل ہے۔ [↑](#footnote-ref-28)
29. احیاءالعلوم ،جلد 1 ،صفحہ 392، بیروت، (کتاب آداب تلاوت القران،باب فی فضل القران واھلہ وذم المقتصرین فی تلاوتہ،فصل فی ذم تلاوۃ الغافلین ،)مکتبۃ العصریہ سنۃ طباعۃ:1430ھ/2009م۔تفسیر روح البیان جلد 10 ،صفحہ :243،سورۃ المزمل ،ناشر:دار احیاء التراث العربی،[نوٹ:تفسیر روح البیان میں مذکورہ حدیث میں لفظ " تال "کے بجائے "قارئ"ہے] [↑](#footnote-ref-29)
30. معجم کبیر للطبرانی،رقم الحدیث:8596،جلد4،صفحہ:485،حرف عین،عبداللہ ابن مسعود،ناشر دارالکتب العلمیۃ ،بیروت،لبنان ،سنہ اشاعت:2007م/1428ھ [↑](#footnote-ref-30)
31. مقدمۃالجزریۃ،رقم الشعر5:-4،ناشر:مکتبہ قادریہ لاہور [↑](#footnote-ref-31)
32. مقدمۃالجزریۃ،رقم الشعر:28-27، باب معرفۃ التجوید،ناشر:مکتبہ قادریہ لاہور [↑](#footnote-ref-32)
33. ضیاءالقرءۃ،ترتیل کا بیان ،صفحہ:12،قدیمی کتب خانہ مقابل آرام کراچی [↑](#footnote-ref-33)
34. ترہیبا کا معنی ہے ڈرانا یعنی مصنف علیہ الرحمہ ان لوگوں کو خوف دلاتےہیں جو تجوید کے ساتھ قران مجید نہیں پڑھتے اور سیکھنے میں لا پرواہی کرتے ہیں [↑](#footnote-ref-34)
35. ضیاءالقرءۃ،ترتیل کا بیان ،صفحہ:12 [↑](#footnote-ref-35)
36. النشر فی قراءت العشر،جلد2 ،صفحہ: 167،فصل :التجوید [↑](#footnote-ref-36)
37. النشر فی قراءت العشر،جلد2 ،صفحہ: 167،فصل :التجوید [↑](#footnote-ref-37)
38. الاتقان فی علوم القرآن،جلد اول ،صفحہ:205،النوع الرابع والثلاثون فی کیفیۃ تحملہ،فصل ثانی۔ [↑](#footnote-ref-38)
39. احیاء العلوم ،جلد1،صفحہ402،کتاب آداب تلاوۃ القران،الباب الثالث فی اعمال الباطن فی التلاوہ،ناشر:مکتبۃ العصریہ،بیروت، سنۃ طباعۃ:1430ھ/2009م [↑](#footnote-ref-39)
40. التفسیرات الاحمدیہ فی بیان الایات الشرعیہ ،پارہ تبارک ،المزمل الایۃ:4،صفحہ :725،مکتبۃ الحرم اردو بازار ،لاھور [↑](#footnote-ref-40)
41. الاتقان فی علوم القرآن،جلد اول ،صفحہ:205،النوع الرابع والثلاثون فی کیفیۃ تحملہ،فصل ثانی۔ [↑](#footnote-ref-41)
42. لحن کے معنی لہجہ اور غلطی دونوں ہیں مگر یہاں لحن سے مراد غلطی یعنی قواعد تجوید کے خلاف پڑھنا ہے ۔لحن کی دو قسمیں ہیں پہلی قسم : لحن جلی یعنی بڑی اور واضح غلطی کو کہتے ہیں جس سے حروف یا ان کی حالتوں میں تبدیلی واقع ہو جیسے الحمد کو الھمد یا انعمتَ کو انعمت ُپڑھنا ۔لحن جلی کا پڑھنا اور سننا دونوں حرام ہے ۔دوسری قسم :لحن خفی معمو لی غلطی کو کہتے ہیں یہ اس وقت پیدا ہوتی ہے جب صفات عارضہ میں غلطی کی جا ئے جیسے مفتوح راء کو پُر (موٹا ) پڑھ دیا [↑](#footnote-ref-42)
43. فتاوی رضویہ جلد 3،صفحہ :253،باب المیاہ ،ناشر:رضا فاونڈ یشن ،لاہور [↑](#footnote-ref-43)
44. فتاوی رضویہ جلد 6،صفحہ :319،باب القراءت،رسالۃ الجام الصاد عن سنن الضاد [↑](#footnote-ref-44)
45. النشر فی قراءت العشر،جلد2 ،صفحہ: 167،فصل :التجوید [↑](#footnote-ref-45)
46. المنھد المفید فی اصول القراءت والتجوید،صفحہ :356،الباب الاول :فضل القران الکریم ،الفصل الرابع،ناشر: دار الکلم الطیب دمشق بیروت،الطبعۃالثانیہ:1426ھ/2005م [↑](#footnote-ref-46)
47. حدائق بخشش،(حصہ اول)،صفحہ:108،نعت: وہ کمال حسن حضورہے،رقم الشعر:06،ناشر :مکتبۃ المدینہ ،سنۃ طباعۃ:2017م/1438ھ [↑](#footnote-ref-47)
48. صحیح بخاری ،رقم الحدیث :769،جلد1،صفحہ:247،کتاب الآذان ، باب القراۃفی العشاء [↑](#footnote-ref-48)
49. فیوض الرحمان ،پارہ19،صفحہ 69،ناشر:مکتبہ غوثیہ،سنۃ اشاعۃ:2007م [↑](#footnote-ref-49)
50. سنن ابن ماجہ،رقم الحدیث:1345،صفحہ:474،ابواب اقامۃ الصلوۃ والسنۃفیھا ، بَابٌ ما جاء فِي كَمْ يُسْتَحَبُّ يُخْتَمُ الْقُرْآنُ [↑](#footnote-ref-50)
51. ترمذی [↑](#footnote-ref-51)
52. جمال القراء وکمال الأ قراء ،صفحہ:636،باب:منھاج التوفیق الی معرفۃ التجوید والتحقیق،ناشر:دارالمامون للتراث،سنۃطباعۃ:1418ھ/1997م [↑](#footnote-ref-52)
53. سنن ابی داود ،رقم الحدیث :1473،جلد 1،صفحہ:492،کتاب الصلوۃ، بَابُ كَيْفَ يُسْتَحَبُّ التَّرْتِيلُ فِي الْقِرَاءَةِ [↑](#footnote-ref-53)
54. صحیح بخاری ،رقم الحدیث :5045،جلد2،صفحہ:1463،کتاب فضائل القران، باب مّدّالقراءۃ [↑](#footnote-ref-54)
55. صحیح بخاری ،رقم الحدیث :5046،جلد2،صفحہ:1463،کتاب فضائل القران، باب مّدّالقراءۃ [↑](#footnote-ref-55)
56. نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری ،(نعم الباری)جلد 9 ،صفحہ :281۔ [↑](#footnote-ref-56)
57. جامع ترمذی رقم الحدیث:249،جلد1صفحہ:188،ابواب الصلاۃ ،باب ماجاءفی تأمین [↑](#footnote-ref-57)
58. مصنف ابی شیبہ ،جلد 2 ،صفحہ : 755،کتا ب الصلوات ، باب فی قراءۃ القران ،ناشر:دار التاج ،سنۃ طباعۃ :1989ھ/1409م [↑](#footnote-ref-58)
59. سنن ابی داود ،رقم الحدیث :1328،جلد 1،صفحہ:457،کتاب الصلوۃ،باب فی رفع الصوت بالقراءۃفی الیل ۔ [↑](#footnote-ref-59)
60. جامع ترمذی رقم الحدیث:457،جلد1صفحہ:284،ابواب الصلاۃ ،باب ماجاءفی قراءۃ بالیل [↑](#footnote-ref-60)
61. تفھیم بخاری(شرح صحیح بخاری) ،جلد 7 ،صفحہ:800، کتاب فضائل القران، باب الترجیع ،ناشر: صاحبزادہ محمد حبیب الرحمن رضوی،جامعہ سراجیہ رسولیہ رضویہ [↑](#footnote-ref-61)
62. صحیح بخاری ،رقم الحدیث :5047،جلد2،صفحہ:1463،کتاب فضائل القران، باب الترجیع [↑](#footnote-ref-62)
63. تفھیم بخاری(شرح صحیح بخاری) ،جلد 7 ،صفحہ:800، کتاب فضائل القران، باب الترجیع [↑](#footnote-ref-63)
64. صحیح بخاری ،رقم الحدیث :7540،جلد2،صفحہ:2160،کتاب فضائل التوحید، باب ذکر النبی وروایتہ عن ربہ [↑](#footnote-ref-64)
65. جمال القراء وکمال الأ قراء ،صفحہ:636،باب:منھاج التوفیق الی معرفۃ التجوید والتحقیق [↑](#footnote-ref-65)
66. شرح معانی الآثار،رقم الحدیث :2118،جلد1،صفحہ:450،کتاب الصلوۃ،بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ، كَيْفَ هِيَ؟،ناشر:مکتبۃ البشری،سنۃطباعۃ:2018م/1439ھ [↑](#footnote-ref-66)
67. مصنف ابی شیبہ ،رقم الحدیث :30151،جلد 6،صفحہ : 140،کتا ب فضائل القران، باب فی القراءۃ یسرع فیھا [↑](#footnote-ref-67)
68. معجم الکبیر للطبرانی،رقم الحدیث:19136،جلد10،صفحہ65،مسند النساء،ام سلمۃ،راوی،یعلی بن مَملک،ناشر:دار الکتب العمیۃ بیرت،لبنان،سنۃ طباعۃ:2007م/1428ھ [↑](#footnote-ref-68)
69. جامع ترمذی رقم الحدیث:2937،جلد2،صفحہ:1171،ابواب القراءۃ عن رسول اللہ [↑](#footnote-ref-69)
70. جامع ترمذی رقم الحدیث:2933،جلد2،صفحہ:1170،ابواب فضائل القران،بَابُ مَا جَاءَ كَيْفَ كَانَتْ قِرَاءَةُ النَّبِيِّ [↑](#footnote-ref-70)
71. جامع ترمذی رقم الحدیث:2921،جلد2،صفحہ:1166،ابواب فضائل القران، بَابُ مَا جَاءَ فِيمَنْ قَرَأَ حَرْفًا مِنَ القُرْآنِ مَالَهُ مِنَ الأَجْرِ [↑](#footnote-ref-71)
72. النشر فی قراءت العشر،جلد1 ،صفحہ: 165،فصل :واما کیف یقرا القران [↑](#footnote-ref-72)
73. النشر فی قراءت العشر،جلد1 ،صفحہ: 166،فصل :واما کیف یقرا القران [↑](#footnote-ref-73)
74. فضائل قران لابی عبید ، صفحہ:179،بَابُ الْقَارِئِ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فِي سَبْعِ لَيَالٍ أَوْ ثَلَاثٍ ،ناشر :التراث سنہ :طباعۃ : [↑](#footnote-ref-74)
75. صحیح بخاری ،رقم الحدیث :5054،جلد2،صفحہ:1465،کتاب فضائل القران ، باب کم فی یقرا القران [↑](#footnote-ref-75)
76. سنن دارمی،رقم الحدیث:3486،جلد2،صفحہ:345،کتاب فضائل القران،باب فی ختم القران [↑](#footnote-ref-76)
77. سنن ابی داود ،رقم الحدیث :1390،جلد 1،صفحہ:473،کتاب الصلوۃ،باب کم فی یقرا القران ۔ [↑](#footnote-ref-77)
78. فضائل قران لابی عبید ، صفحہ:178،بَابُ الْقَارِئِ يَقْرَأُ الْقُرْآنَ فِي سَبْعِ لَيَالٍ أَوْ ثَلَاثٍ [↑](#footnote-ref-78)
79. فضائل قران لابی عبید ، صفحہ:158، بَابُ مَا يُسْتَحَبُّ لِقَارِئِ الْقُرْآنِ مِنَ التَّرَسُّلِ فِي قِرَاءَتِهِ وَالتَّرْتِيلِ وَالتَّدَبُّرِ [↑](#footnote-ref-79)
80. الاتقان فی علوم القرآن،جلد 1،صفحہ :213،النوع الخامس والثلاثون فی آداب تلاوتہ وتا لیفہ [↑](#footnote-ref-80)
81. الاتقان فی علوم القرآن،جلد 1،صفحہ 213،النوع الخامس والثلاثون فی آداب تلاوتہ وتا لیفہ [↑](#footnote-ref-81)
82. سنن نسائی،رقم الحدیث :1010جلد 1 ، صفحہ:284،کتاب الافتتاح ،باب تردید الایۃ،مکتبہ بشری ،سنۃ طباعۃ:1442ھ/2021 [↑](#footnote-ref-82)
83. صحیح مسلم، رقم الحدیث :1854،جلد 1،صفحہ:551،کتاب فضائل القران وما یتعلق بہ، بَابُ ذِكْرِ قِرَاءَةِ النَّبِيِّ ﷺ سُورَةَ الْفَتْحِ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ [↑](#footnote-ref-83)
84. صحیح بخاری ،رقم الحدیث :5049،جلد2،صفحہ:1464،کتاب فضائل القران ، باب من احب ان یسمع القران من غیرہ [↑](#footnote-ref-84)
85. فتح الباری فی شرح صحیح البخاری،جلد 9،صفحہ:115،باب من احب ان یستمع من غیرہ،ناشر:مکتبہ رشیدیہ ،کوئٹہ [↑](#footnote-ref-85)
86. صحیح مسلم، رقم الحدیث :1852،جلد 1،صفحہ:551،کتاب فضائل القران وما یتعلق بہ، بَابُ اسْتِحْبَابِ تَحْسِينِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ [↑](#footnote-ref-86)
87. حضرت ابو موسی اشعر ی﷜ خوش آواز والےتھے ،آپ ﷜ انتہائی سریلی لہجے میں قران پڑھتے تھے ،اسی لئے سرکار دوعالم ﷺ نے انہیں فرمایا :” کہ تمہیں آل داؤود کی مزامیر میں سے مزمار دی گئی ہے ۔“مزمار بانسری کو کہتے ہے لیکن یہاں مراد خوش آوازی ہے اور یہاں آل داؤود کی مزامیر اسلئے فرمایا کہ سیدنا داود ﷤کو خوش آوازی اور ترنم کے ساتھ پڑھتے تھے اور آپ ستر (٧٠)طرزوں کے ساتھ زبور کو پرھتے تھےاور اسطرح پرھتے تھے کہ غمزدہ خوش ہوجاتا اور اور جب آپ رونا چاہتےتوزمین پر چلنے والااور سمندر میں تیرنے والاہر جاندارسنتا اور روتا۔(نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری ،(نعم الباری)جلد 9 ،صفحہ :226) [↑](#footnote-ref-87)
88. مسند ابی یعلی ،رقم الحدیث:7275،صفحہ :1324،حدیث ابی موسی اشعری ،ناشر :دار المعرفہ بیروت لبنان، 1426ھ/2005م [↑](#footnote-ref-88)
89. صحیح بخاری ،رقم الحدیث :5055،جلد2،صفحہ:1465،کتاب فضائل القران ، باب البكاء عند قراءة القرآن. [↑](#footnote-ref-89)
90. نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری ،(نعم الباری)جلد 9 ،صفحہ :302 [↑](#footnote-ref-90)
91. مسندللامام احمد بن حنبل ،رقم الحدیث :16269،جلد 12 ،صفحہ:522،حدیث مطرف بن عبداللہ عن ابیہ،ناشر :دار الحدیث القاھرہ سنۃطباعۃ(الطبعۃ الاولی):1416ھ/1995م [↑](#footnote-ref-91)
92. سنن ابن ماجہ،رقم الحدیث:1337،صفحہ:274،ابواب اقامۃ الصلوۃ والسنۃفیھا ،بَابٌ فِي حُسْنِ الصَّوْتِ بِالْقُرْآنِ [↑](#footnote-ref-92)
93. سنن ابی داود ،رقم الحدیث :229،جلد 1،صفحہ:163،کتاب الطھارت،باب فی الجنب یقرأالقران ۔ [↑](#footnote-ref-93)
94. صحیح بخاری ،رقم الحدیث :775،جلد1،صفحہ:249،کتاب الاذان ، بَاب:اَلْجَمْعِ بَيْنَ السُّورَتَيْنِ فِي الرَّكْعَةِ [↑](#footnote-ref-94)
95. موطا امام مالک ،رقم الحدیث:363،صفحہ :164،کتاب الصلوۃ ،باب ماجاء فی صلوۃ القاعد فی النافلۃ ،مکتۃ البشری،سنۃطباعۃ:1443ھ/2022 [↑](#footnote-ref-95)
96. صحیح بخاری ،رقم الحدیث :631،جلد1،صفحہ:213،کتاب الاذان، بَاب الْأَذَانِ لِلْمُسَافِرِ، إِذَا كَانُوا جَمَاعَةً۔۔۔۔۔ [↑](#footnote-ref-96)
97. سنن ابو داود ،رقم الحدیث:1466،جلد 1،صفحہ:491،کتاب الصلوۃ، باب کیف یستحب الترتیل فی القراءۃ [↑](#footnote-ref-97)
98. سنن نسائی،رقم الحدیث :1664،جلد 1 ، صفحہ:443، **كِتَابُ قِيَامِ اللَّيْلِ وَتَطَوُّعِ النَّهَار**،بَابُ تَسْوِيَةِ الْقِيَامِ، وَالرُّكُوعِ وَالْقِيَامِ بَعْدَ الرُّكُوعِ، وَالسُّجُودِ، وَالْجُلُوسِ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ [↑](#footnote-ref-98)
99. صحیح مسلم، رقم الحدیث :1023،جلد 1،صفحہ:383،کتاب الصلوۃ،باب القراءۃ فی الصبح [↑](#footnote-ref-99)
100. صحیح مسلم، رقم الحدیث :1029،جلد 1،صفحہ:384،کتاب الصلوۃ،باب القراءۃ فی الصبح [↑](#footnote-ref-100)
101. صحیح بخاری ،رقم الحدیث :1171،جلد1،صفحہ:350،کتاب التھجد ، ِ بَاب مَا يُقْرَأُ فِي رَكْعَتَيِ الْفَجْرِ. [↑](#footnote-ref-101)
102. صحیح بخاری ،رقم الحدیث :759،جلد1،صفحہ:245،کتاب الاذان، بَاب: الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ [↑](#footnote-ref-102)
103. صحیح بخاری ،رقم الحدیث :777،جلد1،صفحہ:250،کتاب الاذان ،باب مَنْ خَافَتَ الْقِرَاءَةَ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ. [↑](#footnote-ref-103)
104. کلیات اقبال،بانگ درا ،حصہ اول ،صفحہ :67،نظم :حضرت بلال﷜،تیسرا بند ۔ [↑](#footnote-ref-104)
105. صحیح مسلم، رقم الحدیث :1016،جلد 1،صفحہ:381،کتاب الصلوۃ، بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْر [↑](#footnote-ref-105)
106. سنن ابو داود ،رقم الحدیث:800،جلد 1،صفحہ:323،کتاب الصلوۃ، بَابُ ماجاء فیْ قِرَاءَةِ فِي الظُّهْرِ [↑](#footnote-ref-106)
107. سنن ابو داود ،رقم الحدیث:805،جلد 1،صفحہ:324،کتاب الصلوۃ، بابُ قَدْرِ الْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ [↑](#footnote-ref-107)
108. صحیح بخاری ،رقم الحدیث :765،جلد1،صفحہ:247،کتاب الاذان،باب الْجَهْرِ فِي الْمَغْرِبِ [↑](#footnote-ref-108)
109. صحیح بخاری ،رقم الحدیث :763،جلد1،صفحہ:و246،کتاب الاذان باب الْقِرَاءَةِ فِي الْمَغْرِبِ [↑](#footnote-ref-109)
110. سنن نسائی،رقم الحدیث :991،جلد 1 ، صفحہ:280، کتاب الافتتاح،الْقِرَاءَةُ فِي الْمَغْرِبِ بِـ ﴿المص**﴾** [↑](#footnote-ref-110)
111. صحیح بخاری ،رقم الحدیث :3417،جلد1،صفحہ:949،کتاب الانبیاء،باب قول الله تعالى: ﴿آتينا داود زبورا﴾ [↑](#footnote-ref-111)
112. صحیح بخاری ،رقم الحدیث :769،جلد1،صفحہ:247،کتاب الاذان،بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْعِشَاءِ [↑](#footnote-ref-112)
113. صحیح مسلم، رقم الحدیث :(465)1042،جلد 1،صفحہ:386،کتاب الصلوۃ، بَابُ الْقِرَاءَةِ فِي الْعِشَاءِ [↑](#footnote-ref-113)
114. صحیح مسلم، رقم الحدیث :(1163)2755،جلد 1،صفحہ:751،کتاب الصیام،َبابُ فَضْلِ صَوْمِ الْمُحَرَّمِ [↑](#footnote-ref-114)
115. صحیح ابن خزیمۃ ،رقم الحدیث:1135،جلد 2،صفحہ:177،جماع ابواب الصلوۃالتطوع بالیل ،باب التحریض علی قیام اللیل،ناشر:المکتب الاسلامی،سنۃ طباعۃ:1971/1392ھ [↑](#footnote-ref-115)
116. حدائق بخشش،(حصہ اول)،صفحہ:99،نعت: وہ سوئے لالہ زار پھرتے ہیں،رقم الشعر:06 [↑](#footnote-ref-116)
117. اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ تہجد کی نماز حضورﷺفرض ہے یا نہیں ۔صدرالافاضل مولانا نعیم الدین مراد آبادی فرماتے ہیں:کہ نماز تہجدسید عالم ﷺ پر فرض تھی ،جمہور کا یہی قول ہے ،اور حضورﷺ کی امت کے لئے سنت ہے (کنزالایمان مع خزئن العرفان،حاشیہ:۱٧٣ ،صفحہ:536،ناشر:علم دین پبلشرز،سنۃ اشاعت:اپریل 2010) [↑](#footnote-ref-117)
118. صحیح بخاری ،رقم الحدیث :4836،جلد2،صفحہ:1391،کتاب التفسیر،باب: قوله: ﴿ليغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تأخر ويتم نعمته عليك ويهديك صراطا مستقيما﴾ [↑](#footnote-ref-118)
119. صحیح بخاری ،رقم الحدیث :183،جلد1،صفحہ:102،کتاب الوضوء، بَاب: قِرَاءَةِ الْقُرْآنِ بَعْدَ الْحَدَثِ وَغَيْرِهِ. [↑](#footnote-ref-119)
120. صحیح بخاری ،رقم الحدیث :1148،جلد1،صفحہ:345،کتاب التہجد، بَاب قِيَامِ النَّبِيِّ ﷺ بِاللَّيْلِ فِي رَمَضَانَ وَغَيْرِهِ [↑](#footnote-ref-120)
121. سنن ابو داود ،رقم الحدیث:1327،جلد 1،صفحہ:457،کتاب الصلوۃبَابُ رَفْعِ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَةِ فِي صَلَاةِ اللَّيْلِ [↑](#footnote-ref-121)
122. صحیح بخاری ،رقم الحدیث :4921،جلد2،صفحہ:1420،کتاب التفسیر،باب: تفسير سورة (الجن): ﴿قل أوحي إلي﴾ [↑](#footnote-ref-122)
123. سیرۃ النبویۃ ابن ہشام،جلد 1،صفحہ:315،قِصَّةُ اسْتِمَاعِ قُرَيْشٍ إلَى قِرَاءَةِ النَّبِيِّ ﷺ،ناشر: [↑](#footnote-ref-123)
124. ضیاء القران ،جلد1، صفحہ:298،بحث :قریش کے رئیسوں کا چھپ چھپ کر قران سننا،ناشرضیاء القران پبلیکیشنز،طبع چہارم:1420ھ [↑](#footnote-ref-124)
125. الدرّ المنثور فی تفسیر الماثور ،جلد 5، صفحہ :695، تفسیر سورۃ فصّلت،ناشر مکتبۃ الرحاب ،سنۃ اشاعۃ:2007 [↑](#footnote-ref-125)
126. غایۃ المریدفی علم التجوید ،صفحہ :51،باب :احکام النون الساکنۃ والتنوین [↑](#footnote-ref-126)
127. المرجع السابق [↑](#footnote-ref-127)
128. کلمے کی بناء جن حروف سے ہوتی ہے انکو اصلیہ کہا جاتا ہےمثلا ضَرَبَ میں (ض،ر،ب) تینوں حروف اصلیہ ہیں اور جو حروف کلمہ کی بناء سے خارج ہو انکو حروف زائدہ کہا جاتا ہے جیسے أَکْرَمَ میں ھمزہ زائدہ ہے [↑](#footnote-ref-128)
129. کافیہ،صفحہ 203،بحث :الحرف ،ناشر :مکتبۃ البشری ،سنہ طباعۃ:2015م/1436ھ [↑](#footnote-ref-129)
130. ھدایۃ النحو ،صفحہ 159 ،القسم الثالث فی الحروف ،فصل :16، ناشر :مکتبۃ البشری ،سنہ طباعۃ :2015م/1436ھ۔[نوٹ:یہاں پر ھدایۃ النحو کی اقسام تنوین والی عبارت کا ترجمہ ذکر کردیا گیا ہے ] [↑](#footnote-ref-130)
131. مقدمۃالجزریۃ،رقم الشعر:65،صفحہ:16، باب باب أحكام النون الساكنة والتنوين، [↑](#footnote-ref-131)
132. تحفۃ الاطفال،رقم الشعر:6،صفحہ:28، باب أحكام النون الساكنة والتنوين،ناشر:مکتبہ قادریہ لاہور [↑](#footnote-ref-132)
133. غایۃ المریدفی علم التجوید ،صفحہ :54،باب :احکام النون الساکنۃ والتنوین [↑](#footnote-ref-133)
134. نہایت القول المفیدفی علم التجوید،صفحہ:157،باب فی بیان احکام الادغام والاظہار والاخفاء والاقلاب،الفصل الرابع [↑](#footnote-ref-134)
135. قصیدہ شاطبیہ،رقم الشعر :289،صفحہ:24،، باب أحكام النون الساكنة والتنوين،ناشر: [↑](#footnote-ref-135)
136. مقدمۃالجزریۃ،رقم الشعر:66،صفحہ:16، باب فی باب أحكام النون الساكنة والتنوين [↑](#footnote-ref-136)
137. تحفۃ الاطفال،رقم الشعر:7،8،صفحہ:28، أحكام النون الساكنة والتنوين [↑](#footnote-ref-137)
138. المیزان فی احکام تجوید القران،صفحہ:111، باب أحكام النون الساكنة والتنوين،ناشر دارالایمان،سنۃطباعۃ:2005 [↑](#footnote-ref-138)
139. غایۃ المریدفی علم التجوید ،صفحہ :57،باب :احکام النون الساکنۃ والتنوین [↑](#footnote-ref-139)
140. قصیدہ شاطبیہ،رقم الشعر :286،صفحہ:24،، باب أحكام النون الساكنة والتنوين،ناشر: [↑](#footnote-ref-140)
141. مقدمۃالجزریۃ،رقم الشعر:66،صفحہ:16، باب باب أحكام النون الساكنة والتنوين [↑](#footnote-ref-141)
142. تحفۃ الاطفال،رقم الشعر:9،صفحہ:28، أحكام النون الساكنة والتنوين [↑](#footnote-ref-142)
143. تحفۃ الاطفال،رقم الشعر:12،صفحہ:29، أحكام النون الساكنة والتنوين [↑](#footnote-ref-143)
144. قصیدہ شاطبیہ،رقم الشعر :287،صفحہ:24،، باب أحكام النون الساكنة والتنوين [↑](#footnote-ref-144)
145. مقدمۃالجزریۃ،رقم الشعر:67،صفحہ:16، باب باب أحكام النون الساكنة والتنوين [↑](#footnote-ref-145)
146. تحفۃ الاطفال،رقم الشعر:10،صفحہ:29، أحكام النون الساكنة والتنوين [↑](#footnote-ref-146)
147. فوائد مکیہ مع حاشیہ توضیحات مرضیہ،صفحہ:63،باب دوم ،دوسری فصل،ناشر:مکتبہ القراءۃلاہور،سنۃ طباعۃ:جولائی 2018 [↑](#footnote-ref-147)
148. تحفۃ الاطفال،رقم الشعر:11،صفحہ:28، أحكام النون الساكنة والتنوين [↑](#footnote-ref-148)
149. فوائد مکیہ مع حاشیہ توضیحات مرضیہ،صفحہ:63،باب دوم ،دوسری فصل [↑](#footnote-ref-149)
150. قصیدہ شاطبیہ،رقم الشعر :290،صفحہ:24،، باب أحكام النون الساكنة والتنوين [↑](#footnote-ref-150)
151. مقدمۃالجزریۃ،رقم الشعر:68،صفحہ:16، باب باب أحكام النون الساكنة والتنوين [↑](#footnote-ref-151)
152. تحفۃ الاطفال،رقم الشعر:13،صفحہ:29، أحكام النون الساكنة والتنوين [↑](#footnote-ref-152)
153. غایۃ المریدفی علم التجوید ،صفحہ :64،باب :احکام النون الساکنۃ والتنوین [↑](#footnote-ref-153)
154. قصیدہ شاطبیہ،رقم الشعر :290،صفحہ:24،، باب أحكام النون الساكنة والتنوين [↑](#footnote-ref-154)
155. مقدمۃالجزریۃ،رقم الشعر:68،صفحہ:16، باب باب أحكام النون الساكنة والتنوين [↑](#footnote-ref-155)
156. تحفۃ الاطفال،رقم الشعر:14،صفحہ:29، أحكام النون الساكنة والتنوين [↑](#footnote-ref-156)
157. تحفۃ الاطفال،رقم الشعر:15،16،صفحہ:29، أحكام النون الساكنة والتنوين [↑](#footnote-ref-157)
158. غایۃ المریدفی علم التجوید ،صفحہ :66،باب :احکام النون الساکنۃ والتنوین [↑](#footnote-ref-158)
159. المنح الفکریہ فی شرح المقدمۃ الجزریہ،صفحہ:١١٢،بحث:حد التجوید وحکمہ،ناشر:دارالغوثانی للدراسات القرانیہ دمشق،الطبعۃ الثانیہ:١٤٣٣ھ/٢٠١٢م [↑](#footnote-ref-159)
160. کنز العما ل ،رقم الحدیث: 3066 ،جلد 2 ،صفحہ:23،کتاب الا ذکار،الفصل الخامسۃ [↑](#footnote-ref-160)
161. اعجاز رسم القران واعجاز التلاوۃ (ملخصا )،صفحہ:10،بحث :اعجاز لکلمۃ القرانیہ ،مکتبہ :دارالسلام ،سنۃ طباعۃ:١٤٢٧ھ/٢٠٠٦ [↑](#footnote-ref-161)
162. نفس مصدر [↑](#footnote-ref-162)
163. اعجاز رسم القران واعجاز التلاوۃ (ملخصا )،صفحہ:٢٠٣،بحث :القسم الثانی اعجاز ترتیل القران فی بیان المعانی والاحکام [↑](#footnote-ref-163)
164. صحیح بخاری،رقم الحدیث :٦٤٩1،جلد ٢،صفحہ :١٨٣٥، کتاب الرقاق،بَاب: مَنْ همَّ بِحَسَنَةٍ أَوْ بِسَيِّئَةٍ [↑](#footnote-ref-164)
165. اعجاز رسم القران واعجاز التلاوۃ صفحہ:٢٠٦،بحث :القسم الثانی اعجاز ترتیل القران فی بیان المعانی والاحکام [↑](#footnote-ref-165)
166. نفس مصدر،صفحہ:٢٠٤ [↑](#footnote-ref-166)
167. کنزالایمان مع خزئن العرفان،حاشیہ:١٦٩ ،صفحہ:٤٩٥ [↑](#footnote-ref-167)
168. اعجاز رسم القران واعجاز التلاوۃ صفحہ:٢٠٥،بحث :القسم الثانی اعجاز ترتیل القران فی بیان المعانی والاحکام [↑](#footnote-ref-168)
169. نفس مصدر،صفحہ:٢٠٦ [↑](#footnote-ref-169)
170. نفس مصدر،صفحہ:٢٠٦ [↑](#footnote-ref-170)
171. اعجاز رسم القران واعجاز التلاوۃ صفحہ:٢١٠،١١،بحث :القسم الثانی اعجاز ترتیل القران فی بیان المعانی والاحکام [↑](#footnote-ref-171)
172. اعجاز رسم القران واعجاز التلاوۃ (ملتقطًا) صفحہ:٢١٢،بحث :القسم الثانی اعجاز ترتیل القران فی بیان المعانی والاحکام [↑](#footnote-ref-172)
173. صحیح مسلم،رقم الحدیث :٢٨٠٤،جلد ٢،صفحہ :١٧٢٤،كِتَابُ صِفَةِ الْقِيَامَةِ وَالْجَنَّةِ وَالنَّارِ ،بَابُ :جَزَاءِ الْمُؤْمِنِ بِحَسَنَاتِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَتَعْجِيلِ حَسَنَاتِ الْكَافِرِ فِي الدُّنْيَا [↑](#footnote-ref-173)
174. اعجاز رسم القران واعجاز التلاوۃ صفحہ:٢١١،بحث :القسم الثانی اعجاز ترتیل القران فی بیان المعانی والاحکام [↑](#footnote-ref-174)
175. نفس مصدر [↑](#footnote-ref-175)
176. صحیح بخاری،رقم الحدیث :3،جلد ١،صفحہ :٤٣، باب: كَيْفَ كَانَ بَدْءُ الْوَحْيِ [↑](#footnote-ref-176)
177. صحیح بخاری،رقم الحدیث :٤٩٩٧،جلد ٢،صفحہ :١٤٥١، كتاب فضائل القرآن،باب: كان جبريل يعرض القرآن على النبي [↑](#footnote-ref-177)
178. نعمۃ الباری نعمۃ الباری فی شرح صحیح البخاری ،(نعم الباری)جلد 9 ،صفحہ :١٢٨ [↑](#footnote-ref-178)
179. اعجاز رسم القران واعجاز التلاوۃ صفحہ:٢١١،بحث :القسم الثانی اعجاز ترتیل القران فی بیان المعانی والاحکام [↑](#footnote-ref-179)
180. غایۃ المریدفی علم التجوید ،صفحہ :91،باب :الْمَدُّ والْقَصْرُ [↑](#footnote-ref-180)
181. غایۃ المریدفی علم التجوید ،صفحہ :91،باب :الْمَدُّ والْقَصْرُ [↑](#footnote-ref-181)
182. صحیح بخاری ،رقم الحدیث :5045،جلد2،صفحہ:1463،کتاب فضائل القران، باب مّدّالقراءۃ [↑](#footnote-ref-182)
183. المنھد المفید فی اصول القراءت والتجوید،صفحہ :129،الباب السادس ،الفصل الاول [↑](#footnote-ref-183)
184. تحفۃ الاطفال،رقم الشعر:35،36،37،صفحہ:34، أقْسَامُ المَدِّ [↑](#footnote-ref-184)
185. غایۃ المریدفی علم التجوید ،صفحہ :95،باب :الْمَدُّ والْقَصْرُ [↑](#footnote-ref-185)
186. تحفۃ الاطفال،رقم الشعر:38،صفحہ:34، أقْسَامُ المَدِّ [↑](#footnote-ref-186)
187. المیزان فی احکام تجوید القران،صفحہ :169،المد والقصر [↑](#footnote-ref-187)
188. تحفۃ الاطفال،رقم الشعر:39،40،41،صفحہ:34، أقْسَامُ المَدِّ [↑](#footnote-ref-188)
189. غایۃ المریدفی علم التجوید ،صفحہ :93،باب :الْمَدُّ والْقَصْرُ [↑](#footnote-ref-189)
190. المنھد المفید فی اصول القراءت والتجوید(ملخصًا)،صفحہ :130،الباب السادس ،الفصل الاول [↑](#footnote-ref-190)
191. تحفۃ الاطفال،رقم الشعر:43،صفحہ:35،أَحْكَامُ َالمَدِّ [↑](#footnote-ref-191)
192. معجم کبیر للطبرانی،رقم الحدیث:8596،جلد4،صفحہ:485،حرف عین،عبداللہ ابن مسعود [↑](#footnote-ref-192)
193. تحفۃ الاطفال،رقم الشعر:44،صفحہ:35،أَحْكَامُ َالمَدِّ [↑](#footnote-ref-193)
194. ضیاءالقرءۃ،مد متصل اور منفصل کا بیان ،صفحہ:32 [↑](#footnote-ref-194)
195. سکون عارضی سے مراد یہ ہے کہ اصل میں حرف متحرک ہوتا ہے مگر وقف کرنے کی وجہ سے اس کو ساکن کردیا جاتا ہے اور اس حرف کے جزم کو سکون عارضی کہا جاتا ہے ۔ [↑](#footnote-ref-195)
196. ضیاءالقرءۃ،مد عارض کا بیان ،صفحہ:33 [↑](#footnote-ref-196)
197. تحفۃ الاطفال،رقم الشعر:45،صفحہ:35،أَحْكَامُ َالمَدِّ [↑](#footnote-ref-197)
198. ضیاءالقرءۃ،بحث :مقدارِقصر ،توسط ،طول ،صفحہ:33 [↑](#footnote-ref-198)
199. ضیاءالقرءۃ،بحث:مد لین عارض،صفحہ:35 [↑](#footnote-ref-199)
200. ضیاءالقرءۃ،بحث :مدلازم ،صفحہ:32 [↑](#footnote-ref-200)
201. مقدمۃالجزریۃ،رقم الشعر:70،صفحہ:17، باب المَدَّاتِ [↑](#footnote-ref-201)
202. تحفۃ الاطفال،رقم الشعر:47،صفحہ:35،أقْسَامُ المَدِّ الَّلازِمِ [↑](#footnote-ref-202)
203. تحفۃ الاطفال،رقم الشعر:48،49،صفحہ:36،أقْسَامُ المَدِّ الَّلازِمِ [↑](#footnote-ref-203)
204. تحفۃ الاطفال،رقم الشعر:50،51،52،صفحہ:36،أقْسَامُ المَدِّ الَّلازِمِ [↑](#footnote-ref-204)
205. ضیاءالقرءۃ،بحث :مدلین لازم ،صفحہ:35 [↑](#footnote-ref-205)
206. تحفۃ الاطفال،رقم الشعر:54،صفحہ:37،أقْسَامُ المَدِّ الَّلازِمِ [↑](#footnote-ref-206)
207. تحفۃ الاطفال،رقم الشعر:57،صفحہ:37،أقْسَامُ المَدِّ الَّلازِمِ [↑](#footnote-ref-207)
208. تحفۃ الاطفال،رقم الشعر:53،54،صفحہ:37،أقْسَامُ المَدِّ الَّلازِمِ [↑](#footnote-ref-208)
209. تحفۃ الاطفال،رقم الشعر:56،صفحہ:37،أقْسَامُ المَدِّ الَّلازِمِ [↑](#footnote-ref-209)
210. تحفۃ الاطفال،رقم الشعر:55،صفحہ:37،أقْسَامُ المَدِّ الَّلازِمِ [↑](#footnote-ref-210)
211. المیزان فی احکام تجوید القران،صفحہ:١٦٥،بحث:المدود [↑](#footnote-ref-211)
212. الاتقان فی علوم القرآن،جلد :١ ،صفحہ:١٩٩،النوع الثانی والثلاثون فی المد والقصر ۔ [↑](#footnote-ref-212)
213. روایت حفص جو اکثر ممالک میں مروج ہے ان دو طریق ہیں:(١)بطریق شاطبی (٢)بطریق جزری [↑](#footnote-ref-213)
214. المنح الفکریہ فی شرح المقدمۃ الجزریہ،صفحہ:٢٣٩،باب المدات، [↑](#footnote-ref-214)
215. الفتاویالعالمگیریہ ،جلد :١،صفحہ:٦٢،کتاب الصلوۃ،باب الأذان ،الفصل الثانی فی کلمات الأذان ،والإقامۃ کیفیتہما،ناشر :قدیمی کتب خانہ [↑](#footnote-ref-215)
216. القراءت المتواترہ أثرھا فی اللغۃ العربیہ والا حکام الشرعیہ والرسم القرانی ،ص:٢٢٧،ناشر :جامعۃ القران الکریم والعلوم الاسلامیہ ،دمشق ،سنۃ طباعۃ:١٤١٦ھ/١٩٩٦’ [↑](#footnote-ref-216)
217. اعجاز رسم القران واعجاز التلاوۃ صفحہ:٢٠٠،بحث :القسم الثانی اعجاز ترتیل القران فی بیان المعانی والاحکام [↑](#footnote-ref-217)
218. اعجاز رسم القران واعجاز التلاوۃ (ملخصا)ا،صفحہ:٢٠١،بحث :القسم الثانی اعجاز ترتیل القران فی بیان المعانی والاحکام [↑](#footnote-ref-218)
219. تفسیرروح المعانی فی تفسیر القران العظیم ،سورہ یونس ،آیت :٩١،جلد :١،صفحہ:٢٣٣،ناشر:دار الحدیث القاہرہ ،

     سنۃ طباعۃ :٢٠٠٥م/١٤٢٦ [↑](#footnote-ref-219)
220. اعجاز رسم القران واعجاز التلاوۃ ،صفحہ:٢٠٢،بحث :القسم الثانی اعجاز ترتیل القران فی بیان المعانی والاحکام [↑](#footnote-ref-220)
221. المنح الفکریہ فی شرح المقدمۃ الجزریہ،صفحہ:٢٣٩،باب المدات، [↑](#footnote-ref-221)
222. معجم کبیر للطبرانی،رقم الحدیث:8596،جلد4،صفحہ:485،حرف عین،عبداللہ ابن مسعود، ھ [↑](#footnote-ref-222)
223. اعجاز رسم القران واعجاز التلاوۃ ،صفحہ:٢٠١،بحث :القسم الثانی اعجاز ترتیل القران فی بیان المعانی والاحکام [↑](#footnote-ref-223)
224. القراءۃ وأثرھا فی علوم العربیہ ،جلد :1،ص:٥٥٦،الباب الرابع،فصل العاشر،ناشر:مکتبۃ لکلیات الازھریہ ،سنۃ طباعۃ:١٤٠٤ھ/١٩٨٤م [↑](#footnote-ref-224)
225. نفس مصدر،صفحہ:٥٤٦ [↑](#footnote-ref-225)
226. اعجاز رسم القران واعجاز التلاوۃ ،صفحہ:٢٠٢،بحث :القسم الثانی اعجاز ترتیل القران فی بیان المعانی والاحکام [↑](#footnote-ref-226)
227. المنح الفکریہ فی شرح المقدمۃ الجزریہ،صفحہ:٢٤٣،باب المدات [↑](#footnote-ref-227)
228. نفس مصدر [↑](#footnote-ref-228)
229. صحیح مسلم، رقم الحدیث :٨٧٥(٣٩٤)،جلد ١،صفحہ:٣٤٥،کتاب الصلوۃ،بَابُ وُجُوبِ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ، وَأَنَّهُ إِذَا لَمْ يُحْسِنِ الْفَاتِحَةَ وَلَا أَمْكَنَهُ تَعَلُّمَهَا قَرَأَ مَا تَيَسَّرَ لَهُ مِنْ غَيْرِهَا [↑](#footnote-ref-229)
230. مقدمۃالجزریۃ،رقم الشعر:٢٧ ،صفحہ: باب معرفۃ التجوید، [↑](#footnote-ref-230)
231. صحیح بخاری ،رقم الحدیث :٢٤،جلد١،صفحہ:٥٤،کتاب الإیمان، باب: الحياء من الإيمان [↑](#footnote-ref-231)
232. :﴿الحَیَا﴾ الف مقصورہ کے ساتھ اس کا معنی بارش ہے ،کیونکہ لغۃ مشہور امام علامہ ابن منظور ﷫اپنی مایہ ناز لغت کی کتاب ﴿لسان العرب﴾میں اس کا یہی معنی بیان کیا ہے ،چانچہ آپ﷫ فرماتےہیں:﴿الحَیَا؛مَقْصُوْرٌ: اَلْمَطَرُ لِإِحْیَاءِ الْأَرْض﴾ (یعنی **’حیا‘**کا معنی ،جو کہ الف مقصورہ کے ساتھ ہے،یہ ہے :بارش جو زمین کو آباد کرنے کے لئے ہوتا ہے ۔﴾[لسان العرب ،جلد :٣، صفحہ:٤٢٨،باب :حاء،ناشر:دارإحیاء التراث العربی ،بیروت ،لبنان ،سنۃ طباعۃ:١٤١٩ھ/] [↑](#footnote-ref-232)
233. الشہد ۃاز علامہ عمر بن احمد خرپوتی [↑](#footnote-ref-233)
234. صحیح بخاری ،رقم الحدیث :٢٤،جلد١،صفحہ:٥٤،کتاب الإیمان، باب: الحياء من الإيمان [↑](#footnote-ref-234)
235. نھایۃالقول المفید ،صفحہ :67،الباب الثانی ،فصل ثانی [↑](#footnote-ref-235)
236. غایۃ المریدفی علم التجوید ،صفحہ :137،باب صفات الحروف [↑](#footnote-ref-236)
237. المیزان فی احکام تجوید القران،صفحہ :69، باب صفات الحروف [↑](#footnote-ref-237)
238. غایۃ المریدفی علم التجوید ،صفحہ :138،باب صفات الحروف [↑](#footnote-ref-238)
239. شرح فوائد مکیہ،صفحہ :122،پہلا باب،تیسر فصل:صفات کے بیان میں ،ناشر:مکتبہ :قراءت اکیڈمی لاہور [↑](#footnote-ref-239)
240. غایۃ المریدفی علم التجوید ،صفحہ :138،باب صفات الحروف [↑](#footnote-ref-240)
241. شرح فوائد مکیہ،صفحہ :122،پہلا باب،تیسر فصل:صفات کے بیان میں ۔ [↑](#footnote-ref-241)
242. علم تجوید،صفحہ:30،بحث :صفات لازمہ کی اقسام،ناشر:قاسم پبلیکیشنز [↑](#footnote-ref-242)
243. شرح فوائد مکیہ،صفحہ :122،پہلا باب،تیسر فصل:صفات کے بیان میں ،ناشر:مکتبہ :قراءت اکیڈمی لاہور [↑](#footnote-ref-243)
244. مقدمۃالجزریۃ،رقم الشعر:20 ،21، 22،23،صفحہ:8، باب صفات الحروف [↑](#footnote-ref-244)
245. ضیاءالقرءۃ،بحث :صفات غیر متضادہ،صفحہ:25 [↑](#footnote-ref-245)
246. مقدمۃالجزریۃ،رقم الشعر:24،25،26،صفحہ:8، باب صفات الحروف [↑](#footnote-ref-246)
247. علم تجوید،صفحہ:33،بحث:صفات لازمہ غیر متضادہ [↑](#footnote-ref-247)
248. علم تجوید ،صفحہ:34،بحث:صفات لازمہ غیر متضادہ [↑](#footnote-ref-248)
249. شرح فوائد مکیہ،صفحہ :122،پہلا باب،تیسر فصل:صفات کے بیان میں [↑](#footnote-ref-249)
250. شرح فوائد مکیہ(ملتقطًا)،صفحہ :150،پہلا باب،تیسر فصل:صفات کے بیان میں [↑](#footnote-ref-250)
251. علم تجوید ،صفحہ:34،بحث:صفات لازمہ غیر متضادہ [↑](#footnote-ref-251)
252. علم تجوید ،صفحہ:35،بحث:صفات لازمہ غیر متضادہ [↑](#footnote-ref-252)
253. شرح فوائد مکیہ،صفحہ :145،پہلا باب،تیسر فصل:صفات کے بیان میں [↑](#footnote-ref-253)
254. فوائد مکیہ مع حاشیہ توضیحات مرضیہ،صفحہ:35،پہلا باب ،تیسری فصل [↑](#footnote-ref-254)
255. علم تجوید ،صفحہ:38،بحث:صفات عارضہ [↑](#footnote-ref-255)